اللہ

جھوٹ سے پاک ہے

اعلیحضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

اللہ
جھوٹ سے پاک ہے

از

امام اہلسنت، مجدد دین وملت

مولانا الشاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی

مقدمہ

شرف اہل سنت

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

نوری کتب خانہ ۔ لاہور

بفیضان کرم
الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی قدس سرہٗ
قادری نوری

بفیضان نظر
الحاج پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی مدظلہ
قادری نوری

اہتمام اشاعت
پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

تقسیم کار

نیو نوری کتب خانہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور
نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور
ادارہ تعمیر طب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ضروری گذارش

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ادارہ سنی دارالاشاعت لاہور نے حتی الامکان آپ کی خدمت میں جو کتب پیش کیں ان میں جدید طرز طباعت اور معیار کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ اس میں ہم کس حد تک کامیاب رہے آپ ہمیں اس سے آگاہ فرمائیں۔

ہر کتاب کی پروف ریڈنگ بارہا کئی علمائے دین سے کروائی گئی ہے مگر اس کے باوجود اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں نشاندہی کر کے ممنون فرمایئے تاکہ اسے آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جاسکے

خیر اندیش ؎

پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

تقدیس الوہیت............اور امام احمد رضا بریلویؒ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز چودھریں صدی ہجری کے وہ یکتائے روزگار عالم دین ہیں کہ تبحر علمی، وسعت علوم، قوت استدلال اور کثرت تصانیف میں ان کے معاصرین سے لے کر آج تک دنیا بھر میں کوئی ان کا مد مقابل دکھائی نہیں دیتا، پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں ان کی تصانیف ہمارے دعوے پر شاہد عادل ہیں، جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر دلائل کے انبار لگا دیئے، ان کی کسی بھی تصنیف کا مطالعہ کر لیجئے یوں محسوس ہوگا کہ عرصہ کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد یہ تصنیف تیار ہوئی ہوگی، حالانکہ وہ جس موضوع پر لکھتے تھے قلم برداشتہ لکھتے چلے جاتے تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے جو کچھ لکھا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی کے پیش نظر لکھا، نام و نمود سے قطعاً غرض نہ رکھی، یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف مکمل طور پر آج تک شائع نہیں ہو سکیں، ورنہ وہ چاہتے تو اپنے صاحب ثروت عقیدتمندوں سے امداد لے کر اپنی زندگی میں ہی اپنی تصانیف شائع کروا دیتے، ایک دفعہ کسی امیر کبیر عقیدت مند نے آپ کی دعوت کی جسے آپ نے قبول کر لیا، ایک صاحب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اب تو فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کا انتظام ہو جائے گا، یہ بات آپ کے گوش گزار کی گئی تو آپ نے دعوت ہی منسوخ کر دی، لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اخلاص ضائع

نہیں جاتا، اخلاص ہی کی برکت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا بریلوی کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے اور محققین ان کی نگارشات اور ان کے کارناموں کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں ان پر تحقیقی کام کیا جا رہا ہے ..... ذالك فضل الله يوتيه من يشاء یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

آج جب کہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی پر بہت کام ہو چکا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ابھی ان کی تحقیقات کے بہت سے پہلوؤں پر کام کا آغاز بھی نہیں ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قدیم اور جدید علوم کے ماہرین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو آپ کی تمام تصانیف کا جائزہ لے اور ان پر تحقیق کرے، اور اس تحقیق کو اردو، عربی اور انگریزی میں شائع کیا جائے، تب صحیح طور پر علمی دنیا کو امام احمد رضا بریلوی کے علمی مقام سے روشناس کرایا جا سکے گا۔

امام احمد رضا بریلوی نے تمام عمر فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا ان کی نادر تحقیقات فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں میں دیکھی جا سکتی ہیں خوشی کی بات ہے کہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے فتاویٰ رضویہ کے شایان شان طباعت کی جا رہی ہے، جس میں عربی عبارات کے ترجمہ، حوالہ جات کی نشاندہی، پیرابندی، نئی کتابت، عمدہ کاغذ، طباعت اور جلد بندی کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب، سید العالمین ﷺ کی محبت کی شمعیں فروزاں کیں اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے مردانہ وار علمی اور قلمی جہاد کیا یہ وہ کارنامے ہیں جنہیں ان کے مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں، اور ان موضوعات پر کافی تحقیق بھی کی جا چکی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تمجید کے بارے میں بھی کچھ کم کام نہیں کیا، اس موضوع پر ہمارے پیش نظر آپ کی تصنیف "سبحان السبوح" ہے۔

حضرات گرامی! کلمہ طیبہ لا اله الا الله محمد رسول الله کائنات کی وہ عظیم اور بیش بہا نعمت ہے جس کو تصدیق و ایقان اور تسلیم و رضا سے قبول کر کے پڑھتے ہی کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا مستحق، ابدی نعمتوں کا حق دار قرار پاتا ہے، لیکن مسلمان کی زندگی کا یہ پہلا مرحلہ ہے۔

دوسرا مرحلہ جو تمام زندگی پر حاوی ہونا چاہیے یہ ہے کہ ایک مسلمان کی سب سے

زیادہ محبت و عقیدت اور وابستگی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ سے ہو، مشاہدہ ہے کہ انسان کو جس کسی سے والہانہ محبت ہو اس کے حق میں معمولی سی توہین و تنقیص برداشت نہیں کر سکتا، تو جس ذات اقدس پر ایمان لایا ہے اور جس کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کی ہے اس کے بارے میں ذرہ سی گستاخی، معمولی سی توہین کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اگر برداشت کر سکتا ہے تو وہ دعوائے محبت و ایمان میں جھوٹا ہے، محبت کا تو بنیادی تقاضا ہی یہ ہے کہ آدمی اپنی جان کی بازی لگا دے مگر محبوب حقیقی کی آن پر حرف نہ آنے دے۔

بندہ مومن کی زندگی کا تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے احکام اور فرامین پر دل و جان سے عمل پیرا ہو اور اسے اپنی سعادت جانے۔ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ رباعی پڑھا کرتی تھیں:

تعصى الاله وانت تظهر حبه
هذا العمرى فى الفعال بديع
لو كان حبك صالقا لاطعته
ان المحب لمن يحب مطيع

☆ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باوجود اس کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔
☆ زندگی دینے والے کی قسم! یہ طرز عمل تو نہایت عجیب ہے۔
☆ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو رب کریم کی اطاعت کرتا۔
☆ تو محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

آیئے اس مسلمہ حقیقت کی روشنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ کا جائزہ لیں۔

امام احمد رضا بریلوی ۱۰، شوال ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ نے اپنی ولادت باسعادت کی تاریخ اس آیت کریمہ سے استخراج فرمائی۔

اولئك كتب فى قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

حمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے

بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے۔اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔

اولئك كتب فی قلوبهم الايمان

حمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہو گا لا اله الا الله۔ دوسرے پر لکھا ہو گا محمد رسول اللہ (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ اور حمد اللہ ہر بد مذہب پر فتح پائی۔(۱)

یہ نعمت عظمیٰ اور یہ سعادت کبریٰ اللہ تعالیٰ کے حبیب، سید الانبیاء ﷺ کے ذریعے سے میسر ہوئی۔

اے رضا یہ فیض ہے احمد پاک کا
ورنہ ہم کیا جانتے خدا کون ہے؟

ظاہر ہے کہ جس کے دل پر ایمان نقش ہو چکا ہو وہ عظمت الٰہی جل مجدہ اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کی پاسبانی کے لئے شمشیر بے نیام ہو گا اور معمولی سی گستاخی برداشت کرنے کا روادار نہیں ہو گا۔ یہی امام احمد رضا بریلوی کی کتاب زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔

عملی طور پر دیکھئے تو امام احمد رضا بریلوی کی زندگی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں کی آئینہ دار ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تمجید کے بارے میں کیا علمی اور قلمی کام کیا ہے؟ اس کی جھلک آپ آگے کتاب کے مطالعہ سے پائیں گے۔

قدیم فلسفہ، یونانی زبان سے عربی میں منتقل ہوا تو علماء اسلام نے اس کے غیر اسلامی افکار و نظریات کا رد کیا، امام حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تہافۃ الفلاسفہ میں ایسے بیس مسائل منتخب کر کے ان پر تنقید کی، بعد میں امام فخر الدین رازی اور دیگر علماء اسلام نے فلاسفہ کی خرافات کو ہدف تنقید بنایا، دینی مدارس کے نصاب میں فلسفے کی کتابیں داخل کرنے کا مقصد ایک تو ان کی اصطلاحات سے واقفیت تھی، دوسرا مقصد یہ تھا کہ ان کے مخالف اسلام نظریات کا کھل کر رد کیا جائے۔

تاہم داخل نصاب کتب کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان سے دوسرا مقصد کماحقہ حاصل نہیں ہوتا۔ امام احمد رضا بریلوی نے ۱۳۳۸ھ میں الکلمة

الملهمة لکھ کر اس ضروریات کو پورا کر دیا، اس میں انہوں نے فلاسفہ کی اکتیس مسائل منتخب کئے جنہیں خود ان کے مسلمہ دلائل سے رد کیا۔ مقالہ اول میں فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل فاعل مختار ہے اس کا فعل نہ کسی مرجح کا دست نگر، نہ کسی استعداد کا پابند، یہ مقدمہ نظر ایمانی میں تو آپ ہی ضروری و بدیکی يفعل الله ما يشاء ٥..... فعال لما يريد٥..... له الخيرة٥..... یہ ہیں عقل انسانی میں بھی آدمی اپنے ارادے کو دیکھ رہا ہے کہ دو متساویوں میں بے کسی مرجح کے آپ ہی تخصیص کر لیتا ہے، وہ جام یکساں ایک صورت، ایک نظافت کے، دونوں میں ایک سا پانی بھرا ہو، اس سے ایک قرب پر رکھے ہوں، یہ پینا چاہے، ان میں سے جسے چاہے اٹھالے..... پھر اس فعال لمایرید کے ارادہ کا کہنا؟(۲)

اس گفتگو کا ہدف فلاسفہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور فاعل کی نسبت سب چیزوں کی طرف برابر ہے، لہذا وہ برابر چیزوں میں سے کسی ایک کو اپنی طرف سے ترجیح نہیں دے سکتا، ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو محال ہے" اس باطل نظریئے پر امام احمد رضا بریلوی نے معقول اور مدلل انداز میں بھرپور تنقید کی ہے، جو اہل علم کے پڑھنے کے لائق ہے۔

دوسرے مقام میں فلاسفہ کے اس نظریئے پر بحث کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عقل اول کو پیدا کیا، باقی تمام جہان عقول کا پیدا کردہ ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے اسلامی عقیدہ یوں بیان کیا ہے۔

عالم میں کوئی نہ فاعل موجب نہ فاعل مختار..... فاعل مطلق و فاعل مختار ایک اللہ واحد قہار..... یہ مسئلہ بھی نگاہ ایمان میں بدیہات سے ہے اور عقل سلیم خود حاکم کہ ممکن، آپ اپنے وجود میں محتاج ہے دوسرے پر کیا افاضہ وجود کرے، دو حرف اس پر لکھ دیں کہ راہ ایمان سے یہ کانٹا بھی باذنہ عزوجل صاف ہو جائے۔(۳)

اس کے بعد اس عقیدہ باطلہ کو بارہ وجہ سے رد کیا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا بریلوی کو وہ دانش ایمانی و نورانی عطا فرمائی تھی جس کے سامنے کوئی باطل نظریہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ ہندوستان کے معروف محقق اور قلم کار جناب شبیر احمد خاں غوری نے جا

طور پر اس کتاب کو عہد حاضر کا "تہافۃ الفلاسفہ" قرار دیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے فلسفہ قدیمہ کے رد میں الکلمۃ الملہمۃ اور فلسفہ جدیدہ (سائنس) کے رد میں فوز مبین لکھی۔ ان دونوں کتابوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

مسلمان طلباء پر دونوں کتابوں کا بغور بالاستیعاب مطالعہ اہم ضروریات سے ہے کہ دونوں فلسفہ مزخرفہ کی شناعتوں، جہالتوں، سفاہتوں، ضلالتوں پر مطلع رہیں اور بعونہ تعالیٰ عقائد حقہ اسلامیہ سے ان کے قدم متزلزل نہ ہوں۔ (۴)

چند خوانی حکمت یونانیاں　　حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

مسئلہ امکان کذب

اللہ تعالیٰ جل مجدہ واجب الوجود ہے، اس کی صفات اس کی ذات کریم کے لئے اس طرح ثابت ہیں کہ جدا نہیں ہو سکتیں، اللہ تعالیٰ کا کلام یقیناً صادق ہے، تو جس طرح صفت کلام اس سے جدا نہیں ہو سکتی اس طرح سچائی اس کے کلام سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لازمی بات ہے کہ اس کے کلام کے جھوٹا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، سلف سے لے کر خلف تک اہل اسلام کا یہی عقیدہ رہا ہے، لیکن ہندوستان میں فرنگی اقتدار کے دور میں جہاں دیگر اعتقادی فتنوں نے سر اٹھایا، وہاں یہ فتنہ بھی اٹھا کر معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، اگرچہ بولتا نہیں، ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ تقدیس الوہیت کے سراسر منافی تھا، امام احمد رضا بریلوی اسے کس طرح برداشت کر لیتے؟ چنانچہ اس عقیدہ باطلہ کے خلاف انہوں نے زبردست علمی اور قلمی جہاد کیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت، رفعت شان اور قدوسیت کے بیان کے لئے چھ رسائل تحریر کئے۔

۱۔ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح: جھوٹ ایسے قبیح عیب سے سبوح و قدوس کی ذات پاک ہے۔

۲۔ مزق تلبیس ادعائے تقدس: دعوائے تقدیس کے فریب کا پردہ چاک۔

۳۔ الھبۃ الجباریہ علی جھالۃ الاخباریہ: اخباری جہالت پر رب جبار کی ہیبت..... اخبار نظام الملک کے ضمیمہ کا رد۔

۴۔ پیکان جاں گداز بر مکذبان بے نیاز: بے نیازی ہستی کی تکذیب کرنے والوں پر ہلاکت آفریں تیر۔

۵۔ دامان باغ سبحن السبوح: سبحن السبوح کے باغ کا دامن (ضمیمہ)

۶۔ القمع المبین لامال المکذبین تکذیب کرنے والون کی امیدوں کی واضح پامالی۔

۱۳۰۷ھ میں میرٹھ سے ابو محمد صادق علی مداح نے امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں استفتاء کیا کہ آج کل گنگوہ اور دیوبند کے علماء مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کا تحریری اور تقریری طور پر اعلان کر رہے ہیں، براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے چھپی ہے، جس کی تصدیق و تائید مولوی رشید احمد گنگوہی نے اول سے آخر تک بغور پڑھ کر کی ہے، اس میں لکھا ہے:

امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا، بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید جائز ہے یا نہیں؟

سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ کیسا ہے؟ اور اس کے قائل کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا بریلوی نے اس استفتاء کا جواب بڑے سائز کے ایک سو چھ صفحات کے رسالے کی صورت میں دیا، اور اس کا تاریخی نام رکھا۔

سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ) ذات سبوح جھوٹ ایسے قبیح عیب سے پاک ہے۔

یہ رسالہ مبارک ایک مقدمہ، چار تنزیہوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ: اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اسلامی عقیدہ۔

تنزیہ اول: جلیل القدر علماء اسلام کی تیس عبادات نقل کیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کے محال ہونے پر تمام اہل سنت، اشاعرہ اور ماتریدیہ ہی نہیں بلکہ معتزلہ کا بھی اجماع ہے۔

تنزیہ دوم: کذب باری تعالیٰ کے محال صریح ہونے پر تیس دلیلیں، جن سے پانچ آئمہ کرام اور علمائے عظام نے بیان کیں اور پچیس دلیلیں امام احمد رضا بریلوی نے پیش کیں۔

تنزیہ سوم: مولوی اسمٰعیل دہلوی کے رسالہ یک روزی پر چالیس تازیانے، کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کے ممکن ہونے کا شوشہ اسی نے چھوڑا تھا۔

تنزیہ چہارم: براہین قاطعہ میں کہا گیا کہ امکان کذب، خلف وعید کی فرع ہے، اس کے رد پر دس قاہر دلیلیں، ضمناً بیان کیے گئے دلائل بھی شمار کیے جائیں تو اکیس دلائل قاہرہ۔

خاتمہ: امکان کذب کے قائلین کا حکم اور وہ یہ کہ ان کی صحبت کو آگ سمجھیں ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو تو دوبارہ پڑھیں، علمائے دین کی ایک جماعت کے مطابق ان پر متعدد وجوہ سے کفر لازم، مگر ہم محتاط علماء کی روش پر چلتے ہوئے انہیں کافر نہیں کہتے۔ (۵)

اس موضوع پر امام احمد رضا بریلوی کی جملہ تصنیفات کا مطالعہ کر لیجئے، ہر جگہ یقین راسخ کا جلوہ دکھائی دے گا، اور ایمانی انوار پھوٹتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ایک عام فہم دلیل آپ بھی ملاحظہ فرماتے ہیں:

> "کتب حدیث وسیر کا مطالعہ کیجئے...... بہت خوش نصیب، ذی عقل لبیب، صرف جمال جہاں آرائے حضور، پرنور، سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم ﷺ دیکھ کر ایمان لائے...... کہ لیس ھذا وجہ الکذابین یہ منہ جھوٹ بولنے کا نہیں...... اے شخص یہ اس کے حبیب کا پیارا منہ تھا، جس پر خوبی بہار دو عالم نثار ﷺ...... اور پاکی و قدوسی ہے اس کے وجہ کریم کے لئے...... واللہ! اگر آج حجاب اٹھا دیں تو ابھی کھلتا ہے کہ اس وجہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی؟...... مخالف اسے دلیل خطابی کہے، کہے، مگر میں اسے حجت ایقانی کا لقب دیتا اور مسلمان کی ہدایت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں یوم ینفع الصدقین صدقھم...... یوم لاینفع مال و لا بنون ٥ الا من اتی اللہ بقلب سلیم (۶) (جس دن سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا...... جس دن مال کام آئے گا نہ بیٹے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا)

امام احمد رضا بریلوی دلائل دینے پر آتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دلائل و

براہین کا سیل رواں جاری ہے، تنقید کرتے ہیں تو مد مقابل بے بس، لاچار اور دم بخود کھڑا نظر آتا ہے، تازیانے برساتے ہیں تو جلال کی جلیاں چمکتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، کہیں ناصحانہ اور مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہیں تو حریر و پرنیاں کا سماں باندھ دیتے ہیں، غرض یہ کہ وہ ہر انداز اور ہر حربہ اختیار کرتے ہیں تاکہ مخالفین میرے رب قدوس پر امکان کذب کا دھبہ لگانے سے باز آجائیں۔

نصیحت کا انداز ملاحظہ ہو جس میں ادبی چاشنی بھی ہے اور اخلاص کی حلاوت بھی، فرماتے ہیں:

> ہاں اے وہ سوراخو! جو سر کے دونوں طرف گوہر سماعت کے کان بنے ہو...... جن پر ہوا کی موجیں نیسان، سخن سے بارور ہو کر مہین مہین پھوہار سے آوازوں کا جھالا برساتی...... اور ان قدرتی سیپوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سننے کے موتی بناتی ہیں...... کیا تم میں کوئی القی السمع و ھو شھید و کان لگائے اور حاضر دل والا ہو) کے قابل نہیں؟
>
> ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو! جو سینے کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشین ہو...... جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بیگی، کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے...... اور خرد کے وزیر، فہم کے مشیر اپنی روش تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں...... کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنه (جو بات کو سنتے ہیں اور بہترین بات کی پیروی کرتے ہیں کا قائل نہیں؟
>
> جان برادر! یقین جان، تعصب باطل و اصرار عاطل کا وبال شدید ہے...... آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے؟ (۷)

اختلاف کا پس منظر اور پیش منظر

مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھ دیا کہ: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی و ولی و جن و فرشتے جبرئیل اور

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

اس پر بطل حریت علامہ فضل حق خیر آبادی نے تنقید کرتے ہوئے کہا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات کاملہ میں مثل اور نظیر محال ہے۔

امام احمد رضا بریلوی اس پس منظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کاہے پر چھڑی تھی؟ ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین، خاتم النبیین، اکرم الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل و ہمسر، حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے، کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے، اور ختم نبوت ناقابل شرکت تو امکان مثل، مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

اس پر اس سفیہ نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال نہیں، ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہو جائے۔ (۸)

شہید جزیرہ انڈیمان، علامہ فضل حق خیر آبادی نے تقویۃ الایمان کی مسئلہ شفاعت اور امکان نظیر سے متعلق عبارت کے رد میں پہلے تین چار صفحات لکھے، مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے یکروزہ میں اس کا جواب دینے کی کوشش کی تو تحقیق الفتوی لکھی، اس کے جواب میں مولوی حیدر علی ٹونکی نے کچھ لکھا تو علامہ نے عظیم الشان کتاب امتناع النظیر لکھی، اس کتاب کی عظمت و جلالت اور دلائل کی قوت و فراوانی کا یہ عالم ہے کہ آج تک کسی بڑے سے بڑے عالم کو اس کا جواب دینے جرات نہ ہو سکی۔

کچھ ایسا ہی حال امام احمد رضا بریلوی کی تصنیف جلیل سبحٰن السبوح اور دیگر رسائل مبارکہ کا ہے کہ آج تک کسی کو ان کا جواب دینے کی ہمت نہ ہو سکی، کہنے دیجئے کہ ان دونوں نابغہ روزگار ہستیوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا انسانی طاقت و ہمت کے مطابق حق ادا کر دیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے پہلے فرمادیا تھا اور صحیح فرمایا تھا:

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی ووافی رسالہ مسمی بہ سبحٰن

السبوح عن عیب کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور گنگوہیوں، دیوبندیوں وغیر ہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا، نہ انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا بوا ربھم وما کانوا یفسقون (۹)

لدھیانہ کے مولوی محمد بن عبد القادر نے ایک رسالہ تقدیس الرحمٰن عن الکذب والنقصان لکھا اور اس میں امکان کذب کا دلائل سے سخت رد کیا، حالانکہ وہ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔

مولانا عبد السمیع بیدل رامپوری خلیفہ مجاز حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے انوار ساطعہ میں لکھا:

کوئی جناب باری عزاسمہ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے

اس کا جواب دیتے ہوئے براہین قاطعہ میں کہا گیا کہ ہم نے یہ کوئی نیا مسئلہ تو نہیں نکالا خلف وعید میں تو قدیم اختلاف چلا آرہا ہے، اس سے پہلے گزر چکا کہ اول تو محققین خلف وعید کے قائل ہی نہیں اور جو قائل ہیں وہ شدومد سے امکان کذب کا انکار کرتے ہیں، پھر یہ جواب کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟...... خلف وعید کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن گناہوں پر سزا سنائی ہے انہیں معاف فرمادے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بے شمار مجرموں کو معاف فرمادے گا، اب اگر خلف وعید کا معنی جھوٹ ہے تو معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹا ہو جائے گا، اور یہ یقینی بات ہے کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی، ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ واقع ہے، نعوذ باللہ من ھذہ العقیدۃ الخبیثۃ، اس کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس شخص کا کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے بڑھ کر کیا اندھیر ہو گا اور کیا گمراہی ہو گی؟

مولانا نذیر احمد خاں لکھتے ہیں۔

رسالہ صیانۃ الناس مطبوع مطبع حدیقۃ العلوم، میرٹھ ۱۳۰۷ھ کے آخری ورق میں یہ فتوی مولوی رشید احمد گنگوہی کا مطبوع ہو چکا ہے اور ان کے ہاتھ کا اصل فتوی لکھا ہوا اونکے مہر کی ہوئی بھی ہمارے پاس موجود ہے اس کی عبارت تھوڑی سی یہ ہے:

بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح
ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے، کیونکہ کذب بولتے
ہیں خلاف واقع کو، سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے، گاہ وعدہ، گاہ خبر اور سب
کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا جنس کو مستلزم ہے، اگر انسان ہوگا
تو حیوان بالضرور ہوگا، لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو
گئے، اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو، پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت
کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ (۱۰)

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھئے کہ ایسے لوگوں پر آسمان نہیں ٹوٹ پڑا۔

یاد رہے کہ براہین قاطعہ دراصل مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے جو
مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی۔

حکیم عبدالحی لکھنوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے
لکھتے ہیں:

والبراهين القاطعة في الرد على الانوار الساطعة للمولوی
عبدالسميع الرامفوري، طبع باسم الشيخ خليل احمد
السهارنفوري (۱۱)

مولوی عبدالسمیع رامپوری کی تصنیف انوار ساطعہ کا رد
براہین قاطعہ، یہ کتاب (مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے،
لیکن) مولوی خلیل احمد سہارنپوری کے نام سے چھپی۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جامعہ عباسیہ (اب جامعہ اسلامیہ) بہاولپور میں مدرس
تھے، جونہی براہین قاطعہ چھپی اس کی قابل اعتراض عبارات کی بناء پر علماء اہل سنت نے
شدید رد عمل کا اظہار کیا، قصور کے نامور فاضل جلیل مولانا غلام دستگیر قصوری نے انبیٹھوی
صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا، ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں بہاولپور جا کر مناظرہ کیا اور مولوی
خلیل احمد انبیٹھوی کو شکست فاش دی، مناظرے کے حکم نواب محمد صادق عباسی، والئی
بہاولپور کے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام فرید، چاچڑاں شریف تھے، انہوں نے فیصلہ دیا کہ
دیوبندی علماء کے عقائد ان وہابی علماء سے ملتے ہیں جو برصغیر میں خلفشار کا باعث بنے
ہوئے ہیں، اس فیصلے کے بعد نواب صاحب نے مولوی خلیل احمد کو ریاست سے نکل جانے کا

حکم دے دیا۔

اس مناظرہ کی روئداد تقدیس الوکیل کے نام سے نوری کتب خانہ بالمقابل ریلوے
اسٹیشن لاہور پر دستیاب ہے۔ جس پر علماء حرمین شریفین کے علاوہ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق
مہاجر مکی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تصدیقات ثبت ہیں۔ (۱۲)

استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری نے امکان کذب کے رد میں رسالہ مبارکہ
تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان لکھا، اس کے جواب میں مولوی محمود حسن دیوبندی
نے جہد المقل دو جلدوں میں لکھی، جس میں انہوں نے نہ صرف جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے لئے
ممکن قرار دیا، بلکہ تمام عیوب اور قبائح کو ممکن قرار دے دیا۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات، ذاتیہ، مقدور باری، جملہ
اہل حق تسلیم فرماتے ہیں، کیونکہ خرابی ہے تو ان کے صدور میں
ہے، نفس مقدوریت میں اصلاً کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔ (۱۳)

ایسے ہی ایک قول پر امام احمد رضا بریلوی کی تیز تنقید ملاحظہ ہو:

کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش
کا خدا میں آنا ممکن، واہ بہادر! کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ و
تقدیس کی جڑ کاٹ گیا، عاجز، جاہل، احمق، کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا،
گونگا، سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار
پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا بلکہ مر جانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو
گیا۔

غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر
مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولیٰ عزوجل پر نقص و عیب
محال بالذات ہیں دفعۃً سب باطل و بے دلیل ہو کر رہ گئے۔ (۱۴)

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی نے عربی میں الصمصام القاضب لراس
المفتری علی اللہ الکذب اور مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے عجالۃ الراکب فی
امتناع کذب الواجب لکھ کر عقیدہ امکان کذب کا رد بلیغ فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے چھ قیمتی رسائل لکھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ

کی عظمت و جلالت کے پرچم لہرا دیئے، اور اس کی تنزیہ و تقدیس کے ایمان افروز بیانات سے مسلمانوں کے دلوں کو ہی نہیں دماغوں کو بھی روشن کر دیا۔ ان کے باطل شکن دلائل کا مطالعہ کرتے وقت روح پر اہتزازی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، بلاشبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ اور دیگر عیوب و نقائص کو ممکن مان کر بلند بانگ دعوے کرنے والوں کے منہ میں لگام دیدی ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبر انور پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

اس سے قبل یہ رسالہ مبارکہ "سبحان السبوح" نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور کے اہتمام میں شائع ہوا تھا۔ اب فقیر کی تحریک پر دوبارہ پیرزادہ سید محمد عثمان نوری نے اس کی اشاعت ثانی کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ جل مجدہ ان کے والد گرامی پیر سید محمد حسن شاہ صاحب گیلانی نوری اور ان کو مزید ہمت دے کہ یہ اپنے بزرگوں کے اس فیضان کو جاری و ساری رکھیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ظفر الدین بہاری، ملک العلماء : حیات اعلیٰ حضرت (طبع کراچی) ص :

۲۔ احمد رضا بریلوی، امام : الکلمۃ الملہمہ (طبع ماتین) ص ۸

۳۔ احمد رضا بریلوی امام : الکلمہ الملہمہ ص ۶۲۔

۴۔ احمد رضا بریلوی، امام : الکلمہ الملہمہ ص ۶۔

۵۔ احمد رضا بریلوی، امام : سبحٰن السبوح (نوری کتب خانہ، لاہور) ص ۴۔ ۱۰۳۔

۶۔ احمد رضا بریلوی، امام : سبحٰن السبوح ص ۲۷۔

۷۔ احمد رضا بریلوی، امام : سبحٰن السبوح ص ۳۴۔

۸۔ احمد رضا بریلوی، امام : سبحٰن السبوح ص ۸۹۔

۹۔ محمد بن عبدالقادر، مولوی : تقدیس الرحمٰن (مطبع صحافی، لاہور)، ص ۸۔ ۳

۱۰۔ نذیر احمد خان، مولانا : امطار الحق (طبع ممبئی) ص ۳۱۔

۱۱۔ عبدالحی لکھنوی، مورخ : نزھۃ الخواطر (طبع کراچی) جلد ۸ ص ۱۵۱۔

۱۲۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری : تذکرہ اکابر اہل سنت (مکتبہ قادریہ لاہور) ص ۳۰۸۔

۱۳۔ محمود حسن دیوبندی : جہد المقل (مطبع بلالی، ساڈھورہ) ج ۱ ص ۴۱۔

۱۴۔ احمد رضا بریلوی، امام : سبحٰن السبوح ص ۴۲۔

اِستِفتاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دربارہ مسئلۂ امکان کذب باری تعالیٰ جس کا اعلان تحریری و تقریری علمائے گنگوہ و دیوبند اور اُن کے اتباع آجکل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں تحریراً کتاب براہین قاطعہ میں کہ مولوی خلیل احمد انبہٹی کے نام سے شائع کی گئی (جس کی لوح پر لکھا ہے" بامر حضرت چنیں و چناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خاتمہ پر اُن کی تقریظ بایں الفاظ ہے" احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور اپنے مصنف کی وسعت نظر علم اور فسحت ذکاء و فہم پر دلیل واضح حق تعالیٰ اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین و معمول عاملین فرما وے" جس سے ثابت کہ گویا کتاب[1] ہی تالیف اُن کی ہے) صفحہ تین پر یوں مکتوب ہے" امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے

[1] لطیفہ مولوی گنگوہی صاحب کے بعض شاگردان رشید کے سامنے اس براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل پر چند اعتراضات کہ اُس کے خود اد سے مشتی نمونہ تھے بیان کئے گئے، شاگرد صاحب نے اپنے استاد کی حمایت میں اول تو کچھ تیص بیص کی اداتیں کھائیں جب کچھ نہ بنی ناچار ہو کر بولے کہ پھر حضرت (یعنی مولوی گنگوہی صاحب) پر کیا اعتراض ہے کہ یہ کتاب تو میاں انبہٹی کی ہے اُس کے جواب میں کہا گیا اگر بالفرض ایسا بھی ہو تو جب آنہوں نے یہ دھوم دھامی تقریظ اس پر لکھی کتاب اُنہیں مقبول ہو چکی کہا آنہوں نے متفرق طور پر بعض مقامات دیکھ کر تقریظ لکھی ہوگی کہا ضرور ہے کہ یہ مواقع اعتراض بھی نظر سے گذرے ہوں اُس پر اُنہیں دکھا دیا گیا کہ تقریظ میں اول سے آخر تک اپنا دیکھنا لکھا ہے۔ بولے یونہی سرسری نظر سے دیکھی ہوگی کہ اُنہیں فرصت نہیں اس پر پھر دکھایا گیا کہ وہ تقریظ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بغور دیکھا اب کچھ نہ بن آئی ناچار سکوت کی ٹھہرائی۔ خدا کی شان وہ حضرت صاف صاف پکار رہے ہیں کہ کتاب کا حرف حرف مجھے مقبول، اور شاگرد ان رشید اُن پر سے دفع الزام کو ناحق ڈھلی بگڑی میاں خلیل احمد صاحب کے سر ڈھالتے ہیں مدعی سست گواہ چست ان کے پچھلے عذر پر یہ بھی عرض کی گئی کہ حضرت یہ عذر بدتر از گناہ ہے اب تک جہالت تھی اب تمہارے قول سے بد دیانتی ثابت ہو گئی کہ کتاب سرسری نظر سے دیکھ کر اول تا آخر اس کے تمام مضامین پر الحق لکھ کر حلف اٹھا لیا اس کا بھی کچھ جواب۔ نہ تھا اسی طرح اُنہیں شاگرد کے سامنے استاد صاحب کے مسائل فقہیہ کا تذکرہ آیا تھا کہ سخت غلط لکھتے ہیں اور باوصف دعوئے تقلید استناد بعبارت کتب کی بھی حاجت نہیں جانتے اکثر اپنے اجتہاد محض پر قناعت فرماتے ہیں، اس کا بھی یہی جواب دیا کہ حضرت کو مراجعت کتاب کی فرصت نہیں بے دیکھے یاد پر لکھ دیا کرتے ہیں سبحان اللہ حدیث اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار کا کیا جواب ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اس بیان سے مقصود یہ کہ ع دوستی بے خرداں دشمنی ست، اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور دین حق پر دنیا سے اٹھائے آمین ۱۲ س عدالمہ

نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں؟ رد محتار میں ہے هل يجوز الخلف فى الوعيد فظاهر ما فى المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے" انتہی ملخصاً تقریر مولوی ناظر حسن دیوبندی مدرس اول مدرسۂ عربی میرٹھ نے مسجد بالائے کوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمانوں میں کہا کہ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ "خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے مگر بول سکتا ہے، بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجدے تو کسی کا اجارہ نہیں اور یہی امکان کذب ہے" انتہی. پس ایسا اعتقاد کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جس کا عقیدہ ایسا ہے سچی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

المستفتی

ابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکتیسری از میرٹھ بالائے کوٹ

فتوے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

سبحن ربك رب العزة عما يصفون ؛ وسلام على المرسلين ؛ والحمد لله رب العلمين؛ الحمد لله المتعالى شانه عن الكذب والجهل والسفة والهزل والعجز والبخل وكل ما ليس من صفات الكمال المنزة عظيم قدرته بكمال قدوسيته وجمال سبوحيته عن وصمة خروج ممكن او دخول محال. قوله الحق ووعده الصدق ومن اصدق من الله قيلا: وكلامه الفصل وما هو بالهزل فسبحن الله بكرة واصيلا لذاته القدم ولنعته القدم فلا حادث يقوم ولا قائم يحول وكلامه ازلى فصدقه ازلى فلا الكذب يحدث ولا الصدق يزول والصلاة والسلام على الصادق المصدوق سيد المخلوق النبى الرسول الاتى بالحق

من عند الحق لدين الحق على وجه الحق والحق يقول فهو الحق وكتابه الحق بالحق انزل وبالحق نزل وعلى الحق النزول واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له حقا حقا واشهد ان محمدا عبده ورسوله بالحق ارسله صدقا صدقا صلوات الله وسلامه عليه وعلى اله وصحبه وكل من ينتمى اليه. وعلينا معهم. وبهم ولهم يا ارحم الراحمين. امين امين. اله الحق امين قال المصدق لربه بتوفيقه العظيم المسبح لمولاه عن كل وصف ذميم؛ عبد المصطفى احمد رضا المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى البريلوى صدق لله تعالى قوله فى الدنيا والاخرة وصدق فيه ظنه بالعفو والمغفرة. امين ۔

الجواب ــــــــ اللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَابِ

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ بحول وقوت رب الارباب اس مختصر جواب موضح صواب ومزیح ارتیاب میں اپنے مولٰے جل وعلا کی تسبیح وتقدیس اور اس جناب رفیع وجلال منیع پر جرأت وجسارت والوں کی تقبیح وتفلیس کے لئے کلام کو چار تنزیہوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام وازاحت اوہام ایک ضروری مقدمہ ان پر متقدم کرتا ہے۔ تنزیہ اوّل میں ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشادات متین جن سے بحمد اللہ شمس وامس کی طرح روشن ومبین کہ کذب الٰہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنت میں مختلف فیہ ماننا عناد ومکابرہ یا جاہلانہ خیال تنزیہ دوم میں بفضل ربانی وہ سے اہل حق پر دلائل نورانی جن سے واضح ہو کہ کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل وبے دلیل تنزیہ سوم میں امام وہابیہ ومعلم ثانی طائفہ نجدیہ مصنف رسالہ یکروزی کی خدمت گذاری؛ اور اُن حضرت کے اوہام باطلہ وہذیانات عاطلہ کی ناز برداری، کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہن اور اُن کے مرجع وملجا وماخذ ومنتہی انہیں کے سخن تنزیہ چہارم میں جہالات جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وافی کہ مسئلہ قدیمہ خلف وعید اس مولٰے حادثہ سے منزلوں بعید خاتمہ میں جواب مسائل وحکم قائل والحمد لله مجيب السائل ۔

مُقدمہ

اقول وبالله التوفيق وبه الوصول الى ذرى التحقيق مسلمان کا ایمان ہے کہ مولٰے سبحانہ

وتعالٰی کے سب صفات، صفاتِ کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اُس سے ممکن نہیں یوں ہی معاذ اللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اُس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں، ان کا کوئی ذرہ اُس کے احاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو نہ یہ کہ موجود و معدوم و باطل و موہوم ہیں کوئی شے ومفہوم ہے اُس کے تعلق کے نہ رہے، اگرچہ وہ اصلا صلاحیت تعلق نہ رکھتی ہو، اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو، اب احاطہ و دائرہ کا تفرقہ دیکھیے (۱) خلاق کبیر جل وعلا فرماتا ہے خالق کل شئ فاعبدوہ وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اُسے پوجو یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات وصفات باری عز مجدہ مخلوقیت سے پاک (۲) سمیع بصیر جل مجدہ فرماتا ہے انہ بکل شئ بصیرہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ تمام موجوداتؐ قدیمہ و حادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنی مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے اب تک کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک

ــــــــــــــــ

؎ فائدۃ اعلم انہ ربما یلمح کلام القاری فی منح الروض الی تخصیص بصارہ تعالٰی بالاشکال و الالوان وسمعہ بالاصوات والکلام وقد صرح العلامۃ اللقانی فی شرح جوھرۃ التوحید بعمومھا کل موجود وتبعہ سیدی عبد الغنی فی الحد یقۃ وھذا کلام اللقانی قال لیس سمعہ تعالٰی خاصا بالاصوات بل یعم سائر الموجودات ذوات کانت اوصفات فیسمع ذاتہ العلیۃ وجمیع صفاتہ الازلیۃ کما یسمع ذواتنا وما قام بنا من صفاتنا کعلومنا والوانتا وھکذا ابصرہ سبحانہ وتعالٰی لایختص بالالوان ولا بالاشکال والاکوان فحکمہ حکم سمعہ سواء بسواء فمتعلقہما واحد اھ اما ما قال اللقانی قبل ذلک حیث عرف السمع بانھا صفۃ ازلیۃ قائمۃ بذاتہ تعالٰی یتعلق بالمسموعات اوبالموجودات الخ والبصر بانہ صفۃ ازلیۃ تتعلق بالمبصرات اوبالموجودات الخ **فاقول** لایجب ان یکون اشارۃ الی الخلاف بل اتی اولًا بالمبصرات معتمدا علی بداھۃ تصورہ ثم اردف بالموجودات فرارا عن صورۃ الدور ولیس فی التعبیرین تناف اصلا فان المبصر ماتتعلق بہ الابصار ولیس فیہ دلالۃ علی خصوصیۃ شیٔ دون شیٔ فاذا کان الابصار یتعلق بکل شیٔ کان المبصر والموجود متساویین نعم لما کان ابصارنا الدنیوی العادی مختصا باللون ونحوہ ربما یسبق الذھن الی ھذا المخصوص فازال الوھم بقولہ او بالموجودات اتیا بکلمۃ او للتخییر فی التعبیر وھذہ النکتۃ اخرٰی للاسم دافٍ وانما لم یکتف بہ لان ذکر

(الباقی علی الصفحۃ الاٰتی)

پہنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے، جو اصلا ہے ہی نہیں وہ نظر کیا آئے گا، تو نقصان جانب قابل ہے نہ جانب فاعل، شرح فقہ اکبر میں ہے قد اتفق ائمۃ سمرقند و بخارا انہ (یعنی المعدوم) غیر مرئی وقد ذکر الامام الزاھد الصفار فی اٰخر کتاب التلخیص ان المعدوم مستحیل الرؤیۃ وکذا المفسرون ذکروا ان المعدوم لایصلح ان یکون مرئیّ اللہ تعالٰی وکذا قول السلف من الاشعریۃ والماتریدیۃ ان الوجود علۃ جواز الرؤیۃ مع الاتفاق ان المعدوم الذی یستحیل وجودہ لاتتعلق برؤیتہ سبحانہ اھ، شرح السنوسی للجزائریہ میں ہے انھما (یعنی سمعہ تعالٰی وبصرہ) لایتعلقان الا بالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید اھ، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے المعدومات التی ما ارادھا اللہ تعالٰی ولا

ــــــــــــــــ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) المبصرات ادخل فی التمییز ثم اقول تحقیق المقام ان الابصار لاشک انہ لیس کالارادۃ والقدرۃ والتکوین التی لایجب فعلیۃ جمیع التعلقات الممکنۃ لھا بل ھو من الصفات التی یجب ان تتعلق بالفعل بکل ما یصلح لتعلقھا کالعلم فعدم الابصار بعض ما یصلح ان یبصر نقص یجب تنزیھہ تعالٰی عنہ کعدم العلم ببعض ما یصح ان یعلم وھذا مما لایجوزان یتناطح فیہ عنزان انما الشان فی تبیین ما یصح تعلق الابصار بہ فان ثبت القصر علی الاشکال و الالوان والاکوان فذاک وان ثبت عموم الصحۃ کل موجود وجب القول بتحقق عموم الابصار ازلًا وابدًا لجمیع الکائنات القدیمۃ والحادثۃ الموجودۃ فی ازمنتھا المحققۃ او المقدرۃ لما عرفت من انہ لایجوز ھٰھنا شیٔ منتظر لکن الاول باطل للاجماع علی رؤیۃ المؤمنین ربھم تبارک وتعالٰی فی الدار الاٰخرۃ فکان اجماعًا علی ان صحۃ الابصار لاتختص بما ذکر وقد صرح اصحابنا فی ھٰذا المبحث ان مصحح الرؤیۃ ھو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انہ تعالٰی یرٰی نفسہ فتبین ان الحق ھو التعمیم وان قولہ تعالٰی انہ بکل شیٔ بصیر جار علی صرافۃ عمومہ من دون تطرق تخصیص الیہ اصلًا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ومن اتقن ھذا تیسر لہ اجراؤہ فی السمع بدلیل کلام اللہ سبحانہ وتعالٰی فافھم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

؎ اقول قولہ ما ارادہ ولا تعلقت ولا کشف عبارات شتی عن معبر واحد وھو دوام العدم المناقض الوجود بالفعل فان کل ما ارادہ اللہ تعالٰی فقد تعلقت القدرۃ بایجادہ بالفعل وبالعکس وما کان کذلک فقد کشف العلم عنہ موجودًا بالاطلاق العام وبالعکس ذلک لان العلم مجوہ تابع لوجود المخلوق لاموجد الا بتعلق القدرۃ ولا تعلق للقدرۃ الا بترجیح الارادۃ کما تقرر کل ذلک فی مقرہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

تعلقت القدرۃ بایجادھا فی ازمنتھا المقدرۃ لھا ولاکشف عنھا العلم موجودۃ فی تلک الازمنۃ فلایتعلق بھا السمع والبصر وکذلک المستحیلات بخلاف العلم فانہ یتعلق بالموجود والمعدوم (۳) قوی قدیر تبارک وتعالٰے فرماتا ہے وھو علٰی کل شیئ قدیر۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ یہ موجود و معدوم سب کو شامل۔ بشرط حدوث و امکان کہ واجب و محال اصلا لائق مقدوریت نہیں۔ مواقف میں ہے القدیم لایستند الی القدرۃ، شرح مقاصد میں ہے لا شیئ من الواجب والممتنع بمقدور، امام یافعی فرماتے ہیں جمیع المستحیلات العقلیۃ لاتعلق للقدرۃ بھا، کنز الفوائد میں ہے خرج الواجب والمستحیل فلایتعلقان ای القدرۃ و الارادۃ بھما، شرح فقہ اکبر میں ہے مایمتنع بنفس مفھومہ کجمع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم لایدخل تحت القدرۃ القدیمۃ (۴) علیم خبیر عزشانہ فرماتا ہے وھو بکل شیئ علیم ۰ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ کلیہ واجب و ممکن و قدیم و حادث و موجود و معدوم و مفروض و موہوم غرض ہر شے و مفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلا کچھ خارج نہیں، یہ اُن عمومات سے ہے جو عموم قضیۂ مامن عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص ہیں۔ شرح مواقف میں فرمایا علمہ تعالٰی یعم المفھومات کلھا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ فھو اعم من القدرۃ لانھا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات اب دیکھئے لفظ چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شیئ مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ[1] فرمایا، جو اُس کے قابل اور اُس کے احاطہ میں داخل تھیں، تو جس طرح ذات و صفات خالق کا دائرہ خلق میں نہ آنا، معاذ اللہ عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا یا معدومات کا دائرہ ابصار سے مہجور رہنا عیاذاً باللہ احاطۂ بصر الٰہی میں باعث فتور نہ ہوا، فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات[2] میں ہونے کے

---

[1] ای شملت مافی دائرتھا وان لم یشملہ اللفظ کمافی العلم ولم تشمل مالیس فیھا وان شملہ اللفظ کمافی الخلق وذلک ان الشیئ عندنا یختص بالموجود قال تعالٰی اولایذکر الانسان اناخلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا و[یعم] الواجب قال تعالٰی وقل ای شیئ اکبر شھادۃ قل اللہ [نعم] فافھم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

[2] یشیر الیٰ ان [مصحح] المقدوریۃ نفس الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

قابل ہے، اُس سب پر قادر ہو کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات و محالات عقلیہ کو بھی شامل ہو، جو اصلا تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ محال کے معنے ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہوسکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے، تو موجود ہوجائے، پھر یہ دونوں کیوں کر جمع ہوسکتے ہیں؟ اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرۂ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت، کہ محالات مصداق و ذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتّٰی کہ فرض و تجویز[1] عقلی میں بھی تو اصلا یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی، یا ان اللہ علٰی کل شیئ قدیر کے عموم سے رہ گئی۔ یہاں سے ظاہر ہوگیا کہ مغویان تازہ جو اسی مسئلہ کذب و دیگر نقائص وغیرہا کی بحث میں بے علموں کو بہکاتے ہیں، کہ مثلاً کذب یا فلاں عیب یا فلاں بات پر اللہ عزوجل کو قادر نہ مانا، تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا، اور ان اللہ علٰی کل شیئ قدیر کا انکار ہوا، یہ اُن ہوشیاروں کی محض عیاری و تزویر اور بے چارے عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے ایھا المسلمون قدرت الٰہی صفت کمال ہوکر ثابت ہوئی ہے، نہ معاذ اللہ صفت نقص و عیب، اور اگر محالات پر قدرت مانئے، تو ابھی انقلاب ہوا جاتا ہے، وجہ سنئے، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال، محال سب ایک سے، معہذا تمہارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کہئے، اتنا ہی عجز و قصور سمجھئے، تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہوں، اور منجملۂ محالات سلب قدرت الٰہیہ بھی ہے، تو لازم کہ اللہ تعالٰے اپنی قدرت کھودینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنا[2] لینے پر بھی قادر ہو، اچھا عموم قدرت مانا، کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی، یونہی منجملہ محالات عدم باری عزوجل ہے، تو اس پر بھی قدرت لازم اب باری جل وعلا عیاذاً باللہ واجب الوجود نہ ٹھہرا، تعمیم قدرت کی بدولت الوہیت ہی کا پچھا ایمان گیا تعالی اللہ عمایقول الظٰلمون علوا کبیرا ۰ پس بحمد اللہ ثابت ہوا، کہ کمال پر قدرت ماننا

---

[1] اور یہ تفسیر المراد بالفرض ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] مگر بیہات حضرات نجدیہ سے کیا گلہ۔ اُن کا امام علم الٰہی کو صراحۃً اختیاری لکھ چکا کماسیاتی فی التنزیہ الثالث تو جب اُس کے نزدیک باری تعالٰے اپنے آپ کو جاہل بنانے پر قادر ٹھہرا، عاجز بنانے پر بھی سہی چہ آب از سرگزشت چہ یک نیزہ یک دست ۱۲ من عفا عنہ و رحمہ اللہ تعالٰی

قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے، جناب باری عز اسمہ کو سخت عیب[1] لگانا اور تعمیم قدرت کے پردے میں اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جانا ہے۔ بنظر انصاف حضرات یہ تو حالات اور اہل سنت پر معاذ اللہ عجز باری عزوجل ماننے کے الزامات، ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیں اور ان حضرات کے مغالطہ و تلبیس سے امان میں رہیں واللہ الموفق ۔

تنزیہ اوّل ارشادات علما میں

اقول وباللہ التوفیق میں یہاں انالۂ اوہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ امتناع کذب الٰہی پر تمام اشعریہ و ماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں، جس کے باعث اس وہم عاطل کا علاج قاتل ہو، کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے، حاش للہ بلکہ بطلان امکان پر اجماع اہل حق ہے، جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ وغیرہم فرق باطلہ بھی متفق، ناظر ماہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا ان عبارتوں سے کن کن طور پر رنگ ثبوت پائے گا، اول ظاہر وجلی یعنی وہ نصوص جن میں امتناع کذب پر صراحۃً اجماع منصوص، دوم اکثر عبارتیں علمائے اشعریہ کی ہوں گی، تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہیں سوم وہ عبارات جن میں بنائے کلام حسن و قبح عقلی کے انکار پر ہو، کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو لاجرم مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کا اجماعی ہوا، اگرچہ عند التحقیق صرف حسن و قبح بمعنی استحقاق مدح و ثواب وذم و عقاب کی شرعیت و عقلیت میں تجاذب آرا ہے، نہ بمعنی صفت کمال و صفت نقصان کہ یہاں

---

[1] مگر بیہات حضرات وہابیہ سے کیا شکایت، ان کا امام باری عزوجل کے حق میں تمام عیوب و نقائص، فواحش کو ممکن مان چکا، جس کا ایضاح بازغ ورد بالغ حضرت مصنف علام تنزیہ سوم میں افادہ فرمائیں گے، اور طائفہ نجدیہ کے ایک رکن رکین کو امام الطائفہ کی حمایت جاہلیت حائفہ کی حمیت جواب تحقیق الفتوی میں اس پر لائی کہ باری سبحانہ کا تمام قبائح و شنائع سے متصف ہونا صاف صاف ممکن لکھ دیا، پھر جب علمائے اہل سنت کی طرف سے دارو گیر ہوئی، دوسرے رسالہ میں یہ طرفہ عجوبہ گڑھا کہ نہ ممکن نہ محال بلکہ ممتنع بالغیر ہے، اے سبحان اللہ کسی نے سچ کہا تھا کہ مصنفان رسالہ یکروزی وکلام الفاضل نہ مسلم نہ کافر بلکہ وہابی ہیں، پھر اضطراب کی یہ حالت کہ خود اسی رسالہ میں لکھ گیا، ممتنع بالغیر وہی ہوتا ہے جو ممکن ہو، سچ ہے خدا جسے گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین ۱۲ س عفا عنہ ورحمہ اللہ

محض بجماع عقلاً عقل ہیں کما نصوا علیہ جمیعا ونبہ علیہ ھھنا المولی سعد الدین التفتازانی فی شرح المقاصد والمولی المحقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الھمام وغیرھما من الجھابذۃ الکرام اب بتوفیق اللہ تعالے نصوص ائمہ وکلمات علما نقل کرتا ہوں :-

نص ۱۔ شرح مقاصد کے مبحث کلام میں ہے الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالی محال اھ ملخصاً، جھوٹ باجماع علما محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے، اور عیب اللہ تعالے پر محال۔ **نص ۲**۔ اسی کی بحث حسن و قبح میں ہے قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالی ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ عزوجل پر کذب محال، **نص ۳**۔ اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے محال جھلہ اوکذبہ تعالی عن ذلک اللہ تبارک وتعالے کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں، برتری ہے اسے ان سے۔ **نص ۴**۔ اسی میں ہے الکذب فی اخبار اللہ تعالی فیہ مفاسد لا تحصی ومطاعن فی الاسلام لا تخفی منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومحال الملاحدۃ فی العناد ومنھا بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالی بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر متحمل ولما کان ھذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالی باطل قطعا اھ ملتقطا یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے، فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے، ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے، کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے، اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے، کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں، اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں، تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔ **نص ۵**۔ شرح عقائد نسفی میں ہے کذب کلام اللہ تعالی محال اھ ملخصاً کلام الٰہی کا کذب محال ہے۔ **نص ۶**۔ طوالع الانوار کی فرع متعلق بمبحث کلام میں ہے الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالی محال جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ **نص ۷**، مواقف کی بحث کلام میں ہے انہ تعالی یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلان الکذب قبیح وھو سبحانہ لا یفعل القبیح واما عندنا فلانہ نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اجماعا یعنی اہل سنت و معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے، معتزلہ تو اس

لئے محال کہتے ہیں کہ کذب برا ہے، اور اللہ تعالیٰ برا فعل نہیں کرتا، اور ہم اہل سنت کے نزدیک
اس دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔ نص ۸
مواقف وشرح مواقف کی بحث حسن وقبح میں ہے مدرک امتناع الکذب منه تعالیٰ عندنا
لیس ھو قبحه العقلی حتی یلزم من انتفاء قبحه ان لا یعلم امتناعه منه اذله مدرک
اٰخر قد تقدم اھ ملخصاً یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں
ہے، اس کے عدم سے لازم آئے، کہ کذب الٰہی محال نہ جانا جائے۔ بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل
ہے کہ اوپر گذری۔ یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ میں عیب محال۔ نص ۹ انہیں کی
بحث معجزات میں ہے قدمر فی مسئلة الکلام من موقف الالٰہیات امتناع الکذب
علیه سبحانه وتعالیٰ یعنی ہم موقف الٰہیات سے مسئلۂ کلام میں بیان کر آئے، کہ اللہ تعالیٰ کا
کذب زنہار ممکن نہیں۔ نص ۱۰۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں
یستحیل علیه تعالیٰ سمات النقص کالجھل والکذب جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و
کذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔ نص ۱۱۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی
اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں لاخلاف بین الاشعریة وغیرھم فی ان کل ما کان وصف
نقص فالباری تعالیٰ عنه منزہ وھو محال علیه تعالیٰ والکذب وصف نقص اھ ملخصاً
یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک
ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں، اور کذب صفت عیب ہے۔ نص ۱۲۔ امام فخر الدین رازی
تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قوله تعالیٰ فلن یخلف اللہ عھدہ یدل علی انه سبحانه منزہ
عن الکذب فی وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا لان الکذب صفة نقص والنقص علی
اللہ تعالیٰ محال وقالت المعتزلة ان الکذب قبیح لانه کسب فیستحیل ان یفعله
فدل علی ان الکذب منه محال اھ ملخصاً اللہ عزوجل کا فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا۔
دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ہر وعدہ و وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، ہمارے
اصحاب اہل سنت وجماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے
اور اللہ عزوجل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری

عزوجل سے صادر ہونا محال، غرض ثابت ہوا کہ کذب الٰہی اصلاً امکان نہیں رکھتا۔ نص ۱۳۔ اللہ
عزوجل فرماتا ہے وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمته ج وھو السمیع العلیم۔
پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی
ہے سنتا جانتا۔ امام ممدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں اعلم ان ھذہ الاٰیة تدل علی ان
کلمة اللہ تعالیٰ موصوفة بصفات کثیرة (الیٰ ان قال) الصفة الثانیة من صفات کلمة
اللہ کونھا صدقا والدلیل علیه ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال یہ آیت ارشاد
فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے ازانجملہ اس کا سچا ہونا، اور اس پر
دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۱۴۔ یہیں فرماتے ہیں۔ صحة
الدلائل السمعیه موقوفة علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا
اس پر موقوف ہے کہ کذب الٰہی محال مانا جائے۔ نص ۱۵۔ زیر قوله تعالیٰ ما کان اللہ ان یتخذ
من ولد سبحنه بعض تمسکات معتزلہ کے رد میں فرماتے ہیں اجاب اصحابنا عنه بان الکذب
علی اللہ تعالیٰ محال، اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال ہے۔ نص ۱۶۔ علامہ سعد تفتازانی
شرح مقاصد میں انہیں امام ہمام سے ناقل صدق کلامه تعالیٰ لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبه
لان ما ثبت قدمه امتنع عدمه کلام خدا کا صدق جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے، تو
اس کا کذب محال ہوا، کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے، اس کا عدم محال ہے۔ تنبیہ انہیں امام علام کا
ارشاد کہ **کذب الٰہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے**۔ انشاء اللہ تعالیٰ تنزیہ چہارم میں آئے گا۔
نص ۱۷۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار ان یکون
احد اکثر صدقا منه فانه لا یتطرق الکذب الیٰ خبرہ بوجه لانه نقص وھو علی اللہ
تعالیٰ محال۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے
زیادہ سچا ہو کہ اس کی خبر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور
عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۱۸۔ تفسیر مدارک شریف میں ہے:-

ومن اصدق من اللہ حدیثا ہ تمییز وھو استفہام بمعنی
النفی ای لا احد اصدق منه فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالة

الکذب علیہ تعالیٰ بقبحہٖ لکونہ اخبارًا عن الشیئ بخلاف ماھو علیہ آیت میں استفہام انکاری ہے، یعنی خبر و وعدہ وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں، کہ اُس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبیح ہے کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔ **نص ۱۹** تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا ہ انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحنہ دون غیرہ، آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا اور کسی خبر میں اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا اور کیوں نہ محال ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اوروں کے۔ **نص ۲۰** تفسیر روح البیان میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا ہ انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فان الکذب نقص وھو علی اللہ محال دون غیرہ اھ ملخصًا آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے نہ اُس کے غیر پہ **نص ۲۱.** شرح السنوسیہ میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال لانہ دناءۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے کہ وہ کمینہ پن ہے۔ **نص ۲۲** ۔ فاضل سیف الدین ابہری کی شرح مواقف میں ہے ممتنع علیہ الکذب اتفاقًا لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اجماعًا کذب الٰہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال۔ **نص ۲۳** ۔ شرح عقائد جلالی میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجھل والعجز جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو کذب الٰہی

لہ اقول استدل قدس سرہ بالقبح اما فی نظر الظاھر فلانہ رحمہ اللہ تعالیٰ من ائمتنا الماتریدیہ ولذا عدلت عنہ الاشاعرۃ کصاحب المواقف وصاحب المفاتیح کما سمعت نصھما و اما عند التحقیق فلان عقلیۃ القبح بھذا المعنی من المجمع علیہ بین العقلاء وھولاء الاشاعرۃ رحمھم اللہ تعالیٰ انفسھم ناصون بذلک فلا علیک من ذھول من ذھل کما اومأنا الیہ فی صدر البحث واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممکنات سے نہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اُسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل و عجز الٰہی کہ سب محال ہیں، اور صلاحیت قدرت سے خارج۔ **نص ۲۴** ۔ اُسی میں ہے لا یصح علیہ تعالیٰ الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب لانھا نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ پر حرکت و انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ **نص ۲۵** . کنز الفوائد میں ہے تقدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعًا وعقلًا اذ ھو قبیح یدرک العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالا فی حقہ تعالیٰ عقلًا وشرعًا کما حققہ ابن الھمام وغیرہ اللہ عزوجل بحکم شرع و بحکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اُس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلًا و شرعًا ہر طرح محال ہے، جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی۔ **نص ۲۶** ۔ مولٰنا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں الکذب علیہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔ **نص ۲۷** ۔ مسلم الثبوت میں ہے المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلًا والجواب انہ نقص فیجب تنزیھہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مر انہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحنہ اھ ملخصًا مع الشرح حاصل یہ کہ معتزلہ نے اہل سنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اُسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں، اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں، اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے، وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اُس کی شان میں محال عقلی۔ **نص ۲۸** . مولٰنا نظام الدین سہالی اُس کی شرح میں لکھتے ہیں الکذب نقص لان ماینافی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیہ بذلک اثبت الحکمۃ الذین ھم غیر متشرعین بشریعۃ الاستحالات المذکورۃ فان الوجوب والکذب لایجتمعان کما بین فی الکلام اھ ملخصًا جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے، وہ سب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے وہ

حکما تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے کہ خدائی و دروغ گوئی جمع نہ ہوں گی جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے۔ نص ۲۹۔ مولانا بحر العلوم عبد العلی ملک العلما فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناك اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔ نص ۳۰۔ افسوس کہ امام وہابیہ کے نسباً چچا اور علماً باپ اور طریقۃً دادا یعنی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر زاده کی رعایت نہ فرمائی کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عہدہ کا یوں تصریح فرمائی "خبر او تعالیٰ کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانیست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد و در حق او تعالیٰ کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقاً نقصان محض است اھ ملخصاً" مدعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں کہاں تک نقصان ممکن مانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالیٰ سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے آمین۔ یہاں نصوص ائمہ و تصریحات علما میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے عاقل منصف کے لئے ان میں کفایت، بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبہ یا ادنیٰ تنبیہ پر سلامت، عقل و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر و اذ وعیت ما القی علیك الیراع و تبین الاجماع و بان ان لیس لاحد نزاع فلا علیك من اضطراب مضطرب والحمد للہ المنزہ عن الکذب۔

تنزیہ دوم دلائل قاہرہ و حجج باہرہ میں

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بتوفیق مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ان مختصر سطروں میں بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے جن میں خمسہ اولیٰ کلمات طیبات ائمہ کرام و علمائے عظام علیہم رحمۃ الملک العلام میں ارشاد و انعام ہوئیں، اور باقی پچیس ہادیٔ اجل عز و جل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب پر القا کی گئیں والحمد للہ رب العلمین:-

دلیل اول کہ نصوص سابقہ میں مکرر گذری جس پر طوالع[۱] و شرح مقاصد[۲] و مسایرہ[۳] و مسامرہ[۴] و مفاتیح الغیب[۵] و مدارک[۶] و بیضاوی[۷] و ارشاد العقل[۸] و روح البیان[۹] و شرح سنوسیہ[۱۰] و شرح ابہری[۱۱] و شرح

عقائد جلالی[۱۲] و کنز الفوائد[۱۳] و مسلم الثبوت[۱۴] و شرح نظامی[۱۵] و فواتح الرحموت[۱۶] وغیرہا کتب تفسیر و اصول میں تعویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عز و جل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام و قواعد کلام سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلیلہ ہے، جس پر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کما لا یخفی علی من طالع کلمات القوم، شرح عقائد نسفی میں ہے الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید لان اضدادھا نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالیٰ عنہا شرح سنوسیہ میں ہے اما برھان وجوب السمع والبصر و الکلام اللہ تعالیٰ فالکتاب والسنۃ والاجماع وایضاً لولم یتصف بھا لزم ان یتصف باضدادھا وھی نقائص والنقص علیہ تعالیٰ محال شرح مواقف میں ہے لا طریق لنا الی معرفۃ[۱] الصفات سوی الاستدلال بالافعال والتنزہ عن النقائص اقول وباللہ التوفیق بداہت عقل شاہد ہے کہ اللہ عز مجدہ جمیع عیوب و نقائص سے منزہ اور اس کا ادراک[۲] شرع پر موقوف نہیں، ولہٰذا بہت عقلائے غیر اہل ملت بھی تنزیہ باری جل و علا میں ہمارے موافق ہوئے وان یثبتوا بجھلھم ما یستلزم النقص غیر دارین انہ کذلك بل زاعمین[۳] انہ ھو الکمال ولا عبرۃ بسخافات الحمقاء الذین لا عقل لھم ولا دین اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرھم اجمعین یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کئے منھا ما فی المواقف وشرحھا قال جمھور الفلاسفۃ لا یعلم الجزئیات المتغیرۃ والا فاذا علم مثلا ان زیداً فی الدار الآن ثم خرج عنھا فاما ان یزول ذلك و یعلم انہ لیس فی الدار او یبقی ذلك العلم بعینہ بحالہ والاول یوجب التغیر فی ذاتہ من صفۃ الی اخری والثانی یوجب الجھل وکلاھما نقص یجب تنزیھہ تعالیٰ عنہ اھ ومنھا ما فیہ ایضاً اما الفلاسفۃ فانکروا القدرۃ بالمعنی المذکور لاعتقادھم انہ نقصان واثبتوا لہ

---

[۱] ای عقلا اذ فیہ الکلام بدلیل الحصر فانا ادان التنزہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا فالاتصاف بشیئ منھا محال عقلا ۱۲ منہ [۲] وقد صرح بہ فی الکنز وشرح المواقف اما الکنز فقد سمعت نصہ واما السید فلما عرفت آنفا ۱۲ منہ [۳] کما قالوا فی صدور العالم بالایجاب کما سیاتی ۱۲ منہ

الایجاب زعامنهم انه الکمال التام پھر شرع مطہر کی طرف رجوع کیجئے تو مسئلہ اعلیٰ ضروریات دین سے ہے، جس طرح قرآن وحدیث نے باری جل مجدہ کی توحید ثابت فرمائی، یوں ہی ہر عیب ونقصت سے اُس کی تنزیہ وتقدیس اور خود کلمۂ طیبہ سبحٰن اللہ واسمائے حسنٰی سبوح وقدوس کے یہی معنی ہیں، ولہٰذا تسبیحات حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں وارد وسبحٰن الذی لاینبغی التسبیح الا لہ جس کے باعث تو قرہ پر وقف اور تسبحوہ کو اُس سے فصل کیا گیا، پھر مرتبۂ اجمال میں اُس پر اجماع اہل اسلام منعقد کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہنے والا اپنے رب عزوجل پر عیوب ونقائص روا نہ رکھے گا فالاجماع فی الدرجۃ الثالثۃ من الادلۃ لا انہ العمدۃ فی اثبات المسئلۃ کما وقع عن بعض الاجلۃ فاعرف ۔

دلیل دوم ۔ **العظمۃ للہ** اگر کذب الٰہی ممکن ہو، تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اٹھائے نہ اٹھیں، کافروں ملحدوں کو اعتراض ومقال وعناد وجدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں دلائل قرآن عظیم ووحی حکیم یکدست ہاتھ سے جائیں، حشر ونشر وحساب وکتاب وجنت ونار وثواب وعذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں، کہ آخران امور پر ایمان صرف اخبار الٰہی سے ہے جب معاذ اللہ کذب الٰہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبر الٰہی میں احتمال رہے گا۔ شاید یوں ہی فرمادی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، جس کی عبارت نص چہارم میں گذری، اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قول تعالےٰ وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا اس کی طرف اشارہ کیا، کذب الٰہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کرکے فرماتے ہیں ولا یجوز اثبات ان الکذب علے اللہ محال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علے ان الکذب علے اللہ تعالیٰ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علے اللہ تعالیٰ بالدلائل السمعیۃ لزم الدور وھو باطل **اقول** وباللہ التوفیق تنویر دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانے گی اور ممکن وہی جسے وجود وعدم دونو سے یکساں نسبت ہو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اُس کے ازلاً ابداً عدم وقوع پر جزم نہیں کرسکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور رصالح ارادہ اور ارادہ الٰہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصلا رسائی نہیں پھر وہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے، کہ اگرچہ کذب الٰہی زیر قدرت

ہے، مگر مجھے اُس کے ارادہ پر خبرت ہے کہ ازل سے ابد تک بولانہ بولے ارادہ پر حکم وہیں کرسکتے ہیں جہاں خود صاحب ارادہ جل مجدہ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے کقولہ تعالےٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وقولہ تعالےٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر امام فخر الدین رازی تفسیر سورۂ بقر میں زیر کریمہ ام تقولون علے اللہ مالا تعلمون ٥ فرماتے ہیں الآیۃ تدل علے فوائد (الی ان قال) ثانیھا ان کل ما جاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات او الی النفی الا بدلیل سمعی اور تفسیر سورۂ انعام میں زیر قولہ تعالیٰ قل اللہ شھید بینی وبینکم فرماتے ہیں المطالب علے اقسام ثلثۃ منھا ما یمتنع اثباتہ بالدلائل السمعیۃ فان کل ما توقف صحۃ السمع علے صحتہ امتنع اثباتہ بالسمع والا لزم الدور ومنھا ما یمتنع اثباتہ بالعقل وھو کل شئ یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع فی احد الطرفین اصلا فالقطع علے احد الطرفین بعینہ لا یمکن الا بالدلیل السمعی الخ امام الحرمین قدس سرہ کتاب الارشاد میں ارشاد کرتے ہیں اعلموا وفقکم اللہ تعالیٰ ان اصول العقائد تنقسم الی ما یدرك عقلا ولا یسوغ تقدیر ادراکہ سمعا والی ما یدرك سمعا ولا یتقدر ادراکہ عقلا والی ما یجوز ادراکہ سمعا وعقلا فاما ما لا یدرك الا عقلا فکل قاعدۃ فی الدین یتقدم علے العلم بکلام اللہ تعالیٰ ووجوب اتصافہ بکونہ صدقا اذ السمعیات تستند الی کلام اللہ تعالیٰ وما سبق ثبوتہ فی المرتبۃ علے ثبوت الکلام وجوبا فیستحیل ان یکون مدرکہ السمع واما ما لا یدرك الا سمعا فھو القضاء بوقوع ما یجوز فی العقل فلا یتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الا بسمع الخ شرح عقائد نسفی میں ہے القضایا منھا ما ھی ممکنات فلا طریق الی الجزم باحد جانبیھا فکان من فضل اللہ ورحمتہ ارسال الرسل لبیان ذلك اھ ملخصا میں کہتا ہوں اب آدمیوں ہی میں دیکھ لیجئے کہ جو کام زید کی قدرت میں ہے دوسرا ہرگز اُس پر جزم نہیں کرسکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کرے گا پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جزم وتیقن کی راہ نہیں، مثلاً زید کہے بلکہ قسم بھی کھائے کہ میں اس سال ہرگز سفر نہ کروں گا تاہم دوسرا اگرچہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھا سکتا کہ زید اس سال یقیناً سفر نہ کرے گا اور کھائے گا تو سخت جری وبے باک اور نگاہِ عقلا میں ہلکا ٹھہرے گا تو وجہ

کیا، وہی کہ غیب کا حال معلوم نہیں، اور زید کی بات سچی ہی ہونی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہولیا اور اب تم نے کذب الٰہی کو زیر قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر میں احتمال کذب ہوا ہی، رہا یہ کہ خبر الٰہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر نہ کبھی بولا، نہ بولے، ہیہات اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں، کہ آخر یہ خبر کلام الٰہی سے خود ایک کلام ہوگی، تو عقلاً ممکن کہ یہی بروجہ کذب صادر ہوئی ہو، پھر کونسا ذریعہ وثوق رہا، جس کے سبب عقل یقین کر سکے کہ یہ ممکن جو قدرت الٰہی میں تھا واقع نہ ہوا، خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلاً ممکن تو استحالۂ عقلی تو تم خود نہیں مانتے، رہا استحالہ شرعی، وہ دلیل شرع سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور دلائل شرع سب کلام الٰہی کی طرف منتہی کما مر من ارشاد امام المحرمین تو جب کلام الٰہی سے کذب الٰہی کا استحالہ ثابت کیجئے پہلے خود اُسی کلام الٰہی کا وجوب صدق شرعاً ثابت کر لیجئے لاجرم دور یا تسلسل ہے چارہ نہیں، اب عقلی و شرعی دونوں استحالے اُٹھ گئے، اور اللہ تعالیٰ کی بات معاذ اللہ زید عمرو کی سی بات ہو کر رہ گئی تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراہ پھر حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا تمام سمعیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ھذا ما عندی فی تقریر دلیل ھؤلاء الاعلام وفی المقام ابحاث طوال تعرف بالعوض فی لجج الکلام ٭

دلیل سوم۔ مواقف و شرح مواقف میں ہے اما امتناع الکذب علیہ تعالیٰ عندنا فلثلثۃ اوجہ (الی ان قال) وایضاً فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ سبحانہ ان نکون نحن اکمل منہ فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا یعنی کذب الٰہی محال ہونا ہم اہل سنت کے نزدیک تین دلیل سے ہے، ایک یہ کہ اُس کے کلام میں کذب آئے، تو بعض وقت ہم اُس سے اکمل ہوجائیں، جبکہ ہم اپنے کلام میں سچے ہوں اقول تقریر دلیل یہ ہے کہ ہر محکی عنہ میں امکان عقلی کہ انسان اُسے بروجہ صحیح حکایت کرے اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو سچا ہو وہ اُس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رُو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑوں وجہ سے مفضول ہو، اب اگر کذب الٰہی ممکن ہو، تو معاذ اللہ عین وقت وہ جھوٹ بولے۔ اور انسان اُسی بات کو مطابق واقع ادا کرے، تو لازم کہ آدمی اس وجہ سے اُس سے افضل ہوجائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف و مضمحل ہونا

محال تو ثابت ہوا کہ امکان کذب محض باطل خیال فافہم والعزۃ للہ ذی الجلال ثم اقول اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یوں ممکن کہ اگر کذب خالق ممکن ہو، تو کتنی بڑی شناعت ہے کہ خلق سچی اور خالق جھوٹا والعیاذ باللہ رب العالمین لیکن صدقِ خلق محال نہیں، تو کذب خالق نہیں دلیل چہارم جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا، کہ جب اہل سنت کے نزدیک اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممتنع الزوال اقول وباللہ التوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن[1] و حدیث و اجماع سے ثابت مخالفان[2] عنید یعنی طائفہ جدید کو بھی مقبول، کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں، اگرچہ صادق بالضرورۃ ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں، کہ جب ممکن جانا اور امکان نہیں، مگر جانب مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالیٰ کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا، مگر جاہل کہ صادق بالفعل ماننا ہی اُن کے مذہب نامہذب کا استیصال کر گیا، کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم تو واجب کہ صدق اُس کی ذات پاک سے قائم اور ذات الٰہی سے قیام حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الٰہی ازلی ہے، بعینہٖ اسی طریقہ سے ہمارے ائمہ کرام نے تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ ہونا ثابت فرمایا، شرح عقائد نسفی میں ہے (التکوین صفۃ للہ تعالیٰ لاطباق العقل والنقل علی انہ تعالیٰ خالق للعالم مکون لہ وامتناع اطلاق الاسم المشتق علی الشئ من غیر ان یکون ماخذ الاشتقاق وصفا لہ قائما بہ وازلیۃ) بوجوہ

---

[1] اما القرآن فقولہ تعالیٰ ذالک جزینٰہم ببغیہم وانا لصٰدقون ہ وقولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاہ فان المعنی ان اللہ تعالیٰ اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادۃ واما الحدیث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنیٰ فی حدیث ابن ماجۃ وحدیث الحاکم فی المستدرک وابی الشیخ وابن مردویہ فی تفسیریہما وابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنیٰ کلہم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما الاجماع فظاہر لا ینکر ۱۲ منہ

[2] اجماعی مسائل پر اس قسم کے دلائل میں مخالف فرض کیا جاتا ہے کہ اگر نہ مانو، تو یوں ثابت ہے خدا کی شان کہ اس دورۂ خیرہ میں وہ فرضی مخالف بشکل انسان متشکل ہو گیا آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے ۱۲ حسن رحمہ اللہ

الاول انہ یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالٰی لما مر اھ ملخصاً، اسی میں ہے اللہ تعالٰی متکلم بکلام ھو صفۃ لہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق لشیئ من غیر قیام ماخذ الاشتقاق بہ منح الروض میں مسامرہ سے ہے الایمان من صفات اللہ تعالٰی لان من اسمائہ الحسنٰی المؤمن کما نطق بہ الکتاب العزیز وایمانہ ھو تصدیقہ فی الازل بکلامہ القدیم ولا یقال ان تصدیقہ محدث ولامخلوق تعالٰی ان یقوم بہ حادث اھ ملخصاً اور جب صدق الٰہی ازلی ہوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا، کہ اس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہیں تحقیقاً لمعنی التضاد اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام میں مبین ہو چکا کہ قدیم اصلاً قابل عدم نہیں فتبصر دلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے، تو اس کا کذب اگر ہوگا، تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا، تو لازم کہ صدق الٰہی محال ہو جائے حالانکہ یہ بالداہتہ باطل، تو کذب سے اتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و مواقف و شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے، زیر قول تعالٰے ومن اصدق من اللہ حدیثاہ امتناع کذب الٰہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں اما اصحابنا بدلیلہم انہ لو کان کاذباً لکان کذبہ قدیماً ولو کان کذبہ قدیماً لامتنع زوال کذبہ لامتناع العدم علے القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیماً لامتنع کونہ صادقاً لان وجود احد الضدین یمنع وجود الاٰخر فلو کان کاذباً لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئاً فانہ لایمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم بہٰذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائماً کان امتناع الکذب حاصلاً لامحالۃ **اقول** و باللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا، اس کا کاذب ومتصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں۔ اگر کہیے نہ تو قول بالمتناقضین اور بداہت عقل سے خروج ہے، کہ کاذب ومتصف بالکذب نہیں، مگر وہی جو تکلم بکلام[1] کذب کرے اُسے ممکن کہہ کر اُسے محال ماننا زا جنون ہے، اور اگر کہیے ہاں۔ تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ اتصاف صرف لم یزل

[1] ای انشاء لاحکایۃ اذلا کلام فیہا کما یحکی ففی القراٰن العظیم جمل عن الکفار من اراجیفہم الباطلۃ ۱۲ منہ

میں ممکن یا ازل میں بھی، شق اور باطل کہ امکان قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیت کذب ممکن ہوئی، تو اس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہوا کہ ہر ازلی واجب الابدیۃ اور کذب کا امتناع زوال استحالۂ صدق کو مستلزم کہ کذب وصدق کا اجتماع محال، جب اس کا زوال محال ہوگا، اس کا ثبوت ممتنع ہوگا، اور امکانِ وجود ملزوم، امکان وجود لازم کو مستلزم تحقیقاً لمعنی اللزوم حیث کان ذاتیاً لا لعارض کما ھٰہنا تو لازم آیا، کہ صدق الٰہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی، کہ ممکن کا محال ہو جانا ہر گز ممکن نہیں، ورنہ انقلاب لازم آئے اور وہ قطعاً باطل، تو ثابت ہوا کہ اگر باری تعالٰے کا امکان کذب مانو، تو اس کا صدق محال ہوگا، لیکن بالبداہتہ محال نہیں، تو امکانِ کذب یقیناً باطل اور استحالۂ کذب قطعاً حاصل والحمد للہ اصدق قائل الدلائل الفائضۃ علے قلب الفقیر بعون القدیر عز جدہ وجل مجدہ **دلیل ششم۔ اقول** وبحول اللہ اصول کلام الٰہی ازل میں بایجاب کلی حق تھا یا معاذ اللہ اس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل شق ثانی تو کفر صریح[1]، اور ثالث میں مطابقت ولا مطابقت دونوں کا ارتفاع، اور وہ قطعاً محال، **اولاً**[2] بالبداہتہ فان ارتفاع محمولی الانفصال الحقیقی عن الموضوع کارتفاع النقیضین **ثانیاً** باجماع عقلاً حتی الجاحظ المعتزلی وانما نزاعہ[3] فی مجرد التسمیۃ **ثالثاً** خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق قال مولٰنا ذوالجلال فماذا بعد الحق الا الضلٰل تو لاجرم شق اول متعین اور شاید مخالف بھی اس سے انکار نہ رکھتا ہو، اب

[1] ای فلا یرضی بہ المخالف ایضاً فلا یناقی عقلیۃ البرہان وانما اکتفی بہ قصراً للمسافۃ والا فلہ طریق قد عرفت وھو وجوب الکذب، وامتناع الصدق الباطل ببداھۃ العقل ۱۲ منہ

[2] فیہ المقنع وحدیث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

[3] الخبر عندنا الجمہور اما صادق او کاذب لانہ اما مطابق للواقع الذی ھو المخبر عنہ وھو الصادق او لا مطابق وھو الکاذب وھٰذہ المنفصلۃ حقیقیۃ دائرۃ بین النفی والاثبات و نزاع من نازع لیس الا فی اطلاق لفظ الصدق والکذب لغۃ ھل ھما بھٰذین المعنیین لا فی صدق ھٰذہ المنفصلۃ اھ مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولٰنا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

ہم پوچھتے ہیں کذب ممکن علی فرض الوقوع صرف کسی کلام لفظی کو عارض ہوگا، یا نفسی کو بھی، اوّل محض بے معنی کہ صدق و کذب حقیقۃً وصف معنے ہے نہ صفت عبارت ولہذا شرح مقاصد میں فرمایا طریق اطراد ھذا الوجہ فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انہ عبارۃ عن کلامہ الازلی ومرجع الصدق و الکذب الی المعنی برتقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام قدیم یا علی تقدیر التجزی اُس کا بعض ہوگا جو ازل میں ایجاباً کلیاً صادق تھا یا اُس کا غیر، شق ثانی پر قیام حوادث لازم، اور اول میں انقلاب صدق بکذب کہ کلام بشر میں بھی محال، سچی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی، نہ جھوٹی کبھی سچی، ورنہ مطابقت ولا مطابقت میں تصادم لازم آئے اور نقیضین باہم نقیضین نہ رہیں۔ بالجملہ کلام صادق کے لئے ثبوت صدق ضروری تو سلب ضرورت ضرورۃ مسلوب وہو المطلوب وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم منہ سبحانہ وتعالیٰ لیس علی وجہ الاختیار فان القدیم لا یستند الی المختار من حیث ہو مختار و القراٰن کلام اللہ غیر مخلوق ولا فی اقتدار فلا یستزلک الشیطٰن ان الاستحالۃ انما جاءت من قبل ان المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ لم یصدر فی الازل الا کلاماً صادقاً وھو لا یقدر ان یخلق لنفسہ صفۃ حادثۃ فبقی الامکان فی بدء الامر علی ما کان دلیل ہفتم۔ وھو اخصر و اظہر اقول وباللہ التوفیق امکان کذب اُس کی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو مستلزم کہ اگر کلام نفسی ازلی ابدی واجب للذات مستحیل التجدد کذب پر مشتمل نہ ہو، تو کلام لفظی

لہ یہاں بعض اذہان میں یہ شبہ گزرتا ہے کہ زید آج قائم ہے تو قضیہ زید قائم حق ہے کل قائم نہ رہا تو زید لیس بقائم حق ہوگیا اور اُس کی حقیت اگلے کذب کو مستلزم اقول ان صاحبوں نے فعلیہ و دائمہ میں فرق نہ کیا یا نہ جانا کہ دو مطلقہ عامہ میں تناقض نہیں، مسلم الثبوت میں ہے الخبر الصادق صادق دائما والکاذب کاذب دائما مولانا قدس سرہٗ فواتح میں فرماتے ہیں ولا یمکن ان یدخلہ شیٔ من الاخبار وفرق بین تحقق مصداق الخبر و صدقہ فان الاول قد یختلف بحسب الاوقات واما صدق الخبر فدائم فان صدق المطلقۃ دائم فالصادق صادق دائما فلا یدخلہ الکذب اصلا والا اجتمعا والکاذب کاذب دائما فلا یدخلہ الصدق اھ ملخصاً

۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کا کذب ممکن نہیں اور نہ وجود دال بلا مدلول[2] یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور دونوں بالبداہۃ محال، اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں، ورنہ باری عز وجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا اور اُس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل و دوام و وجوب متلازم دلیل ہشتم اخصر واوضح واظہر اقول وباللہ التوفیق تمہارے دعوے کا حاصل یہ کہ ماھو کلام اللہ تعالیٰ فھو ممکن الکذب بالضرورۃ اور شک نہیں کہ کل ما ھو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں، اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ماھو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضرورۃ اب اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کما ھو المشہود خواہ بالامکان کما ھو عند الفارابی ہر طرح باری عز وجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم بر تقدیر اول تو لزوم بدیہی اور بر تقدیر ثانی اس قضیہ یعنی بعض ماھو کلام بالامکان العام کاذب بالضرورۃ کو کبریٰ کیجئے، اور قضیہ کل ما ھو کلام اللہ بالامکان العام فھو کلام اللہ بالفعل کو صغریٰ، ثبوت صغریٰ یہ کہ باری تعالیٰ کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی کہ بعض ماھو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ، والعیاذ باللہ تعالیٰ بلکہ حقیقۃً یہ وجہ[2] دلیل مستقل ہونے کے

لہ المدلول ھو المعنی فلا نقض بالمعدوم ۱۲ منہ ۔ ۲؂ حاصل الوجہ الاول ان علی قول الامکان لابد من فعلیتہ فی الکلام النفسی والا لامتنع فی اللفظی لانہ لا یکون الا تعبیرا عن نفسی ولا امکان ھٰھنا لنفسی اٰخر غیر ھذا الموجود المفروض ان لا کذب فیہ والتعبیر عن الصادق بالکذب محال واذا امتنع فی اللفظی امتنع فی النفسی والا لزم العجز عن التعبیر فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لامتنع اصلا لکنہ ممکن عندک فیجب ان یوجد فیہ ودم فیجب وحاصل الثانی ان لو امکن فی کلام لذلوجد ذٰلک الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ما ھو کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولا یمکن کذب کلام الا اذا کان کاذبا والکاذب کاذب بالضرورۃ فبعض کلامہ بالفعل کاذب بالضرورۃ وظاھر ان بین الوجہین بونا بیناً فھما دلیلان مستقلان حقیقۃ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ رضی اللہ

قابل کما لا یخفی علی المتامل واللہ الموفق لابطال الباطل دلیل ہشتم۔ اقول وباللہ التوفیق، صدق الٰہی صفت قائمہ بذات کریم ہے، ورنہ مخلوق ہوگا، کہ ذات وصفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق، تو لازم کہ غیر متناہی بار ازل میں اللہ تعالیٰ سبحانہ ہو تعالیٰ عن ذالک علواً کبیراً اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے، اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر محال، کہ تغیر مقتضی، تغیر مقتضی کو مقتضی اور تغیر ذات عموماً محال، خصوصاً جناب عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل تو لاجرم کذب منافی ذات ہوا، اور منافی ذات کا وقوع نافی ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ متصور دلیل نہم۔ اقول وباللہ التوفیق ہم زیر دلیل چہارم و ہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے، تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کر ممکن ہوگا، فانہما ضدان والتضاد انما یکون بحسب الورود علی محل واحد اب مخالف متعسف وفور استحالات دیکھے اولاً لازم کہ کذب الٰہی موجود بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت منتظر غیر واقعہ ماننا باطل ورنہ تاثر[1] بالغیر یا تخلف[2] مقتضی یا تاخر[3] اقتضا یا حدوث[4] مقتضی لازم آئے تعالیٰ عنہ علواً کبیراً ثانیاً واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفات الٰہیہ سب واجب للذات ہیں، ثالثاً صدق[عہ] الٰہی محال ٹھہرے، کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔ رابعاً کذب صفت کمال ہو کہ صفات باری سب صفات کمال خامساً صدق صفت نقصان ہو، کہ وہ عدم کذب کو مستلزم اور اب عدم کذب عدم کمال، اور عدم کمال عین نقصان۔ سادساً۔ سابعاً، ثامناً صدق[5] کلی وکذب[6] جزئی

[1] ان کان الاتصاف لا من قبل الذات اقول ولو لتعلق الارادۃ فان التعلق حادث والحادث غیر فافہم فانہ علم فی نصف سطر ۱۲ منہ [2] ان اقتضی الذات ازلا ولم یتحقق ۱۲ منہ مدظلہ العالی
[3] ان اقتضی فیما لا یزال لا فی الازل ۱۲ منہ [4] ان فرض الکل والتزم تصاحب المقتضی والمقتضی ۱۲ منہ
[5] یعنی ہر خبر میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ [6] یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ مخالف ممکن مانتا ہے ۱۲ منہ
[عہ] فرق بین بناء الکلام علی قدم الصفۃ وان ما ثبت قدمہ استحال عدمہ وھی مقدمۃ عویصۃ الاثبات وبین بنائہ علی وجوبہا وامتناع ضدہا للذات وھو من اجلی الواضحات والحمد للہ رب البرایات ۱۲ منہ رضی اللہ

جب دونوں صفت[7] اور دونوں ممکن[8]، تو دونوں واجب[9] تو دونوں محال[10] تو اجتماع[11] نقیضین وارتفاع نقیضین واجتماع اجتماع وارتفاع سب حاصل تاسع عاشر حادی عشر بعینہ اسی طریقہ سے دونوں کمال تو دونوں نقصان تو دونوں مجمع کمال ونقصان ثانی عشر ثالث عشر رابع عشر جب دونوں صفت تو دونوں مقتضی تو دونوں منافی تو دونوں جامع اقتضاء ومنافی خامس عشر جب دونوں مقتضی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین اور جس کا وجود مستلزم محال ہو، خود محال، تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذ اللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معاند دیکھے، کہ اس کی سلگائی آگ نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، یہ سر دست پندرہ استحالے ہیں، اور ہر استحالہ بجائے خود ایک دلیل مستقل تو اب تک آٹھ اور پندرہ تیئس دلیلیں ہوئیں۔ دلیل بست وچہارم۔ اقول وباللہ التوفیق بالفرض اگر کذب کو عیب ومنقصت نہ مانئے، تو اتنا تو بالضرورۃ ضرور کہ کوئی کمال نہیں، ورنہ مولیٰ تعالیٰ کے لئے واجب الثبوت ہوتا، اور عقل سلیم شاہد کہ باری عزوجل کے لئے ایسی شے کا ثبوت بھی محال، جو کمال سے خالی ہو، اگرچہ نقص نہ ہو، علامہ سعد الدین تفتازانی مبحث رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان لم یکن من صفات الکمال امتنع اتصاف الواجب بہ للاتفاق علی ان کل ما یتصف ھو بہ یلزم ان یکون صفۃ کمال علامہ ابن ابی شریف شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں یستحیل علیہ تعالیٰ کل صفۃ لا کمال ولا نقص لان کلا من صفات الالٰہ صفۃ کمال دلیل بست وپنجم۔ اقول وباللہ التوفیق بداہت عقل شاہد عدل کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا، کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا، کہ بعض کلام میں کذب پر قادر اور بعض میں اس سے عاجز ہونے کے کوئی معنے نہیں، اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا مثل قولہ تعالیٰ لا الٰہ الا اللہ وقولہ تعالیٰ محمد رسول اللہ وغیرہما کے صدق پر عقل صرف

[7] الاول لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما مر آنفاً ۱۲ منہ [8] ای بالامکان العام اما الاول فلوجودہ واما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ [9] وان کل صفۃ تجب للذات ۱۲ منہ [10] فان وجوب کل یستلزم استحالۃ الآخر کما مر مراراً ۱۲ منہ [11] فان الصدق الکلی یستلزم عدم الکذب والکذب الجزئی عدم صدق الکلی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہے توقف شرع و توقیف سمع خود حکم کرتی ہے، تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا، کہ کلام صادق ہرگز کاذب نہیں ہوسکتا، اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث و مخلوق، تو کذب الٰہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کلام اللہ کے حادث و مخلوق ماننے کو مستلزم، اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو، تو اپنے معتزلی کرامی گمراہ ہونے سے کیوں انکار کرو۔ ؎

دلیل بست و ششم۔ اقول وباللہ التوفیق جب بر تقدیر امکان کذب بوجہ بطلان ترجیح بلا مرجح ونیز بحکم بداہت غیر مکذوبہ ہر فرد کذب قدرت الٰہی میں ہوا تو ہر فرد صدق مقدور ہوگا، ورنہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا، تو کذب فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور مانا تھا ہذا خلف پس صدق و کذب کا ہر ہر فرد مقدور ہوا، اور ہر مقدور حادث، تو کلام الٰہی سے ازل میں مطابقت ولا مطابقت دونوں مرتفع اور یہ بداہۃً محال۔ دلیل بست و ہفتم۔ اقول وباللہ التوفیق کتب حدیث و سیر مطالعہ کیجیے، بہت خوش نصیب ذی عقل لبیت صرف جمال جہان آرائے حضور پُرنور سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ لیس ھذا وجہ الکذاب یہ مونھ جھوٹ بولنے کا نہیں، اے شخص یہ اُس کے حبیب کا پیارا مونھ تھا، جس پر خوبی و بہار دو عالم نثار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور پاکی و قدوسی سے اُس کے وجہ کریم کے لئے واللہ اگر آج حجاب اٹھا دیں تو ابھی کھلتا ہے، کہ اس وجہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی، مخالف اسے دلیل خطابی کہے کہے، مگر میں اسے حجت ایقانی لقب دیتا اور مسلمان کی بداہت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اُس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں یوم ینفع الصٰدقین صدقھم یوم لا ینفع مال ولا بنون ۝ الا من اتی اللہ بقلب سلیم بایں ہمہ اگر مجال باز نہ آئے، تو دلیل ہفتم میں وجہ دوم کہ بجائے خود دلیل مستقل تھی، اس کے عوض معدود جانے، بہر حال تیس کا عدد کامل مانے۔ دلیل بست و ہشتم۔ قال اللہ عزوجل ومن اصدق من اللہ قیلا ۝ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ اقول وباللہ التوفیق آیہ کریمہ نص جلی کہ کذب الٰہی محال عقلی ہے، وجہ دلالت سُنیے، خادم تفسیر و حدیث و واقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں، مگر حقیقۃً تفضیل مطلق و نفی برتر و ہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں، سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی

کوئی نہیں یعنی سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ومن احسن من اللہ صبغۃ یعنی صبغۃ اللہ سب سے احسن ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ ای ھو احسن قولا من کل من عداہ۔ علامۃ الوجود سیدی ابوالسعود علیہ رحمۃ الودود تفسیر ارشاد میں زیر قولہ تعالےٰ عزوجل ومن اظلم ممن افتری علے اللہ کذبا فرماتے ہیں ھو انکار واستبعاد لان یکون احد اظلم ممن فعل ذٰلک او مساویا لہ وان کان سبک الترکیب غیر متعرض لانکار المساواۃ ونفیھا یشھد بہ العرف الفاشی والاستعمال المطرد فانہ اذا قیل من اکرم من فلان اولا افضل من فلان فالمراد بہ حتما انہ اکرم من کل کریم وافضل من کل فاضل الا یری الی قولہ عزوجل لاجرم انھم فی الاٰخرۃ ھم الاخسرون ۝ بعد قولہ تعالےٰ ومن اظلم ممن افتری علے اللہ کذبا الخ والسر فی ذٰلک ان النسبۃ بین الشیئین انما تتصور غالبا لاسیما فی باب المغالبۃ بالتفاوت زیادۃ ونقصانا فاذا لم یکن احدھما ازید یتحقق النقصان لا محالۃ تو لاجرم معنے آیت یہ ہیں کہ مولیٰ عزوجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے، جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور پُر ظاہر کہ صدق[1] کلام فی نفسہٖ اصلاً قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات تفاضل یا خواہ اختلاف قدم و حدوث کلام یا بقا و فنائے سخن یا کمال و نقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اُس میں تفاوت مان سکیں، سچی سچی باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہوا، تو سرے سے سچ ہی نہ رہا، اصدق و صادق کہاں سے صادق آئے گا؟ یہ معنے اگرچہ فی نفسہٖ بدیہی ہیں، مگر کلام واحد میں لحاظ کرنے سے اُن اغبیا پر بھی انکشاف تام پائیں گے، جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی تنبیہ ہوتی ہے قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ ہم بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا، زیادہ مطابق واقع ہے، اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کریگا یا متعدد باتوں میں دیکھیے، تو یوں نظر کیجئے، قرآن عزیز نے فرمایا وحملہ وفصالہ ثلٰثون شھرا اھ ہم کہتے ہیں

[1] الصدق تارۃ ینسب الی القول واخری الی القائل والکلام ھھنا فی المعنی الاول فلا یذھبن ھذا عنک ۱۲ منہ

لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے زیادہ سچا ہے اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذ اللہ کچھ کمی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقۃً للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق وصادق میں وہی مقصود ومعتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وقعت وقبول میں زائد ہے، مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے یعنی ایک کلام کہ ولی منقول، اگر وہی بعینہٖ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون وطمانینت ہی اور پیدا کرے گا، کہ ولی سے ثبوت تک اس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے۔ دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اس کے احتمال کذب سے زیادہ دور ہے اور حقیقۃً تعبیر اول اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی، اسی درجہ وقعت ومقبولیت پوری ہوگی، جب یہ امر ممہد ہو لیا، تو آیۂ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عزوجل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک ومنزہ ہے، کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر میں اس کے مساوی نہیں ہو سکتی، اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے، کچھ خوف خدا دل میں لائیں، اب جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہیں، تو وہ بالبداہۃ بروجہ عادت ائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت، غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے، جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی، اگرچہ بنظر نفس ذات خبر ومخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں، تلویح میں ہے المتواتر یوجب علم الیقین بمعنی ان العقل یحکم حکما قطعیاً بانہم لم یتواطؤا علی الکذب وان ما اتفقوا علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطئہم علی الکذب اھ ملخصاً مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا کما حققہ فی المواقف وشرحہا واشار الیہ فی شرح المقاصد وشرح العقائد وغیرہما اسے پیش نظر رکھ کر کلام باری عزوجل کی طرف چلیئے، امکان کذب ماننے کے بعد مباحث مذکورۂ دلیل دوم وفرق امور عادیہ وامادۂ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو، تو غایت درجہ اس قدر کہ کلام ربانی وخبر اہل تواتر کانٹے کی تول ہم پلہ ہوں گے جیسا احتمال کذب یعنی نافع

قطع ومنافی جزم اس کلام پاک میں نہیں، اس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر میں ناشی وہ بعینہٖ کلام الٰہی میں بھی، باقی پھر کلام الٰہی کا سب کلاموں سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اس سے صدقاً بھی ہمسری نہ کر سکنا کہ مفاد آیۂ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنّت وقایۃ اللہ لہم دامت یعنی امتناع عقلی کذب الٰہی کہ اس تقریر پر کلام مولیٰ جل وعلا میں کسی طرح احتمال کذب کا امکان نہیں بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے، اور یہ بات قطعاً صرف اسی کے کلام پاک سے خاص محل ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہو جائے، عصمت اگر بمعنی امتناع صدور وعدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت، اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن درخشندہ صادق آیا کہ من اصدق من اللہ قیلاہ ولہ العزۃ للہ کیوں نہ صادق آئے کہ آخر من اصدق من اللہ حدیثاہ دیکھو یہ منشا تھا علما کے اس ارشاد کا کہ زیر آیۂ کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اس سے کیوں کر اصدق ہو سکے، کہ اس پر تو کذب محال اوروں پر ممکن والحمد للہ رب العٰلمین دلیل بست ونہم۔ قال المولےٰ سبحانہ وتعالےٰ قل ای شیئٍ اکبر شہادۃ ط قل اللہ اے نبی تو کافروں سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کہ اللہ۔ اقول اللہ کے لئے حمد ومنت کہ یہ آیۂ کریمہ آیۂ سابقہ سے بھی جلی واظہر اور افادۂ مراد میں اجلے واز ہر وآں ظاہر نظم نفے اصدقیت غیر تھا اور اثبات اصدقیت کلام اللہ بحوالۂ عرف یہاں صراحۃً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کی گواہی سب گواہیوں سے اکبر واعظم واعلےٰ ہے، اب اگر معاذ اللہ امکان کذب کو دخل دیجئے تو ہرگز شہادت الٰہی کو شہادت اہل تواتر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اس سے بھی مہیا اور جو احتمال اس میں باقی اس میں بھی پیدا، تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب مہذب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکان کذب سے برات پر ایمان لائے، باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے فافہم واعلم واللہ اعلم۔ دلیل سیم۔ قال ربنا عز من قائل وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ ج وھو السمیع العلیم ۰ اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق وانصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا اور وہی ہے سننے والا جاننے والا۔ علما فرماتے ہیں یعنی باری عزوجل کا کلام انتہا درجہ صدق وعدل پر ہے، جس کا مثل

ان امور میں متصور نہیں، بیضاوی میں ہے بلغت الغاية اخبارہ واحکامہ ومواعیدہ صدقاً فی الاخبار والمواعید وعدلاً فی الاقضیۃ والاحکام ارشاد العقل السلیم میں ہے المعنی انہا بلغت الغایۃ القاصیۃ صدقا فی الاخبار والمواعید وعدلا فی الاقضیۃ والاحکام لا احد یبدل شیئا من ذالک بما ہو اصدق واعدل ولا بما ہو مثلہ **اقول** و باللہ التوفیق صدق قائل کے لئے درجات ہیں، درجہ ۱ روایات وشہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی زنہار ایسا جھوٹ روا نہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا مگر مزاحاً یا عبثاً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سُننے والا یقین لاسکے مثلاً آج زید نے منوں کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے، ایسا شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا آثم ومردود الروایۃ نہ ہوگا، تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع اگرچہ نفس کلام میں حکایت واقع مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع و لہٰذا حدیث میں ارشاد فرمایا انی وان داعبتکم فلا اقول الا حقاً اخرجہ احمد والترمذی باسناد حسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۲۔ ان لغو وعبث جھوٹوں سے بھی بچے، مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح قصائد تشبیبین ع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ۔ سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی، نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی، نہ یہ اُس کے فراق میں محزون، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشحیذ خاطر وتشویق سامع وترقیق قلب وتزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں، تاہم ازانجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے، ارشاد فرمایا گیا وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ ط نہ ہم نے اُسے شعر سکھایا نہ وہ اُس کی شان کے لائق صلے اللہ تعالیٰ علیہ و

ہ قال الامام حجۃ الاسلام محمد ن الغزالی قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احیاء العلوم کل کذب لا یخفی انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فلیس من الجملۃ المنکرات کقول الانسان مثلا طلبتک الیوم مائۃ مرۃ واعدت علیک الکلام الف مرۃ وما یجری مجراہ مما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلک لا یقدح فی العدالۃ ولا ترد الشہادۃ بہ ۱۲ منہ رضی اللہ

سلم۔ درجہ ۳۔ ان سے بھی تحرز کرے، مگر مواعظ و امثال میں اُن امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں، جیسے کلیلہ دمنہ کی حکایتیں منطق الطیر کی روایتیں اگرچہ کلام قائل بظاہر حکایت واقع ہے مگر تغلیط سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ ونصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعدام مصداق موجود و لہٰذا قرآن عظیم کو اساطیر الاوّلین کہنا کفر ہوا، جیسے آجکل کے بعض کفار لیام مدعیان اسلام نئی روشنی کے پُرانے غلام دعویٰ کرتے ہیں، کہ کلام عزیز میں آدم وحوا کے قصے شیطان وملک کے افسانے سب تمثیل کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں تعالی اللہ عما یقول الظٰلمون علوا کبیرا ہ درجہ ۴۔ ہر قسم حکایت محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے، اگرچہ برائے سہو وخطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو، یہ درجہ مُخلص اولیاء اللہ کا درجہ ہے۔ درجہ ۵۔ اللہ عزوجل سہواً وخطاءً بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے، مگر امکان وقوعی باقی ہو، یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ ان اللہ تعالےٰ یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابو بکر الصدیق فی الارض رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر و الحارث فی مسندہ وابن شاہین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ درجہ ۶۔ معصوم من اللہ ومؤیَّد المعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے، مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو، یہ رتبہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین کا ہے۔ درجہ ۷۔ کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اُس کی عظمت جلیلہ وجلالت عظیمہ بالذات کذب وغلط کی نافی ومنافی ہو، اور اُس کی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوث کا گذر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے، جس سے مافوق متصور نہیں، اب اس آیۂ کریمہ ارشاد فرمارہی ہے کہ تیرے رب کا صدق وعدل اعلےٰ درجۂ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اُس سے صدور ظلم وخلاف عدل باجماع اہل سنت محال عقلی ہے یوہیں صدور کذب وخلاف صدق بھی عقلاً ممتنع ہو، ورنہ صدق الٰہی غایت ونہایت تک نہ پہنچا ہوگا، کہ اُس کے مافوق یک درجہ اور بھی پیدا ہوگا، یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے بھی خلاف فثبت المقصود والحمد للہ العلی الودود۔ **تنبیہ**۔ **اقول** فرق ہے دلیل سمعی کے مناط استحالہ ومظہر استحالہ ہونے میں، اول کے یہ معنے کہ استحالہ صدق آیت پر موقوف ہے، یعنی ورود دلیل نے محال کر دیا، اگر سمع میں نہ آتا عقلاً

ممکن تھا، یہ استحالہ شرعی ہوگا، اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدق آیت ماننا تسلیم استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانیے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا یہ استحالہ عقلی ہوگا، فقیر نے ان تینوں دلیل آخرین میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدمات مسلمہ پر مبنی ہوگا، اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرتا کما لا یخفی خلاصہ یہ کہ آیات اِنّی ہیں نہ لِمّی ثبوت والحمد للہ مالک الملکوت یہ بحمد اللہ تیس دلیلیں ہیں کہ عجالۃً حاضر کی گئیں، اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوئی، تو باری عزوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی ع درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست ۔ واللہ الهادی الی الحق المبین والحمد للہ رب العٰلمین ۔

تنزیہ سوم۔ ردّ ہذیانات امام وہابیہ میں

یا معشر المسلمین آن ہمارے عنایت فرما مخالفین هداهم اللہ تعالیٰ الی الحق المبین کا معاملہ سخت نازک مجملہ براہ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا اور پیش خویش آسمان بریں پر اٹھا کر رکھ دیا اب اس کے خلاف کسی کی بات قبول ہوئی تو بڑی بات کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سننے سے پہلے ہی ٹھہرا لیا کہ ہرگز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم کہ

---

[1] تنبیہ ضروری. قطع نظر اس سے کہ ان کے امام کا رد ان کے رد کا امام ہے، بنظر نفس واقعۂ فتنۂ براہین بھی جس کے باعث یہ استفتا میرٹھ سے آیا اور حضرت مولٰنا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تنزیہ کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اُس براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل کا یہ قول اسی امام الوہابیہ کی حمایت میں ہے، انوار ساطعہ نے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی جناب باری عزاسمہٗ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے، اور براہین قاطعہ نے اسی کے درد حمایت و حمیت جاہلیت میں لکھا "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا" الی آخر جہالاتہ الفاحشۃ تو اولًا پاس امامت ثانیًا بشرم حمایت ہر طرح گنگوہی صاحب پر (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بعلت نجدیت نجدت و نہمت مکابرہ پر آئیں) اس تنزیہ کا جواب دینا بھی (اگر نفخ صور سے پہلے دے سکیں) نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقتضای غیرت نہیں کہ گھر بیٹھے حمایت امام کا بیڑا اٹھایئے اور جب شیر شرزہ کا نعرہ جانگداز سنیے امام کو چھوڑ کر حمایت سے مونھ موڑ انی بری منک انی اخاف کی ٹھہرایئے والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۵ امام وہابیہ کے رد کی نفیس تمہید لطیف تنبیہ

بنائے نہ بنیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی اظہار حق کے بغیر چارہ کیا ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو مے گویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

کاش خدا اتنی توفیق دے، کہ اک ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پان رخصت ملے، قائل امام طریق ہے، معترض خصم فریق، ان حیثیتوں کے لحاظ سے نظر بچکر چلے، پھر گوش ہوش کو اجازت شنیدن ہو، پھر میزان خرد کو حکم سنجیدن، اب اگر قول خصم قابل قبول ہو، تو اتباع حق سے کیوں ناحق عدول ہو، ورنہ پھر وہی تم وہی تمہارے امام، جو بادہ آج بکام ہے کل بھی درجام، اس چند ساعت میں کچھ نہ بنے بگڑے، نہ رنگ امامت جاہوا اکھڑے، ہاں اے وہ سوراخو! جو سر کے دونوں طرف گوہر سماعت کے کان بنے ہو، جن پہ ہوا کی موجیں نیسان سخن سے بادر ہو کر مہین مہین پھوار سے آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدرتی سیپیوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سننے کے موتی بناتی ہیں کیا تم میں کوئی القی السمع وھو شہید ہ کے قابل نہیں، ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو! جو سینوں کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشین ہو، جن کی سرکار میں آنکھوں کے عوض بیگی کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہٗ کا قائل نہیں، جانِ برادر! یقین جان تعصب باطل و اصرار عاطل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے، شب درمیان فردا و نسیم او نعقل کا یوم عصیب الا ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب اس دن رب ارجعون اعمل صٰلحًا کا جواب کلا ہوگا، اور طعن بے امان الم یاتکم نذیرہ کے جگر دوز تیر میں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے، ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سوجھنے کی راہ نکالو، چل تو دیئے یہ بھی دیکھتے ہو، کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو؟ جس نے نصرت ایک مسئلۂ کذب باری بلکہ خوارج روافض معتزلہ مرسیہ ظاہریہ کرامیہ وغیرہم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ، اور ان کے علاوہ صدہا ضلالات قبیحۂ قطعیہ کی خندقیں جھنکائیں، اور تمہیں ان قہر ٹھوکروں، ستم، لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں، اور پھر گمان یہ کہ اس بیہڑ راہ کا ہدایت آل ہیہات ہیہات کہاں ہدایت اور کہاں یہ چال ؎

اذاکان الغراب دلیل قوم • سیھدیھم طریق الھالکینا

لٰہذا اپنی حالت پر رحم کرو، قبل اس کے کہ پھر معذرت ربنا ھٰؤلاء الذین اضلونا السبیلا۔ کام نہ آئے، اور لا تختصموا لدی کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرأ الذی اتبعواہ کا رنگ دکھائے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ فقیر اس تمہید حمید و تمہید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال میں قدم دھرتا، اور ڈرتے ڈرتے نازک طبعوں، گراں سمعوں، چیں بجبینوں، ناتواں بینوں سے کچھ عرض کرتا ہے ؎

کہتے قوآں سے کہتا ہوں احوال دلِ گر • ڈر ہے کہ شانِ ناز پر شکوہ گراں نہ ہو

ایھا القوم! ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اوپچ کا مزہ مقدم تھا، بے باک روی میں اپنے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ ہل چلتے، جب اُبلتے، پھر کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے، جدھر جانکلے، مسجد ہو یا دیر، لگی رکھنے سے پورا بیر ؎

گر بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش • از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے، دوسری میں ایمان، آج جو ولی ہے کل پکا شیطان ایک آنکھ سے راضی، دوسری سے خفا، ایک پر میں زہر، دوسرے میں شفا، دُور کیوں جائیے ایک ہاتھ پر صراط، ایک پر تقویت دکھ لیجئے، ایک دوسری کا رد کر دے تو سہی، اب ایک بڑی مصلحت ہے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے اور پیش خویش آہستہ آہستہ سب سامان کر لئے، جیسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ **البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ** مجلد سوم فتاوائے فقیر مسمّٰی بہ **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ**[عہ] میں مفصل و مدلل بیان کیا، یہ سوجھی کہ وہ مطلب نہ نکلے گا جب تک اللہ تعالیٰ کا وجوب صدق باطل نہ ہو، لہٰذا رسالہ یکروزی میں امکان کذب کے قائل ہوئے، اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو بہزار جان کنی دو ہذیان بیّن البطلان ظاہر کیئے :۔

ہذیان اوّل امام وہابیہ

عہ اب بحمد اللہ تعالیٰ وہ بارھویں جلد ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

اگر کذب[عہ] الٰہی محال ہو، اور محال پر خدا کو قدرت نہیں، تو اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہوگا! حالانکہ اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ گئی، یہ محال ہے۔ تو واجب کہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو **ایھا المسلمون** حماکم اللہ شر المجون للہ بنظر انصاف اس اغوائے عوام و طغوائے تمام کو غور کرو، کہ اس بس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پڑیاں بندھی ہیں **اوّلاً** دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں، خدا نہ بول سکے، تو قدرت انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو، حالانکہ اہل سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام اعمال و اقوال و اوصاف و احوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون ۰ تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ و تکوین کے پلک مار سکے، انسان کا صدق کذب، کفر ایمان، طاعت، عصیان جو کچھ ہے، سب اُسی قدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا، اور اُسی کی عمیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العٰلمین ۰ تم نہ چاہو گے، مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ع اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا ؎

ماشئت کان وما نشاء یکون • لا ما یشاء الدھر والافلاک

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الٰہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب

ف امام وہابیہ کا معتزلہ کی طرح افعال انسان کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے خارج ماننا۔

عہ علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال حضرت اس کے رد میں یوں اپنا خبث نفس ظاہر کرتے ہیں قولہ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال **اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع و القائے آں بر ملائکہ انبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع و القای آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست و لہٰذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند الخ بقیہ عبارت سراپا شرارت زیر ہذیان دوم آئے گی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ

ناہمذب اور قرآن عظیم کا مردود مکذّب **ثانیًا**۔ اقول، اس دی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنے
جھوٹ بولنے پر قدرت ہے، یا معاذ اللہ اللہ عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت[1] بڑھنا تو جب ہوتا
کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہوا، تو انسان کو اُس عزیز جلیل
کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے اُس کی قدرت زائد ہو گئی ولکن من لم یجعل اللہ
لہٗ نورا فما لہ من نور **ثالثًا** حضرت کو اسی یکروزی میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و
منقصت ہے، اور بے شک باری عزوجل میں عیب ونقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ
کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اُسکی خدائی
سے منکر ہو جانا ہے، حضرات مبتدعین کے معلّم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا
نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب سب
ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل
میں بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزًا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے
لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے۔ کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا۔ تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا

[1] فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ۔ ایہا المسلمون بظاہر قدرت بڑھنے کے یہ معنے کہ ایک شے پہلے قدرت
سے نہیں وہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اُس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اُس کی قدرت سے
خارج جو بیرگنجائش کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا یہاں بھی دو چیزیں ہیں ایک کذب
انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقۃً، دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ
قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولے سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی، ہوا یہ کہ ملاجی نے
بغایت سفاہت وغباوت کہ تقاضائے عامۂ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور
بعینہٖ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ آپ بھی اپنے کذب پر قدرت چاہیے ورنہ جو چیز مقدور انسان تھی مقدور
رحمٰن نہ ہوئی، ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنے اصلاً نہ جانا ایک جگہ اپنے سے مراد
انسان ہے، دوسری جگہ ذاتِ رحمٰن جل وعلا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی
کذٰلک یطبع اللہ علے کل قلب متکبر جبار ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

لقد جئتم شیئا ادا ہ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ہ
ان دعوا للرحمٰن ولدا ؛ وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا ہ سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی قدس
سرہ القدسی مطالب وفیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں فانظر اختلال ھذا المبتدع
کیف غفل عما یلزم علے ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم التی لا تدخل تحت وھم و
کیف فاتہ ان العجز انما یکون لو کان المقصود جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم
قبول المستحیل تعلق القدرۃ فلا یتوھم عاقل ان ھذا عجز یعنی اس بدعتی کی بدحواسی دیکھنا
کیونکر غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور کیونکر
اُس کے فہم سے گیا کہ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے، اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود
ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزریگا۔ اُسی میں فرمایا:۔
وبالجملۃ فذٰلک التقدیر الفاسد یؤدی الی تخلیط عظیم لا یبقی معہ شئ من الایمان ولا
من المعقولات اصلا یعنی یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی و
برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام رہے نہ اصلا احکام عقل کا نشان۔ اُسی میں فرمایا
وتم ھٰھنا لابن حزم ھذیان بین البطلان لیس لہ قدوۃ ورئیس الا شیخ الضلالۃ
ابلیس یعنی مسئلۂ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی جس میں اُس
کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس۔ کنز الفوائد میں ہے القدرۃ والارادۃ صفتان
مؤثرتان والمستحیل لا یمکن ان یتأثر بھما اذ یلزم حـ ان یجوز تعلقھما باعدام
انفسھما واعدام الذات العالیۃ واثبات الالوھیۃ لما لا یقبلھا من الحوادث و
سلبھا عن مستحقھا جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من ھذا وھذا التقدیر
یؤدی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لا یبقی معہ عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر و
لعمارۃ بعض الاشقیاء من المبتدعۃ عن ھذا اصراح بنقیضہ فانظر عماء ھذا المبتدع
کیف عمی عما یلزم علے ھذا القول الشنیع من اللوازم التی لا یتطرق الیھا الوھم یعنی قدرت
وارادہ دونوں صفتیں مؤثرہ ہیں، اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں، ورنہ لازم آئے کہ قدرت
وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالےٰ کے عدم اور مخلوق کو خدا کر دینے اور خالق سے جدائی

چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے، اس سے بڑھ کر کونسا قصور وفساد ونقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل، نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بدمذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا، تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے، اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو، کیونکر اُسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بڑے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعین جو علما نے اُس بدمذہب ابن حزم پر کیں، اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہیں کذٰلک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم ط والله لایهدی کید الخائنین ٥ رابعًا اقول العزة لله، اگر دہلوی ملا کی یہ دلیل سچی ہو، تو دو خدا، دس[1] خدا، ہزار خدا، بے شمار خدا ممکن ہو جائیں، وجہ سُنیئے، جب یہ قرار پایا، کہ آدمی جو کچھ کر سکے، خدا بھی اپنی ذات پاک کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اُس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرت انسانی میں ہے، تو واجب کہ مُلّاجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کر سکے، ورنہ آدمی کی قدرت جو اُس سے بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہو چکا، تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام اتخاذ ولد کو محال جانتے تھے، امام وہابیہ نے قطعاً جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے، اور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کونسی ذلت وخواری باقی رہی ہے، جس کے باعث انہیں ماننے جھجکنا ہوگا، بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے، کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں، جب دنیا بھر میں بزعم مُلّاجی[1] سب کے لئے اُس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائے گا، آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے، کہ نطفہ استقرار نہ کرے، اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد وانعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد خلل آسیب مانع اولاد تو جب[2] خدائی ہے، کیا ان موانع کا ازالہ نہ کر سکے گا بہرحال جب امور یہ

---

[1] یعنی اہل حق کے نزدیک ان کاموں اور تمام کائنات کا وقوع اُس سچے خدا کی قدرت سے ہے جو کذب وفحش وزن وولد وہر عیب ونقصت سے پاک ہے اس خدائے موہوم کی قدرت سے جو تا بزعم مُلّاجی ہے ۱۲ س رحمہ اللہ [2] یعنی جب وہ امور ممکنہ واقع ہو لیے اور فرض کیجئے کہ خدائے موہوم کی زن مکتوم کے عضو مختوم تک بعلوم کی رسائی ہولی پھر اگر فساد مزاج منی یا رحم یا فعل آسیب مانع آئے توکیا اپنی یا زوجہ کی اصلاح نہ کر سکے گا یا دہلی کے حکیموں سے علاج کرائیگا یا قول انجیل کا گنڈا نہ لے گا یا کسی گنگوہی پیر کا منتر نہ چلیگا بہرحال بچہ بن ہوئے ہرگز نہ ملے گا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ

سابقہ ممکن ٹھہرے، تو بچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا، قال[1] اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین ٥ تو فرما کہ رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے تُجھے جنے والا ہوں۔ تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا، اگرچہ منافی غیرت ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے، اور جب[2] ایک ممکن ہو کر وڈ لا ممکن کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم خامسًا مُلّائے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کریگا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے، کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرلے، سُننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے، آدمی قادر ہے، کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلا لے، خاک پر لیٹے، کانٹوں پر لیٹے، رافضی ہو جائے، وہابی[3] بن جائے، مگر مُلّائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لئے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا، اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا، اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، نہ کر سکا، تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں کر سکا تو ناقص ہوا، ناقص خدا نہیں، محتاج ہوا، محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا، ملوث خدا نہیں، تو شمس وامس کی طرح اظہر وازہر کہ دہلوی بہادر یہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ والعیاذ باللہ من اضلال الشیٰطین مگر سبحٰن ربنا ہمارا سچا خدا

---

[1] حملہ السدی علی الظاہر وعلیہ عول فی تکملۃ المفاتیح والبیضاوی والمدارک وارشاد العقل وغیرہا ولا شک انہ صحیح معان لا غبار علیہ فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ منہ [2] کیا خوب جب امکان ٹھہرا تو کیا ایک ہی بچہ ہوکر رہ جائیگا خدا مفتری کی زوجہ ولربا ایک مرغی سے بھی گئی گذری جو مہینے میں بیس بیس انڈے دیتی ہے یہ دن میں لاکھ لاکھ، انڈے دیگی اور خداؤں کی پود بڑھ کر بندوں کے بسنے کو جگہ نہ رکھے گی ۱۲ س رحمہ اللہ

[3] ایک رافضی قادر ہے کہ کسی نجدیہ سے تین دن کے لئے ستائیس بوسوں اور نو بلا جماع پر متعہ کرے، ایک وہابی قادر ہے کہ اپنی پناہ کو کمشنر دہلی سے چٹھی لے جب حج کو جاتے اہل حرمین سے ڈرے ایک نجدی قادر ہے کہ گھٹل چاقو سے اپنی ناک اُڑا لے یا گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالے، ایک آدھمی قادر ہے کہ کسی گنگوہی یا جنگل کوہی معلم سے سبق پڑھے یا دیوبندی مدرسہ میں امتحان دے کر دستار فضیلت سر پر لپیٹے، مگر دہلوی ملوم کا خدائی موہوم ان سب باتوں پر قادر ہوگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ تعالیٰ

سب عیبوں سے پاک اور قدرت علے المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان اعراض ذوات صفات اعمال اقوال خیر شر صدق کذب حسن قبیح سب اُسی کی قدرت کاملہ وارادۂ ازلیہ سے ہوتے ہیں، نہ کوئی ممکن اُس کی قسمت سے باہر، نہ کسی کی قدرت اُس کی قدرت کے ہمسر، نہ اپنے لئے کسی عیب ومنقصت پر قادر ہونا، اُس کی شان قدوسی کے لائق اور درخور تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً ہ وسبحٰن اللہ بکرۃً واصیلًا ؛ والحمد للہ حمداً کثیرا

ثم اقول ذہن فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیان مذکور پر اور ابحاث دقیقہ کلامیہ ہیں، جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابل فہم دقائق درکار، نہ وہ حضرت جن میں اجلہ واکابر کا مبلغ علم سیدھی سیدھی نفس عبارت مشکوٰۃ وغیرہ سُن سنا کر اجازت وسند کی داد وستد تا بہ اذلّہ واصاغر چہ رسد امرنا ان نکلم الناس علے قدر عقولہ . واللہ الهادی وولی الایادی ؛

ہذیان دوم مولائے نجدیہ

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند واو راجل شانہ باآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمی کند وپر ظاہر ست کہ صفتِ کمال ہمیں است کہ شخصے بقدرت برتکلم بکلام کاذب مے دارد وبنا بر رعایت مصلحت ومقتضی حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد بسلب عیب کذب واتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد وتکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرۂ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابق للواقع نمی تواند کرد یا شخصیکہ ہرگاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از وصادر میگردد وہرگاہ کہ ارادۂ تکلم بکلام کاذب مے نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤف می شود، یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفہ می کند ویا کسے کہ چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است واصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمی دارد وبناءً علیہ کلام کاذب از وصادر نمی گردد این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح مے نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست وبنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آں بسیار ادون ست از مدح اول انتہی بلفظہ الرکیک المختل اس تلمیع باطل وتطویل لاطائل

کا یہ حاصل ہے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات مدائح سے ہے اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب وآلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذب الٰہی مقدور وممکن ہو اقول وباللہ التوفیق اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع ومفاسد حد شمار سے زائد مگر ان تو سنیوں بد لگامیوں پر جو تازیانے بنگاہِ اوّلین ذہن فقیر میں حاضر ہوئے پیش کش کرتا ہوں وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ تازیانہ (۱)، اقول العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو. کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ہ لشدیہ ظلم شدید وضلال بعید تماشا کرونی کہ جا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہتا جاتا ہے، پھر اُسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا، اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے لہٰذا ترفعاً عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب ولوث سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار وملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی وملوث بن جائے مگر یہ امر حکمت ومصلحت کے خلاف ہے، اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ہ اور خود سرے سے اصل بنائے خودسری دیکھیے، ملائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام آئمہ کے رد میں ہے، کہ کذب نقص ہے، اور نقص باری تعالےٰ پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے، تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب وآلائش کا خدا میں آنا ممکن واہ بہادر کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ وتقدیس کی جڑ کاٹ گیا عاجز، جاہل احمق کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا، بلکہ مرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی، کہ مولےٰ عزوجل پر نقص وعیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل وبے دلیل ہو کر رہ گئے، فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اوّل ذکر کر آیا، کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا، جس پر ہزارہا مسئلہ ذات وصفات

ف امام وابو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عیب ونقصان [illegible] ممکن ہے۔ ف امام [illegible] صفات [illegible] ذی۔

باری عزوجل متفرع ومبنی اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اُڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے
گذرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں، مگر افعال الٰہی سے استدلال
یا یہ کہ اُس پر عیوب ونقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کر دیا، رہا پہلا یعنی افعال
سے دلیل لانا کہ اُس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کیں، اور اُن میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم
ان کا خالق بالبداہۃ علیم وقدیر وحکیم ومرید ہے۔ **اقول اولاً** یہ استدلال صرف اُنہیں صفات و
کمال میں جاری، جن سے خلق وتکوین کو علاقہ داری، باقی ہزارہا مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ
پر دلیل کہاں سے آئے گی؟ مثلاً مصنوعات کا ایسا بدیع ورفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا، کہ
ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف یا نوم واکل، وشرب سے بھی منزہ ہے
ثانیاً جن صفات پر دلالت افعال، وہاں بھی صرف اُن کے حصول پر دال، نہ یہ کہ اُن کا حدوث
ممنوع یا زوال محال، مثلاً اس نظم حکیم وعظیم بنانے کے لئے بے شک علم وقدرت وارادہ و
حکمت درکار، مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے
سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمعیہ کی طرف چلیے **اقول اولاً** بعض صفات سمع پر متقدم، تو اُن کا
سمع سے اثبات دور کو مستلزم **ثانیاً** سمع بھی صرف گنتی کے سلوب وایجابات میں وارد، اُن کے
سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے، مثلاً نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں، کہ باری عزو
جل اعراض وامراض وبول وبراز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔ **ثالثاً** نصوص بھی فقط
وقوع وعدم پر دلیل دیں گے، وجوب واستحالہ وازلیت وابدیت کا پتہ کہاں سے چلے گا؟ مثلاً
بکل شیءٍ علیم ○ علیٰ کل شیءٍ قدیر ○ سے یہ بے شک ثابت کہ اُس کے لئے علم وقدرت ثابت
یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں، اور ابد تک رہیں گے، اور اُن کا زوال اُس سے محال، یوں ہی و
ھو یطعم ولا یطعم ط اور لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کا اتنا حاصل کہ کھاتا، پیتا، سوتا، اونگھتا
نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اُس پر ممتنع **ہاں ہاں** ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام
دعاوی کی ازلیت وابدیت ووجوب وامتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اُترنے والا، ہزاراں ہزار مسائل
صفات ثبوتیہ وسلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا، مخالف ذی ہوش، غیر مجنون و
مدہوش کے مونھ میں دفعۃً بھاری پتھر دینے والا نہ تھا، مگر وہی یقینی عقلی بدیہی، اجماعی، ایمانی

مسئلہ کہ باری تعالیٰ پر عیب ونقص محال بالذات، جب یہی ہاتھ سے گیا، سب کچھ جاتا رہا
اب نہ دین ہے نہ نقل، نہ ایمان نہ عقل انا للہ وانا الیہ راجعون ○ کذٰلک یطبع اللّٰہ علیٰ
کل قلب متکبر مفتون **ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوت عام ہے** اپنے مولائے مسلم وامام
مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو، کہ اُن کا معبود بول وبراز سے بھی پاک ہے
یا نہیں؟ حاش للہ امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے، آخر قرآن وحدیث میں
تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعال الٰہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماع مسلمین کی طرف رجوع لائیں
اور بے شک اجماع ہے، مگر جان برادر! یہ بے شک ہم نے یوں ہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب
سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن
ٹھہرا تو اب ثبوت اجماع کا کیا ذریعہ رہا، نقل وروایت سے ثابت کرو گے حاشا نقل اجماع درکنار
سلفاً وخلفاً کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کہئے بول وبراز کا وقوع ایسے آلات جسمانیہ
پر موقوف جن سے جناب باری منزہ تو **اولاً** اُن آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہونے
کے استحالہ پر سوا اُس وجوب تنزہ کے کیا دلیل، جسے تمہارا امام ومولیٰ رو بیٹھا، **ثانیاً** توقف
ممنوع آخر بے آلاتِ زبان ومردمک وپردۂ گوش کلام وبصر وسمع ثابت، یونہی بے آلات بول وبراز
سے کون مانع اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے۔ کہ تمہارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہوکر
قیامت تک اُن سے مفر نہ ملے گی کذٰلک ط لیحق اللّٰہ الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ○
مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار وامام مدعی اسلام نے کیا لِس بویا، اور کیا
کچھ کھویا، اور لاکھوں عقائد اسلام کو کیسا ڈبویا، ہزاروں کفر شنیع وضلال قطیع کا دروازہ کیسا
کھولا، کہ اُس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا، پھر دعوے یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں، باقی
سب مشرک، سبحان اللہ یہ مونھ اور یہ دعوے، او ناقص وعیبی وملوث خدا کے پوجنے والے کس
مونھ سے اُس اپنے تراشیدہ باطل موہوم کو حضرت حق سبحانہٗ کہتا ہے، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ
کے قابل، جس میں دنیا بھر کے عیبوں، آلائشوں کا امکان حاصل، العزۃ للہ میں اپنے رب ملک
سبوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف بہزار زبان وصد ہزار جان براءت کرتا ہوں تیرے
اُس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود اور اُس کے سب پوجنے والوں سے **مسلمانو** تمہارے رب کے

عزت وجلال کی قسم، کہ تمہارا سچا معبود جل وعلا وہ پاک ومنزہ وسبوح وقدوس ہے جس کے لئے تمام صفات کمالیہ ازلاً، ابداً واجب للذات اور اصلاً کسی عیب ولوث سے ملوث ہونا جزماً قطعاً محال بالذات، اس کی پاک قدرت اس ناپاک شناعت سے بری ومنزہ، کہ معاذ اللہ اپنے عیبی وناقص بنانے پر حاصل ہو نعم المولیٰ ونعم النصیر، یہ ملّائے ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب وفواحش پر قدرت تو رکھتا ہے، مگر لوگوں کے شرم ولحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر وغضب سے ڈر کر باز رہتا ہے ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولیٰ ولبئس العشیرہ او سفیہ ملوم کذب ظلوم الوہیت ومنقصت باہم اعلیٰ درجۂ تنافی پر ہیں، آلہ وہی ہے جس کے لئے جمیع صفات کمال واجب لذاتہ ہوں، تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے۔ پھر خدا خدا کب رہا ولکن الظّٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۝ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری کے لئے امکان ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، مَیں گمان نہیں کرتا، کہ اس بے باک کی طرح (مسلمانوں کی توخدا امان کسے) کسی سجدوال کافر نے بھی بے دھڑک تصریح کر دی ہو، کہ عیب ولوث خدا میں تو آسکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخیت بنی رکھنے کے لئے اُن سے دُور رہتا ہے صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ۝ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ۝ بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ولیکن وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں والعیاذ بالمولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ثم اقول طرفہ تماشا ہے خدا کی شان معلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا اور باب طائفہ یوں بے وقت کی چھیڑ کرنا حق ہلکان کہ تمام امت ﷺ کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ

ف امام وہابیہ کے مذہب پر خدا کی خدائی زائل ہو سکتی ہے۔

لہ یہ عبارت براہین کے اُسی صفحہ ۳ کی ہے جس کا خلاصہ صدر استفتا میں گزرا یہاں فی گنگوہی صاحب جناب مؤلف یعنی مکرمنا مولوی عبد السمیع صاحب مؤلف انوار ساطعہ پر یُوں مُونھ آتے ہیں، کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پر اُسے قادر نہیں جانتے ہو اور ہم تو اُس کے لئے جھوٹ وغیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہوا۔ اگرچہ خدائی گئی۔ ہزار تف اس بھونڈی سمجھ پر، رہا اس مغالطہ عجز کا دندان شکن حل وہ اس رسالہ مبارکہ میں جابجا گزرا۔ سبحٰن اللہ محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جاننا الٰہی کیسے ناشخص کی تشخیص ہے۔ واللہ الہادی ۱۲ س رحمہ اللہ

ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایان دین کا ہے، مؤلف اس پر افسوس نہیں کرتا" حضرت ذرا گھر کی خبر لیجئے وہاں مولائی طائفہ عجز وجہل وظلم وبخل وسفہ وہزل وغیرہا دنیا بھر کے سب عیوب ونقائص کے امکان کا ٹھیکہ لے چکے ہیں، پھر بفرض غلط اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا، تو تمہارے امام کے ایمان ﷺ پر کیا بے جا کیا، ایک امر کہ خدا کے لیے اُس کے کروڑ درجہ بدتر ممکن تھا، اُس نے اُس خرمن سے ایک خوشہ تسلیم کر لیا، پھر کیا قہر کیا، مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث آلاتشی ہو سکنے پر ایمان لایا، نہ یہ کہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تو تمہارے اعظم پیشوایانِ دین کی مت ہے معاذ اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بے چارے کی کیا بڑی گت ہے ثم اقول اس سے بڑھ کر مظلمہ حائلہ تناقص صریح امام الطائفہ اُسی مُونھ سے خدا کے لئے عیب وتلوث ممکن مانتا ہے، اُسی مُونھ سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے، تو قدرت جو گھٹ جائے گی جی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئیگی آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے اینہم ﷺ بر علم بس ہے یہ کہ رب کریم رؤف رحیم عز مجدہ اپنے اضلال سے اپنی پناہ میں رکھے اٰمین اٰمین بجاہ سید الہادین محمد ن الصادق الحق المبین صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین تازیانہ ۲۔ اقول وباللہ التوفیق۔ ایہا المسلمون حاشا یہ نہ جاننا کہ باری عزوجل کا عیوب ونقائص سے ملوث ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اُسے بالفعل ناقص جاننا اور کمال حقیقی سے دُور مانتا ہے، اے مسلمان کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات ومنافی جملہ تلوثات ہو، اور قطعاً جو ایسا ہوگا، اُس پر ہر عیب ونقصان محال ذاتی ہوگا، کہ ذات سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یا ذات ومنافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع اور بے شک ہم اہل سُنّت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بے شک وہ سچے کمال والا ایسا ہی ہے اس شخص نے کہ اُس عزیز جلیل پر عیب ونقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اُس کا مقتضائے ذات نہ جانا، تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً ناقص وفاقد مرتبۂ عالی ہوا، آج وجہ معلوم

لہ وانتظر ما سنلقی علیک ان السفیہ قائل بالامکان الوقوعی بل بالوقوع لا بمجرد الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ ۲ہ ولا تنس ما اشرنا الیہ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موحد اور اہل سنت کو مشرک کیوں کہتا ہے؟ اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے، کہ لفظ وجوب جو مشترک ہو جائیگا اگرچہ وجب بالذات و وجوب للذات کا فرق اُس طفل مکتب پر بھی مخفی نہیں، جا بعہ وندوجیت کی حالت جانتا ہے، ولہٰذا اس فرقۂ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالات الٰہیہ کو مقتضائے ذات نہ ٹھہرایا تو جیسے معتزلہ نے تعدد قدما سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یونہی اس طائفہ جدیدہ نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحد تراشا فی ذالک اقول ؎

خسر الذین بالاعتزال و بالتوهب جاؤا

ذا اهل توحید وذاك موحـــدٌ غواء

نعم القلوب تشابهت وفتناسب الاسماء

تنبیہ نبیہ جہول، سفیہ کو جبکہ اُس کے استاذ قدیم ابلیس رجیم علیہ اللعن نے یہ نقصان و تلوث باری عزوجل کا مہلکہ سکھایا، تو دوسری کتاب افصاح الباطل مسمّٰی بہ ایضاح الحق میں ترقی ضلال و شدت نکال کا راستہ دکھایا یعنی اُس میں بنہایت دیدہ دہنی مسائل تنزیہ و تقدیس باری تعالےٰ عزوجل کو جن پر تمام اہل سنت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقۃ بتایا۔ جری بے باک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے "تنزیہ او تعالےٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات و قول بصدور عالم بر سبیل ایجاب و اثبات قدم عالم و امثال آں ہمہ از قبیل بدعات حقیقۃ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد" اھ ملخصاً، دیکھو کیسا بے دھڑک لکھدیا، کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں تقدیسیں کہ اُسے زمانہ و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اُس کا دیدار بلاکیف حق ماننا سب بدعت حقیقیہ ہیں، سچ ہے جب اللہ تعالےٰ کے لئے ہر عیب و آلائش کو ممکن ماننا سنت ملعونہ امام نجدیہ ہے، تو اُس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ و تقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت وہابیہ ہوگی، وہی حساب ہے ع کہ تو ہم در میان ما تلخی ۔ مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے ماسمعنا بهذا فی الملة الاٰخرة ان هذا الا اختلاق خیر یہاں تک تو نری بدعت ہی

بدعت تھی آگے شراب ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نشے کی ترنگ کیف کی اُمنگ میدان پر آکر کفر تک بڑھی، کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزہ اور دیدار الٰہی کو بے جہت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات کے قدیم جاننے اور خالق تعالےٰ کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا، اور اُسے ان ناپاک مسئلوں کے ساتھ کہ باجماع مسلمین کفر محض ہیں، ایک حکم میں شریک کیا۔ اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون، ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم: اچھے امام اور اچھے ماموم ع مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم۔ تازیانہ ۳۔ اقول وباللہ التوفیق سفیہ سحیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھیئے، خود مانتا جاتا ہے، کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ سے ہے حیث قال "صفت کمال ہیں ست الخ" پھر اُسے امر اختیاری جانتا ہے، کہ باری تعالیٰ نے باوجود قدرت عدم برعایت مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب میں اللہ عزوجل کے کمالات اُس کے یا کسی کے قدرت و اختیار سے نہیں، بلکہ اقتضائے نفس ذات بے توسط قدرت و ارادہ و اختیار اُس کی ذات پاک کے لئے واجب و لازم ہیں نہ کہ معاذ اللہ وہ اُس کی صنعت یا اُن کا عدم اُس کے زیر قدرت تمام کتب کلامیہ اُس کی تصریح سے مالا مال، وہ احادیث و آثار[1] تمہارے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الٰہی کو باختیار الٰہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے، اور عجب نہیں کہ بعض اُن میں سے میں بھی ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت ہے کہ اس بے باک بدمتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کہتا ہوں کہ صفات کمالیۂ الٰہی کا اختیاری اور اُن کے عدم کا زیر قدرت باری نہ ہونا آئمۂ اہل سُنّت کا مسئلہ اجماعی ہے، تو اُس نے جیسے اور مسائل اجماعیۂ تنزیہ و تقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھ دیا، یہاں کہتے کون اُس کی زبان پکڑتا ہے کہ آئمہ اہل سُنّت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں، کہ صفت کمال کا اختیاری اور اُس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب و منقصت ہے، کہ جب کمال اختیاری ہوا، کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا، تو عیب و نقصان بھی روا ٹھہرا، اور مولےٰ سبحانہٗ و تعالےٰ کا موصوف بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا، تو یہ اُس بدمشرب کا عین مذہب ہے، وہ صاف لکھ چکا، کہ باری عزوجل میں عیب و آلائش کا آنا ممکن، مگر ہاں ان پیروؤں سے اتنا کہوں گا کہ آنکھ کھول

[1] حفظ منفسراً ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کر دیکھئے جاؤ کس معتزلی کرامی کو امام جانتے ہو، جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت و جماعت کو رد کرتا جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سُنّی ہیں تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کمالیہ باری جل وعلا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم الٰہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ تقویۃ الایمان ع برعکس نہند نام زنگی کافور، میں صاف لکھ دیا "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔ حاش للہ، اللہ عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا، کہ اللہ تعالٰی چاہے تو علم حاصل کرے، چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر! اہل سنت کے مذہب میں ازلاً ابداً ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے نہ کہ وہ کسی کے ارادہ و اختیار سے، نہ اُس کا حاصل ہونا یا زائل ہو جانا کسی کے قابو و اقتدار میں، پیرو صاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بدمذہبیاں گنتے جاؤ، اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہل سُنّت کے امام اعظم ہمام اقدم امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو، فقہ اکبر میں فرماتے ہیں صفاتہ تعالٰی فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا او شک فیہا فھو کافر باللہ تعالٰی صفات الٰہی ازلی ہیں، نہ حادث، نہ کسی کے مخلوق، تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتلائے یا اُن میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالٰی کا منکر۔ **اقول** وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات ہوا ان کا حادث وقابلِ فنا ہونا ذات کے حدوث وقابلیت فنا کو مستلزم اور یہ عین انکار ذات ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین **تازیانہ ۴۔**

اقول وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا، اور قرآن عظیم قطعاً اُس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃً باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات ومقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث ومخلوق، تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن

ٔ الشیرازی فی الالقاب والخطیب ومن طریقۃ ابن الجوزی بوجہ آخر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ٹہ ابو نصر السجزی فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

عباس وجابر بن عبداللہ وابو الدرداء وحذیفہ بن الیمان وعمران بن حصین ورافع بن خدیج وابو حکیم شامی وانس بن مالک وابوہریرہ، دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا، مگر از انجا کہ ائمہ محدثین کو ان احادیث میں کلام شدید ہے، لہٰذا آثار واقوال صحابہ کرام وتابعین عظام وائمہ اعلام علیہم رضاء المنعام استماع کیجئے (ارشاد ۱ تا ۱۰) امام لالکائی کتب السنۃ میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں **انبانا** الشیخ ابو حامد بن ابی طاہر الفقیہ انبانا عمر بن احمد الواعظ **حدثنا** محمد بن ہٰرون الحضرمی **حدثنا** القاسم بن العباس الشیبانی **حدثنا** سفیان بن عیینۃ **عن** عمرو بن دینار **قال** ادرکت تسعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقولون من قال القراٰن مخلوق فھو کافر یعنی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے کافر ہے (۱۱) بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن آبائہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے انہ یقتل ولا یستتاب قتل کیا جائے اور اُس سے توبہ نہ لیں (۱۲) اسی میں امام علی بن مدینی سے منقول انہ کافر (۱۳) اُسی میں امام مالک سے مروی کافر فاقتلوہ کافر ہے اُسے قتل کرو (۱۴) جزء الفیل میں یحیٰی بن ابی طالب سے روایت من زعم ان القراٰن مخلوق

ٹہ اخرجہ عنہ الخطیب ۱۲ منہ ٹہ الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منہ ٹہ الشیرازی فی الالقاب الدیلمی فی مسند الفردوس بوجہ آخر ۱۲ منہ ٹہ الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ ٹہ کالذی قبلہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی ٹہ روی عنہ الخطیب ۱۲ منہ ٩ہ الدیلمی وھو عند الخطیب بوجہ آخر ۱۲ منہ ٹہ ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ ٹہ البیہقی فی الاسماء والصفات اسانیدہ مظلمۃ لا ینبغی ان یحتج بشیئ منہا ولا ان یستشہد بہا ابن الجوزی موضوع۔ الذہبی فی المیزان والحافظ فی اللسان والسخاوی فی المقاصد باطل القاری فی المنح لا اصل لہ السیوطی فی اللآلی ما رأیت لھذا الحدیث من طیب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فهو کافر جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے ذکر هذه الاربع الامام السخاوی فی المقاصد
الحسنة (۱۵) امام احمد کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں من قال القرآن مخلوق فهو عندنا کافر
لان القرآن من صفة الله قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی
صفتوں سے ہے (۱۶) امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں من قال القرآن مخلوق فهو
زندیق جو کہے قرآن مخلوق ہے وہ بے دین ہے (۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں القرآن
کلام الله من قال مخلوق فهو کافر قرآن کلام الٰہی ہے جو اُسے مخلوق کہے کافر ہے (۱۸)
عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ماننے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں فرمایا
کذبوا لیس ھٰؤلاء بموحدین ھٰؤلاء زنادقة من زعم ان القرآن مخلوق فقد زعم ان
الله مخلوق ومن زعم ان الله مخلوق فقد کفر ھٰؤلاء زنادقة جھوٹے ہیں وہ موحد نہیں
زندیق ہیں جس نے قرآن کو مخلوق کہا اُس[1] نے خدا کو مخلوق کہا، اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا
یہ بے دین ہیں (۱۹ تا ۲۱) وکیع بن الجراح ومعاذ بن معاذ ویحییٰ بن معین فرماتے ہیں من
قال القرآن مخلوق فهو کافر (۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا من زعم ان القرآن مخلوق
فهو کافر (۲۳ و ۲۴) شبابہ بن سوار وعبدالعزیز بن ابان قرشی فرماتے ہیں القرآن کلام
الله ومن زعم انه مخلوق فهو کافر قرآن کلام اللہ ہے جو اُسے مخلوق مانے کافر ہے۔
(۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا والله الذی لا اله الا هو الرحمٰن الرحیم عالم الغیب
والشهادة من قال القرآن مخلوق فهو زندیق قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں،
بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب سب سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے اور
هذه الاواخر فی الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة للعلامة النابلسی (۲۶)
سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وصایا میں فرماتے ہیں من قال ان کلام الله مخلوق

---

[1] اقول وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حدوث لازم حدوث ملزوم کو مستلزم اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم، حضرات نجدیہ غور کریں کہ یہ لازم شنیع یعنی معاذ اللہ ذات باری کا حادث ومخلوق ہونا اُن کے امام پر بھی لازم آیا یا نہیں، غنیمت جانیں کہ لازم قول قول نہیں ہوتا ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فهو کافر بالله العظیم جو قرآن کو مخلوق کہے اُس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا (۲۷) امام فخر
الاسلام فرماتے ہیں قد صح عن ابی یوسف انه قال ناظرت ابا حنیفة رحمة الله تعالٰی فی مسئلة
خلق القرآن فاتفق رأیی ورأیه علی ان من قال بخلق القرآن فهو کافر امام ابو یوسف رحمہ
اللہ تعالٰی سے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ
سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا بالآخر میری اور اُن کی رائے متفق ہوئی کہ خلق قرآن ماننے والا
کافر ہے (۲۸) مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں صح هذا القول
ایضا عن محمد یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے بھی بسند صحیح مروی ہوا (۲۹ و ۳۰) فصول
عمادی پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے من قال بخلق القرآن فهو کافر الخ (۳۱) خلاصہ میں ہے
لو قال تا قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبہ نہادہ شدہ یکفر الخ (۳۲) خزانة المفتین
میں ہے من قال بخلق القرآن فهو کافر فص سئل نجم الدین النسفی عن معلمة قالت
تا قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبہ استاد نہادہ شدہ است هل یقع فی نکاحها شبهة
قال نعم لانها قالت بخلق القرآن **ایها المسلمون** امام وہابیہ کے صرف اس ایک اقول
کے متعلق صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین وعلمائے دین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے یہ
بتیس فتوے ہیں جن کی رُو سے اُس پر کفر لازم[1] اور اُس کے بہت اقوال کہ اس کے مثل یا اس
سے بھی شنیع تر ہیں، اُن کا کہنا ہی کیا ہے ع قیاس کن زگلستان او بہار ش را۔ اللّٰهم انا نسألك
الختام علی الایمان والسنة آمین آمین یا عظیم المنة یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار
میں تھے کہ مولائے نجدیہ نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بدمذہبیاں کیں، معتزلیت، کرامیت وغیرہ
ہما، کس کس طرح کی ضلالتیں لیں، کیسا کیسا عقائد اجماعیہ اہل سنت کو جھٹلایا، اللہ عزوجل کی
جناب میں گستاخی وبے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بحمد اللہ تضلیل مستدل سے فراغت
پائی، اب بتوفیقہ تعالٰی تذلیل دلیل کی طرف چلیے یعنی اس ہذیان دوم میں مجوّس نے امکان

---

[1] لیحمد واان المحققین فرقوا بین اللزوم والالتزام فافهم الا یکفیه ما فی هذا من خسار کامل ودمار تام والعیاذ بالله ذی الجلال والاکرام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کذب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا، اُس کا ردّ بلیغ سُنیئے، ذرا اُس کی تقریر مغالطہ پر بھی ایک نظر
ڈال لیجئے کہ تازہ ہو جائے، حاصل اُس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کے صفات
کمال سے ہے جس سے اُس کی مدح کی جاتی ہے، اور صفتِ[1] کمال و قابل مدح یہی ہے کہ کذب پر قادر
ہو کر اُس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی، تو عدم کذب میں کیا خوبی ہے، پتھر کی کوئی تعریف
نہ کریگا کہ جھوٹ نہیں بولتا، یونہی جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع کے سبب بول نہ سکے، عقلاء اس کی
بھی مدح نہ کریں گے، اب بتوفیق اللہ تعالیٰ پہلے نقوض اجمالی لیجئے، پھر حل مغالطہ کا مژدہ دیجئے
واللہ الھادی وولی الایادی تازیانہ ۵۔ رب عزوجل فرماتا ہے وما انا بظلام للعبید میں
بندوں کے حق میں ستمگر نہیں، اور فرماتا ہے لایظلم ربک احدًا تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور
فرماتا ہے ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ بے شک اللہ تعالےٰ ایک ذرّے برابر ظلم نہیں فرماتا۔
اقول ان آیات میں مولےٰ عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں مُلّا جی! بھلا جو ظلم پر قدرت

[1] اقول اس احمق کا سارا ہذیان دفع کرنے کو صرف اتنا جملہ کافی جو تنزیہ دوم میں زیر دلیل بست و چہارم گزرا کہ اللہ
عزوجل پر ہر وہ شے بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے یہی مدح اُس
کی نفی سے ہوگی جو کمال نہیں اور جو کچھ کمال نہیں وہ سب باری عزوجل کے لئے محال ایمان ٹھیک جو قریبی و دو حرف بس ہیں ۱۲
منہ [2] بحمداللہ یہ نقض رفیع و بدیع ملائے شنیع کی ساری تقریر فظیع کو سراپا جادی جس سے اُس کے ہذیانوں کا ایک حرف نہ بچ
سکے اُس تقریر پریشان کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہ چلیئے ظلم الٰہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی
سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے ان ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہوا، اسی لئے عدم ظلم کو کمالات
حضرت حق سبحانہ سے گنتے اور اس سے اُس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر و حجر کہ اُنہیں کوئی عدم ظلم سے ستائش نہیں
اور ظاہر ہے کہ صفت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت و مقتضائے حکمت آلائش ستمگاری سے
بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی شخص سلب عیب ظلم و اتصاف کمال عدل سے ممدوح ہوگا بخلاف اُس کے جس کے اعضا
وجوارح بیکار ہوگئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفکرہ فاسد ہوگئی ہے کہ معنے ظلم سمجھنے اور اُس کا قصد کرنے ہی سے
عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب عدل و انصاف کا حکم دے تو یہ حکم اُس سے صادر ہوا اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جائے یا
زبان نہ چلے یا کوئی مُونھ بند کرلے یا گلا دبا دے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے
والا اسے احکام عدل و انصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے اُس سے ظلم صادر نہیں ہوتا یہ لوگ عقلاء کے نزدیک قابل مدح نہیں
بالجملہ عیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں ولہٰذا اُس کی
مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی، ملاحظہ کیجئے نقض اسے کہتے ہیں کہ نام کو لگی نہ رکھے واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہی رکھے، اُس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی ثنا کیجئے، کہ ظلم نہیں کرتا، اسی طرح جو
صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے عقلاء اُس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عزّ و
جل کو ظلم پر قادر کہئے گا، سبحان اللہ تم سے کیا دُور جب کذب وغیرہ ہر عیب و آلائش پر قدرت
مان چکے، تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے، مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف بیجا
کو جب باری سبحانہ وتعالےٰ کو اس پر قادر مانیے گا، تو پہلے بعض اشیاء کو اُس کی ملک سے خارج اور
غیر کی ملک مستقل مان لیجئے، مسلمانوں کو تو بزور زبان زور و بہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر
مشرک بن جائیے، قال تعالےٰ للہ ما فی السمٰوٰت ومافی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں، وقال تعالیٰ قل لمن مافی السمٰوٰت والارض قل للہ تو فرما کس کا
ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تُو فرما اللہ کا ہے، وقال تعالےٰ ام لھم شرک فی السمٰوٰت
والارض کیا اُن کا ساجھا ہے آسمانوں اور زمین میں، ولہٰذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم
کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے لایوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی
الظلم لان المحال لایدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل باری تعالیٰ
کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں
بیضاوی وعمادی وغیرھما تفاسیر میں ہے الظلم یستحیل صدورہ عنہ تعالیٰ اھ ملخصًا۔
اللہ تعالےٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے، تفسیر روح البیان میں ہے الظلم محال منہ تعالیٰ اللہ تعالےٰ
سے ظلم محال ہے، تفسیر کبیر میں ہے الذی یدل علے ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عبارۃ
عن التصرف فی ملک الغیر والحق سبحانہ لایتصرف الافی ملک نفسہ فیمتنع کونہ
ظالما وایضا الظالم لایکون الٰھا والشیٔ لایصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ
الظلم لکان زوال الٰھیتہ صحیحا وذالک محال اھ ملخصا ظلم الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ
ہے، کہ ظلم ملک غیر میں تصرف[1] سے ہوتا ہے اور حق تعالےٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا
ہے تو اُس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم[2] خدا نہیں ہوتا اور شئے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اُس کے سبب

[1] لایخفی علے الفطن الفاھم فرق مابین تعبیر الاصل وعبارۃ العبد المترجم ۱۲ منہ [2] یعنی ظلم و
الوہیت کا جمع ہونا نا ممکن کہ ظلم عیب ہے اور الوہیت ہر عیب کو منافی تو صدور ظلم کو عدم الوہیت لازم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

لوازم ذاتیہ ممکن ہوں، تو اگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے۔ اُسی میں زیر قولہ تعالٰے ونضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ۔ الآیہ لکھتے ہیں الظالم سفیہ خارج عن الالٰہیۃ فلو صح منہ الظلم لصح خروجہ عن الالٰہیۃ ظالم بے وقوف ہے، خدائی سے خارج، تو اگر خدا سے ظلم ممکن ہو، تو اُس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو + یہ تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔ **تازیانہ ۶۔** قال ربنا تبارک وتعالٰی وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا تو کہہ سب تعریفیں اُس خدا کو جس نے اپنے لئے بیٹا نہ بنایا + وقال تعالٰی حاکیا عن الجن وانہ تعالٰی جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ و لا ولدا ہ بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لئے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ + **اقول** ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا میاں جی کہیں اپنی دلیل سے چوکتے ہیں ضرور کہیں گے، کہ اُن کا خدائے موہوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جنائے مگر عیب ولوث سے بچنے کو فرد رہتا ہے، جب تو صفت مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہ ہو تو خوبی ہی کیا ہے + یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا سیدا وحصورا، سردار اور عورتوں سے پرہیز رکھنے والا + حیز نامرد کی کون تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچتا ہے + **تازیانہ ۷۔** قال المولٰے سبحانہ وتعالٰے وما کان ربک نسیا ہ تیرا رب بھولنے والا نہیں۔ **اقول** اب دہلوی مُلّا اپنی ہذیانی دلیل کو آیۂ کریمہ میں جاری کر دیکھے، رب تعالٰی ذکرہٗ نے عدم نسیان سے اپنی مدح فرمائی اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب ولوث سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعاً اسے بھی حاصل، یونہی اگر ایک شخص بالقصد کسی مسئلہ کا بھلا دینا چاہتا اور عمداً اپنے دل کو اس کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد دلاتا ہے، یوں بھلانے پر قدرت نہیں پاتا، عقلاء ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تو لاجرم واجب کہ باری سبحانہٗ کا نسیان ممکن ہو، اور وہ اپنے علوم بھلا دینے پر قادر تعالٰی عن ذالک علوا کبیرا۔ **تازیانہ ۸۔** آیۂ کریمہ لا یضل ربی ولا ینسی: میرا رب نہ بہکے نہ بھولے + **اقول** موسٰی کلیم علٰی سیدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی، اگر دہلوی میاں جی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری

عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب ولوث سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی، تو مجبوری کی بات میں تعریف کاہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہیگا کہ یہ راہ نہیں بھولتا، یا جب پھینکتے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتا ہے، کبھی بہک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتا دی جائے، یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں۔ یہ چار تازیانے نقض کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرز تقریر سمجھ لیا، اُس پر اور نقوض کثیرہ کا استخراج آسان، مگر انصاف یہ ہے، کہ جو گستاخ دہن دریدہ، حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب وآلائش روا کر چکا، اُس سے ان اشتناعوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سہو وضلالت وجماع وولادت سب کچھ گوارا کرے گا ؎

تیر بر جاہ انبیا انداز ٭ طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی وآنچہ دانی گوے ٭ بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

تازیانہ ۹۔ **اقول** ہر عیب کہ جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوی ٭ جامعیت اوصاف عجب چیز ہے اللہ مجوعہ کا فضل آحاد پہ ظاہر، دہلوی مُلّا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطا فرمائی تھی دنیا بھر میں کم کوئی طائفہ ارباب ضلالت نکلے گا، جس سے ان حضرات نے کچھ تعلیم نہ لی ہو، پھر ایجاد بندہ اُس پر علاوہ تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطر فتنہ کہئے یا ضلالت کی گھاٹیوں کا عطر مجموعہ۔ اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکان کذب باری عزوجل پر قائم کی، حاشا اُن کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بہت بُرا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذۂ کاملہ حضرات معتزلہ خذلہم اللہ تعالٰے سے سیکھ لکھی ہے، اُن خبیثوں نے بعینہٖ حرف بحرف اسی دلیل سے مولٰے تعالٰے کا امکانِ ظلم نکالا تھا، اور جو نقض نقیر نے ان حضرت پر کئے، بعینہٖ ایسے ہی نقضوں سے

لہ مثلاً قال اللہ تعالٰے وما اللہ بغافل عما تعملون ہ اللہ غافل نہیں تمہارے کاموں سے + تو مُلّا جی کے مسلک پر لازم کہ اُس کی غفلت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالٰے او لم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوٰت و الارض ولم یعی بخلقھن الآیہ + کیا اُنہوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا اُن کے بنانے سے + اب مُلّا جی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن۔ وعلٰے ہٰذا القیاس ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل سنت نے اُن ناپاکوں کا رد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ عزوجل ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ فرماتے ہیں قالت المعتزلۃ الآیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذالک التمدح الا اذا کان ھو قادرًا علیہ الا تری ان الزمن لایصح منہ ان یتمدح بانہ لایذھب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالٰی تمدح بانہ لاتأخذہ سنۃ ولانوم ولم یلزم ان یصح ذالک علیہ وتمدح بانہ لاتدرکہ الابصار ولم یدل ذالک عند[1] المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی ظلم پر قادر ہے اس لئے کہ رب عزوجل نے اُس میں ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی، اور کسی فعل قبیح کے ترک سے مدح جب ہی صحیح ہوگی، کہ اُسے اُس کے کرنے پر قدرت ہو، آخر نہ دیکھا کہ لنجھا اپنی تعریف نہیں کر سکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا۔ مسلمان دیکھیں کہ معتزلی ذلیل کی یہ بیہودہ دلیل بعینہٖ وہی ہذیانِ مُلّائے ضلیل ہے یا نہیں، فرق یہ ہے کہ انہوں نے اُس قدیم العدل پر تہمت رکھی، انہوں نے اُس واجب الصدق پر افترائے کذب اُٹھایا، انہوں نے برتقدیرِ تنزہ اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، انہوں نے گونگے اور پتھر سے ملایا وفی ذالک اقول؎

هم أمنوا ظلما بظلم مليكهم ۔ ذا قائل كذبا بكذب الٰهه

لاغرو فيه اذا القلوب تشابهت ۔ فالشبه نزّاع الى اشباهه

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنیئے، امام ممدوح فرماتے ہیں، اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی تعریف فرمائی، کہ اُسے غنودگی وخواب نہیں آتی، اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذ اللہ یہ چیزیں اُس کے لئے ممکن بھی ہوں اور اُس نے اپنی تعریف فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں اس سے معتزلہ کے نزدیک اُس پر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا انتہی کیوں ہم نہ کہتے تھے ع آنچہ شوخاں ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ تازیانہ ۱۰۔ وھو المحل اقول وباللہ التوفیق صفات مدائح کے

ف: حل مغالطہ عجیب تحقیق نفیس

---

[1] اقول بل وعندنا ایضًا اذا کان الادراک بمعنی الاحاطۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] قد مر ان القول بالامکان قول بالوقوع بل بالوجوب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

درجات متفاوت ہیں، بعض مدائح اوّلی ہوتے ہیں یعنی اعلٰے درجہ کمال، اور بعض تنزلی یعنے فائت الکمال کے مبلغ کمال، پھر یہ اُسی کی حق میں مدح ہوں گے، جو مدائح اوّلی نہیں رکھتا صاحب کمال تام کا اُس پر قیاس جہل ووسواس مثلاً عبادت وتذلل وخشوع وخضوع وانکسار وتواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں، اور باری جل شانہ پر محال، کہ ان کا مداح ہونا قوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا، معبود عالم عزجلالہ کے حق میں عیب ومنقصت ہیں بلکہ اُس کے لئے مدح تعالٰی وتکبر ہے، جل وعلا وسبحانہ وتعالٰی یونہی ترک نقائص ومعائب میں مخلوق کی مدح بالقصد باز رہنے پر مبتنی ہونا بھی اُس کے نقصان ذاتی پر مبنی، کہ وہ اپنی ذات میں سبوح وقدوس وواجب الکمال ومستحیل النقصان نہیں، بلکہ جائز العیوب والقبوح ہے، اور بنظر نفس ذات کے عیوب ونقائص سے منافات نہیں رکھتا، تو غایت مدح اُس کے لئے یہ ہے، کہ جہاں تک بنے، اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے، ولہٰذا جہاں بوجہ فقدان اسباب وآلات بعض معائب وفواحش کی استطاعت نہ رہے، وہاں مدح بھی نہ ہوگی، جیسے نامرد، لنجھے، اپاہج، گونگے کا زنانہ کرنا، چوری کو نہ جانا جھوٹ نہ بولنا کہ مناط مدح کہ دُور بھاگنا اور اپنے نفس کو باز رکھنا تھا، یہاں مفقود اور جب امکان ہے تو کیا معلوم کہ عصمتِ بی بی از بیچادری نہیں، شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا، سفیہ جاہل نے اپنے رب جل وعلا کو بھی انہیں گونگوں، لنجھوں بلکہ اینٹوں، پتھروں پر قیاس کیا، اور جب تک عیب ونقصان سے متصف نہ ہوسکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا، حالانکہ یہ مدح اوّلی وکمال حقیقی تھا کہ وہ اپنی نفس ذات میں متعالی وقدوس وسبوح وواجب الکمالات ومستحیل القبوح ہے تعالٰی وتقدس تو یہاں عیب ممکن سے باز رہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں، نہ حاش للہ یہ اُس کے حق میں مدح بلکہ کمال مذمت وقدح ہے وللہ الحجۃ جمیعًا: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تنبیہ نفیس۔ ایّھا المسلمون! ایک عام فہم بات عرض کروں۔ سفیہ جاہل کا سارا مبلغ سعی یہ ہے کہ کذب پر قدرت پاکر ہی اُس سے بچنا صفت کمال ہے، نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہو اقول جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا، اور جو ضروری نہیں وہ ممکن الزوال، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہوسکے، اور جو ایسا کمال ہوا، جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ یہ بھی ایک ہی ہوئی، او احمق کمال حقیقی وہی ہے جس کا

ف: امام ممدوح کے نزدیک خدا کے سب کمال ذاتی ہوسکتے ہیں

زوال امکان ہی نہ رکھے ہر کمال قابل زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال، مسلمانو! للہ انصاف
باری عزوجل کا صدق یوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہو سکتا ہے، یہ کمال ہُوا یا یوں کہ وہ سبوح
قدوس تبارک وتعالیٰ ایسا سچا ہے جس کا جھوٹا ہونا قطعاً محال، اہل اسلام ان دونوں باتوں کو میزان
ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب کی تنزیہ کو بدعت وضلالت جاننے والا
بحیلۂ مداح اُس کی مذمت وتنقیص پر اُترتا ہے، اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولیٰ کی تقدیس
کو اصل دین ماننے والا اُس کے صدق ونزاہت وجملہ کمالات کو علیٰ وجہ الکمال ثابت کرتا ہے و
الحمد للہ رب العٰلمین ٥ وقیل بعداللقوم الظّٰلمین ٥ للہ الحمد عشرۂ کاملہ نے ہذیان ناپاک
گستاخ بے باک کی دھجیاں اُڑادیں، مگر ہنوز اُن کی نزاکتوں کو توبس نہیں ع صدہا سال مے تواں
سخن از زلفِ یار گفت ٭ ابھی حضرت کی اس چار سطری، چار دیواری میں شواہد وزوائد وغیرھا
مفاسد سے بہت ابکار افکار ستم کیش عیار آہوانِ[1] مردم شکار کی چھلبل نظر آتی ہے، جنہیں بے
خدمت کامل وتسکین بالغ ناشاد نامراد سسکتا بلکتا چھوڑ جانا خلاف مروت وفتوت ذاتی ہے۔
لہٰذا اپنے سمندِ ہوار غضنفر خونخوار صاعقۂ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا، اور خامۂ پختہ کار شہزور دو
شہسوار شیر گیر ضیغم شکار کو ازسر نو رخصتِ جولاں دیتا ہوں وباللہ التوفیق تازیانہ ۱۱۔ قولہ
"عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند" اقول اس ہوشیار عیار کی چالاکی دیدنی
صدق کو چھوڑا عدم کذب پر مباحثہ پھیرا تاکہ جماد وغیرہ کی نظریں جاسکے، ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں
کہہ سکتے مگر یہ ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہیں حالانکہ قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتۂ بدیعہ القا
کرے سلب کسی شے کا بنفسہٖ ہرگز صفت کمال نہیں، ورنہ لازم آئے کہ معدومات کروڑوں اوصاف
کمال سے موصوف اور اعلیٰ درجۂ مدح کے مستحق بلکہ باری تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس میں اُس کے شریک
ہوں کہ بحالت عدم موضوع سب سالبے سچے ہیں جو سرے سے موجود ہی نہیں، وہ جسم بھی نہیں جہت
بھی نہیں، زمان بھی نہیں، مکان بھی نہیں، مصور بھی نہیں، محدود بھی نہیں، مرکب بھی نہیں، متجزی

[1] آہو وحشی معروف ومجازاً معشوق وبمعنے عیب وخطا ایں جا ہمیں معنے مراد ست ووصف مردم شکاری بایہام
معنے ثانی برنبائے آں اضلال واغوائے عوام ست کہ ازیں خطایای امام الوہابیہ سر بر میزند ۱۲ س رحمہ اللہ

بھی نہیں، حادث بھی نہیں، متناہی بھی نہیں، کاذب بھی نہیں، ظالم بھی نہیں، مخلوق بھی نہیں، فانی
بھی نہیں، ذی زوجہ بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، آسے خواب بھی نہیں، اونگھ بھی نہیں، بھکنا بھی
نہیں، بھول بھی نہیں ایں یہ اور ان جیسے صدہا اور سب صادق ہیں، مگر کوئی مجنون ہی ان سلوب
کو اُس مسلوب کے لئے صفت مدح وکمال جانے گا، ہاں عیوب ونقائص کا سلب اس وقت معرض
مدح وبیان کمال میں آتا ہے، جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور وصف مدح سے منبئ ہو، و
لہٰذا قضایائے مذکورہ باری عزوجل کے مدائح سے ہیں کہ ان چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی
وجوب وجود کے ثبوت سے ناشی اور ان کے بیان سے اُس کا سبوح وغنی وقدوس ومتعالی ہونا
ظاہر، باری عزوجل کو کہنا کہ متجزی نہیں بے شک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا سمجھا گیا، اور
نقطہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اُس کے لئے خوبی نہ نکلی، کہ وہاں غنا درکنار متجزی محتاج کے
محتاج المحتاج کی محتاجی ہے وعلیٰ ہذا القیاس. جب یہ امر ممہد ہولیا تو ظاہر ہوگیا کہ حقیقۃً
صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق، البتہ
سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا سلب ثبوت صدق کو مستلزم ہو مثلاً زید عاقل ناطق کی
تعریف کیجئے کہ جھوٹا نہیں بے شک تعریف ہوئی، کہ جھوٹا نہیں تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہونا صفت
کمال تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت بتایا، لہٰذا محل مدح میں آیا جہاں ایسا نہ ہو وہاں
زنہار نہ مفید مدح نہ مظہر کمال، یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھئے پھر دیکھئے کہ عیار بہادر کی دی ہوئی نظیریں
کیا کیا گُل کو پہنچتی ہیں وباللہ الموفق تازیانہ ۱۲ و ۱۳۔ قولہ "اخرس وجماد کہ ایشاں را بعدم
کذب مدح نمی کنند" اقول دونوں نظیروں پر پتھر پڑے ہیں، گنگ وسنگ کی کیوں مدح کریں،
کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں گونگا یا پتھر اگر جھوٹا نہ ہُوا تو کیا خوبی کہ سچا بھی تو
نہیں تو وہ استلزام صفت کمال جو مبنائے مدح تھا یہاں منتفی، تسریہ ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے مقدم
وتالی میں جب دو صفت مدح وذم محمول ہوں، تو جس فرد موضوع سے ذمیہ کو سلب کیجئے، مدحیہ
ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رفع دوسری کے وضع کو منتج بخلاف اُن چیزوں کے جو زیر موضوع
مندرج ہی نہیں کہ ان سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول پھر سلب ذم ثبوت مدح پر کیوں کر محمول
یہاں قضیہ کل متکلم مخبر اما صادق واما کاذب تھا اخرس وجماد پر سرے سے وصف عنوانی

ہی صادق نہیں، پھر عدم کذب اُن کے لئے کیا باعثِ مدح ہو، دیکھ او ذی ہوش یہ فارق ہے نہ
وہ کہ جب تک عیب ممکن ہو کمال حاصل ہی نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔
تکمیل جمیل ۔ **اقول** او جھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھ
مسلمان کو اہل بدعت کے بہتّر فرقے پورے گِنا کر کہئے، رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری،
قدری، ناصبی وغیرہ، نہیں تو بے شک اُس کی بڑی تعریف ہوتی، اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر
کے حق میں کہئے، تو کچھ تعریف نہیں، حالانکہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ
یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا، لہٰذا محمود ہوا، اور اُس کافر کو رافضی
وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی، لہٰذا مدح نہ ٹھہرا، کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا، بلکہ تفرقہ
وہی ہے، کہ جب یہ فرقے اہلِ قبلہ کے ہیں، تو مسلمان کے حق میں اُن بہتّر کی نفی سُنّی ہونے کا اثبات
کرے گی، لہٰذا اعظم مدائح سے ہُوا، اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج، تو اُن کی نفی
سے کسی وصف محمود کا اُس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا والحمد للہ علی اتمام
الحجۃ ووضوح المحجۃ **تازیانہ ۱۴** ۔ **قولہ** "بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام
کاذب نمی تواند کرد" **اقول** اچھا ہوتا کہ تم بھی اُسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے
بس تو نہ ہوتے، اے عقل مند! وہ ماؤف اللسان تکلم بکلام صادق بھی نہ کر سکے گا، تو عدم مدح
کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہیں۔ **تازیانہ ۱۵** ۔ **قولہ** "یا قوت متفکرہ او فاسد
شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابق للواقع نے تواند کرد" **اقول** تم سے بڑھ کر فاسد المتفکرہ کون
ہوگا، پھر کتنے قضایائے باطلہ کا عقد کر رہے ہو، بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف قضایائے
کاذبہ ہی کے لئے ہوگا، اور جب مطلقاً ہے، تو عقد قضیۂ مطابقہ پر بھی قدرت نہ ہوگی، تو صراحۃً
وہی فارق صادق اور وہم زاہق، ہاں جس تام العقل، سالم النطق کو نطقِ الٰہی صدق محض کی
استطاعت دے کہ بوجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو، تو یہ عدم کذب بیشک
مدح عظیم ہوگا، اُسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبریٰ سے مُنبی اور کمال جلیل یعنی عصمت من
اللہ پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندرج اور بطور فساد تفکر خارج فظھر
التفرقۃ وذھب الوسوسۃ **تازیانہ ۱۶ تا ۱۹** ۔ **قولہ** "یا شخصے کہ کلام صادق از وصادر کردد

و ہر گاہ ارادۂ کاذب نماید آوازش بند یا زبان ماؤف شود یا کسے دہن او بند یا حلقوم خفہ کند" **اقول**
ایسا تو کیا کہوں، جو آپ کی طبع نازک کو بالکل خفہ کند ہاں اتنا کہونگا کہ اب کی تو اُچھل کر تارے
ہی توڑ لائے، یہ چار نظیریں وہ بے نظیر دی ہیں کہ باید و شاید، او عقل کی پڑیا! جب وہ عظیم تکلم
بکذب کر چکا، تو کلام نفسی میں کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہو سکا، تو اُس کے عدم سے
حکم کذب کیونکر رُکا، کذب حقیقۃً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ، پھر اُس کی مدح کیا معنے قطعاً
مذموم ہوگا، بھلا یہ وہ کہ اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی، یہاں اللہ کی عنایت سے
وہ بھی نہ رہی، صریح کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جبھی تو کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین **تازیانہ ۲۰** ۔
قولہ "یا کسے کہ چند قضایائے صادقہ یاد گرفتہ و اصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت ندارد بناءً علیہ
تکلم بکاذب از وصادر نہ گردد" **اقول** یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے، جس میں فقط حفظِ
صوادق کا شعبدہ بڑھایا مگر کام نہ آیا، قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی، اور ایسے شخص سے حفظ
قضایا معقول بھی ہے یا نہیں **اوّلاً** انسان مرتبۂ عقل بالملکہ میں بالبداہۃ ترکیب قضایا پر قادر
تو سرے سے تصویر ہی باطل اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل انطباعی نہیں ہوتا۔ اگر تعقل نسبت
خبریہ معقول بھی ہو تاہم حکایت و قصد افادات قطعاً غیر معقول اور صدق و کذب باعتبار حکایت
ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کو اذب کاذب ٹھہرے، تو یہاں بھی سلب کذب
سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا، اور وہی فارق پیش آیا **ثانیاً** جو اصلا کسی قضیہ حتیّٰ قضایائے
وہمیہ و احکام شخصیۂ بدیہیۂ حسیّہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً جانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد
سے ملحق تو اُس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق و کذب اولاً بالذات صفت
معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ بایں معنے سچی ہو کہ سامع اُس سے ادراک معنے
مطابق للواقع کرے، مگر اس سے اُس جمادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف
بالصدق اُس کے نفس سے قائم نہیں، حتیٰ کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا۔
اور پر ظاہر کہ صدق و کذب اوصاف خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، مولٰنا بحر العلوم قدس سرہٗ
فواتح میں فرماتے ہیں الکلام الصادر عن المجنون لایکون مقصوداً بالافادۃ فلا یکون

حکایۃٌ عن امرحتّٰی یکون خبراً (تنبیہ دائرہ وسائرہ بہ تسفیہ جملہ نظائرہ) **اقول** ایھا المسلمون سفیہ جاہل نے حتّی الامکان اپنے رب میں راہِ کذب نکالنے کو نو نظیریں دیں، مگر بحمد اللہ سب بے معنے، ہم نے اس وقت تک اُن کے ردّ میں اس امر پہ بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہ کمال نہیں جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو اور یہاں ایسا نہیں، اُس کی سزا کو اسی قدر بس تھا، مگر غور کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر رد ورفقاء ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علے الکذب کا بر بنائے کمال ہونا بالائے طاق اُلٹا بربنائے عیوب ونقائص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں عجز آلات، کہیں لحوق مغلوبی، کہیں عروض آفات پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صور میں سلب کذب سے تعریف نہیں کرتے، نہ وہ جاہلانہ وسفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کو خدا وجماد میں فرق نہ سوجھا، اُس کا عدم کذب اُس کے کمال عالی یعنی سبوحیت وقدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی، کہ الوہیت اپنی صفات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب ونقائص پر مبنی، پھر کسی پرلے سرے کی کودی یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پہ قیاس کرے، اور اینٹوں پتھروں کے عیوب ونقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پہ ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا، پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا وانی لہ ذالک۔ اب جو اُس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیجئے، کہ ایسی نظیر ڈھونڈھ کر لاؤ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیہ **تنبیہ دوم**۔ **اقول**، اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا نظیریں دے کر بالجملہ کہک آپ ہی خلاصۂ مطلب یہ نکالتا ہے، کہ عدم کذب اگر بربنائے عجز ہو تو مورث مدح نہیں معلوم ہُوا، کہ ان نظائر میں تحقق عجز وقصور پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب ومنقصت پہ عدم قدرت زنہار عجز نہیں، بلکہ عین کمال ومدحت اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص ومذمت یہ تقریر کافی ووافی طور پر مقدمۂ رسالہ ونیز رد ثالث ہذیان اوّل میں گذری، اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز جب ہے جانب فاعل قصور دکھی ہو، جیسے اے سفیہ ان تیری نظیروں میں کہ گنگ وسنگ اپنے

نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے، نہ یہ کہ جانب قابل نالائقی ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کرے گا مگر یارب ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرات سا جاہل اضل وباللہ العصمۃ عن مواقع الزلل والحمد للہ الاعز الاجل بحمد اللہ یہ صرف نظائر پر تازیانوں کا دوسرا **عشرہ کاملہ** تھا، بلکہ خیال کیجئے، تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے۔ تازیانہ اول میں دوسرا ثم **اقول** جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور دوم وسوم ودہم کے بعد کی تنبیہات اور بستم کا ثانیا، اور اُس کے بعد کی دو تنبیہیں، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے، تو حقیقۃً عشرہ اولیٰ میں چودہ اور ثانیہ میں تیرہ **کل ستائیس تازیانے** یہاں تک ہوئے، چلتے وقت کے تین اور لیتے جائیے، کہ تیس کا عدد جو دونوں تنزیہ سابق میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان بچانی مشکل، جو آپ کا خلاصہ مطلب کھولے، اصل مذہب سر چڑھ کر بولے وباللہ التوفیق و اضافۃ التحقیق **تازیانہ ۲۸**۔ **اقول** وباللہ التوفیق شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کو کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ روافض سے بڑھ کر اصیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دیئے کہ "کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست"۔ مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پہ آیا، اور نظیریں دینے کا شوق گرمایا، تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الٰہی میں اصلاً امتناع بالغیر کی بو بھی نہیں بلکہ قطعاً جزماً جائز وقوعی ہے، جس کے وقوع میں استحالہ عقلی درکنار استبعاد عادی کا بھی نام ونشان نہیں، ثبوت لیجئے، اگر اس کے مذہب میں کذب الٰہی ممکن بالذات وممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں کذب ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے، تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتا نہیں، مثلاً جس کا مونھ بند کرلیں یا گلا گھونٹ دیں، اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو پر ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر اگر

بالفرض امتناع ہے، تو اس عارضہ کی وجہ سے تو نہ ہوا، مگر امتناع بالغیر، امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے صراحۃً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقانہ کہا تھا "ممتنع بالغیر ست"، صاف کہا ہوتا "اصلا از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد"۔ اے حضرت دور کیوں جائیے پہلی بسم اللہ اخرس وجماد ہی کی نظیر لیجئے، بھلا اخرس تو انسان ہے جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں، صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھیئے بطور خرق عادت ہزار بار پتھروں، جمادوں سے کلام واقع ہوا، اور ہزار بار ہوگا، قریب قیامت آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے گا۔ جب اہل اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے، اور وہ پتھروں درختوں کی آڑ لیں گے شجر وحجر مسلمان سے کہیں گے، اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے، اسی طرح سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد۔ اللہ عزوجل فرماتا وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ کافر اپنی کھالوں سے بولے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی، وہ بولیں ہمیں اس اللہ نے بلوایا، جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی، اگر کلام جماد واخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم۔ تو وقوع نے ظاہر کر دیا کہ صرف خلاف عادت ہے، جب وقوع کلام ثابت اور ان کے استحالہ کذب پر ہر کوئی دلیل عقلی نہ شرعی تو یقیناً اس کے لئے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی۔ اب جیوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل میں مدح تو لاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، اتنا، تو اس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اخرس وجماد میں کیسا عدم تھا، جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا زنہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالہ شرعی، بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور ملّائے بے باک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا العظمۃ للہ، اگر لازم قول قول ٹھہرے، تو اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہے، مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہل سنت ہی کو عطا فرمایا، اہل بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جن کا معلم وامام ہے کفر وشرک کو سکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر وشرک پہلے، اگر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کی ٹھہرے، تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوائے کفر نہ دیتے، مگر الحمد للہ یہاں ادفع بالتی ھی احسن پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے، کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں والحمد للہ رب العٰلمین

تازیانہ ۲۹۔ اقول منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفہ کا صریح تناقض ہے شے ممتنع بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن کا ممکن کو ناممکن کرنا ناممکن اور انتفائے حکمت اگرچہ ہم اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات، مگر ان حضرات کے دین میں بالیقین ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب ونقصت ہے اور وہ تمام عیوب ونقائص کو ممکن مان چکا، پھر کس منہ سے کہتا ہے، کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی الحمد للہ اہل بدعت کے بارے میں اسی طرح سنت باری تعالےٰ ہے کہ انہیں کلام سے انہیں کے کلام پر حجت والزام قائم فرماتا ہے ع ومنہا علے بطلانہا لشواھدٗ، سچ کہا ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ **تازیانہ ۳۰۔ اقول** سبحان اللہ ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائفہ نے امتناع بالغیر محض تقیۃً مانا حقیقۃً اس کا مذہب جواز وقوعی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا ہے امام وماموم، خادم ومخدوم، سارا طائفہ ملوم کذب الٰہی کو واقع وموجود گا رہا ہے، صراحۃً کہتے ہیں کذب مقدور اور بلاشبہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم کما دللنا علیہ فی الدلیل السادس والعشرین اور امام الطائفہ نے تو صاف بتایا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قاہر تصریحیں ملیں گی، کہ جو کچھ باختیار صادر ہو قدیم نہیں، تو لاجرم صدق الٰہی حادث ٹھہرا، اور ہر حادث ازل میں معدوم، اور ازل کے لئے نہایت نہیں تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں مولے تعالےٰ سچا نہ رہا، اور جب سچا نہ تھا تو معاذ اللہ ضرور جھوٹا تھا لا انفصال الحقیقی بینھما پھر ضلال پشت کا چہرۂ زشت چھپانے کو کیوں کہتے ہو کہ کذب الٰہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدائے موہوم طائفہ ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا رہ چکا ہے، پھر اب بھی اپنی پرانی آن پر آئے تو کیا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ○

تازیانہ ۳۱۔ میں نے بارہا قصد کیا کہ تازیانوں میں دس، بیس، تیس پر بس کردوں، مگر جب ان حضرت کی شوخیاں بھی مانیں، وہاں تو ؎

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ٭ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اسی رسالہ یکروزی میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کروں تو وہاں تو خوب ہی سانچے میں

ڈھلے ہیں یہاں عروسِ مذہب کے جمالِ مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں" بعد

اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب

نصے از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال

اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلاہ حاصل یہ کہ امکانِ کذب ماننا تکذیب قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیاتِ قرآن محفوظ بھی رہیں، حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالیٰ قرآن ہی کو فنا کر دے، پھر تکذیب کا ہے کی لازم آئے اقول ایھا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات تو قع میں جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اُسی تقدیر پر ہوگا، کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعے سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی۔ اور جب قرآن ہی محو ہو گیا پھر جھوٹی پڑتی، تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پرواہ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اے سفیہ ملوم یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور اُن سے چھپا چھپا بُھلا بُھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے، ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب و منقصت سے پاک ہے، کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اُس کے سراپردۂ عزت تک بار ممکن نہیں اور جو افعال اُس کے ہیں حاشا وہ اُن میں کسی سے نہیں ڈرتا یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید ہ اُس کی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ہ اُس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون۔ **تازیانہ ۳۲** ۔ رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تقویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرما گئے" آئین

بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا[1]، کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی

[1] حضرت نے "درگزر نہیں کرسکتا" لکھا تھا اول اول جو تقویت الایمان چھپی اُس میں یہ لفظ یوں ہی دیاتی ۲۵ پر)

قدر گھٹ نہ جاوے" العظمۃ للہ سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے حیلے ڈھونڈھتا ہے الا بعدا للقوم الظٰلمین ہ **تازیانہ ۳۳** ۔ قولہ "سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست" **اقول** اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید اللہ عزوجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود اللہ عزوعلا کے ارادہ و اختیار و خلق و ایجاد سے نہ اُس کا سلب و اعدام اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت میں، ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کر سکے، کہ مقتضائے ذات بے انتفائے ذات منتفی نہیں ہو سکتا۔ **تازیانہ ۳۴** ۔ قولہ "کما قال اللہ تعالیٰ" **اقول** کیا خوب کہاں ذاہب، کہاں مسلوب مگر آپ کو تحریف معنوی مرغوب تنبیہ ہیہات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے **اولاً** جس ضرورت سے اس طرف جائیے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق و اختیاری مانتا ہے، جیسا کہ علم الٰہی و صدق ربانی کے بارے میں اُس کی تصریحیں ہم نے اوپر نقل کیں، اور بے شک جو چیز مخلوق و مقدور ہے اُس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو برخلاف مسلک قائل تاویل قول غلط و باطل **ثانیاً** ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے، اور بے شک ہر حادث قابلِ فنا، پھر اُس کے نزدیک فنائے قرآن یقیناً جائز **ثالثاً** خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب اُن کی جاہلانہ نظر میں جبھی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہٖ معدوم ہو سکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہوگی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی کذب نہیں ہو سکتا کما لا یخفی فاعرف **تازیانہ ۳۵** ۔ **اقول** بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہو تاہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب، معترض نے لزومِ کذب

(بقیہ ۶۷) موجود بعد کو مقتدیوں نے سوچ سمجھ کر کہ اس میں تو صراحۃً عجز الٰہی کا اقرار ہے نہیں کرسکتا کو نہیں کرتا بنا دیا مگر اُسے کیا نفع جو لکھ کر مر گیا نہ یہ کوئی دیانت ہوئی کہ خدا سے تو نہ ڈریئے جس نے خدا کو یہ کچھ کہا اُسے امام ہی ماننے مگر بندوں کے ڈر سے اُس کی حمایت کرنے کو یوں تحریفیں کیجئے، اسی طرح تقویت الایمان کے ابتدائی چھاپوں میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود کہیں نہ لکھا، اب جو نئی چھپی ہیں اُن میں جا بجا صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہے اچھے امام اور اچھے مقتدی، اللہ تعالے شیطان کے پھندوں سے بچائے آمین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

سے استحالہ قائم کیا تھا نہ لزوم تکذیب سے، اور بے شک اس تقدیر پر لزوم کذب سے اصلاً مفر نہیں کہ خبر جب خلاف واقع ہو تو اس کا صفحۂ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہ ہوگا مانا کہ خبر معدوم ہوگئی، اُس کے بعد اُس کا خلاف واقع ہوا، تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت تھا، نہ کہ کذب، اس وقت اُسے عارض ہوتا جس کے لئے وجود معروض درکار تھا، وہ جس وقت موجود تھی اُسی وقت بوجہ مخالفت واقع کاذب تھی، گو ظہور کذب بعد کو ہو یا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھیے اُس کا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے متکلمین کے نزدیک صالح بقا نہیں فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہو جاتا ہے باایں ہمہ جب اُس کا خلاف واقع ہوتا ہے کہتے ہیں فلاں کی بات جھوٹی تھی۔ غرض اس نفیس جواب مُلّائے عجاب اور اُن دو ہذیان تباہ وخراب کی قدر اُن کے مثل مجانین ہی جانتے ہوں گے یا معاذ اللہ عفو الٰہی بشرط صلاحیت کام نہ فرمائے، تو اُس کی سچی قدر اُس دن کھلے گی یوم یقوم الناس لرب العٰلمین ہ الحمد للہ یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل پینتیس کوڑے ہیں اور پانچ ہذیان اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولیٰ پر کذب وعیوب کا افترائے ملعون کیا، اور شرع میں افترا کی سزا اسّی کوڑے، مگر غلام کے حق میں آدھی حد فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب تو چالیس[2] کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے اللہ عزوجل سے امید کہ قبول فرمائے، اور ان تازیانوں کو متبوع کے حق میں نکال وعقوبت تابع کے لئے ہدایت وعبرت اہل سُنّت کے واسطے قوت واستقامت بنائے آمین یا ارحم الراحمین، بے شک ہماری طرف کے

---

[1] بلکہ مذہب متغایر بھی مدعا حاصل کلام لفظی غیر قار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوط بالارادہ ملحوظ بقصد الافادہ کا نام ہے پر ظاہر کہ ارادۂ افادہ دائم نہیں اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صورت علمیہ ہے نہ کلام نفسی معہذا بحالت نسیان وہ بھی زائل، علاوہ بریں روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اُس کے ساتھ اُس کے سب صفات معدوم ہو سکتے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] اور اگر تیئس[3] نص اور تیئس دلیلیں ساٹھ وہ بھی ان چالیس سے ملا لیجئے تو پورے سَو کوڑے ہوتے اس کی وجہ یہ کہ طائفہ کے علامۃ الدہر نے اپنی ناپاک ضلالتوں کا معتزلہ وکرامیہ کے بیباک فسادوں سے ناجائز طور پر جوڑا ملایا جس کے باعث سَو کوڑوں کا استحقاق پایا ۱۲ اس رحمہ اللہ

علماء شکر اللہ مساعیھم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ سب القائے ربانی ہے کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا، امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اس بسط جلیل ووجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے فللہ المنۃ فی کل اٰن وحین والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علٰی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین ہ

تنزیہ چہارم[1] علاج جہالات جدیدہ میں

اقول وبحول اللہ اصول: ایھا المسلمون امکان کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع جاننا اور اُس میں اختلاف ائمہ کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو افترا دوسرے کتنا بے مزہ، بے شک مسئلۂ خلف وعید میں بعض علماء جانب جواز گئے، اور محققین نے منع وانکار فرمایا، مگر حاشا نہ اس سے امکان کذب ثابت نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بیزار زبان تبرّی وتحاشی کرتے ہیں پھر اُن کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب وستم جسارت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ **حجت اولیٰ** یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے، جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف صریح فرما دی کہ اس پر اجماع واتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اُس پر جزم فرمایا ہے۔ **حجت ثانیہ**، **اقول** طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلۂ خلف وعید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں جس کی شرح مقاصد میں ہے ان المتاخرین منھم یجوزون الخلف فی الوعید اُن کے متاخرین خلف وعید جائز مانتے، اُسی شرح مقاصد میں ہے الکذب محال باجماع

---

[1] تنبیہ ضروری خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنھیں عروسان منصہ امامت طائفہ نے اپنے بھونڈے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ اُن نئے متبوعوں تازہ مقتداؤں سے ہے، جو کتاب پر تقریظ لکھیں اور اُس کے حرف بحرف صحیح ومسلم ہونے کی تصریح کریں والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

العلماء لان الكذب نقص باتفاق العقلاء وھو علے اللہ تعالیٰ محال کذب الٰہی باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اُس پاک بے عیب پر قطعاً محال ۔ مگر علما کو خبر نہ تھی کہ امکانِ کذب جواز خلف وعید پر متفرع توہم اُسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماعی بتائے دیتے ہیں اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہوئی **حجت ثالثہ** ، **اقول** طرفہ تر یہ کہ جو علما خلف وعید کا جواز مانتے ہیں، خود وہی کذب الٰہی کو محال و اجماعی محال مانتے ہیں، جس مواقف میں ہے لایعد الخلف فی الوعید نقصا خلف وعید نقص نہیں گنا جاتا ۔ اسی مواقف میں ہے انه تعالیٰ یمتنع علیه الکذب اتفاقاً کذب باری بالاتفاق محال ہے ۔ جس شرح طوالع میں ہے الخلف فی الوعید حسن۔ اسی میں ہے الکذب علے اللہ تعالیٰ محال ۔ جس علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد میں لکھا ذھب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعید جائز علے اللہ تعالیٰ لافی الوعد وبھذا وردت السنة بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے ، نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا ۔ پھر بعد ذکر حدیث اُسے عرب وکلام عرب سے مؤید کیا کمانقله آفندی اسمٰعیل حقی فی روح البیان وہی علامہ جلال فرماچکے الکذب علیه تعالیٰ محال لاتشمله القدرة اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں ۔ مگر یہ علما خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ ہم متلازم چیزوں میں ایک کا جواز دوسرے کا استحالہ کیوں کر مانے لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں ۔ اب صدہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنے وہ تھے جو خود اہلِ مذہب کی فہم میں نہ تھے **حجت رابعہ** **اقول** افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل ومبنی کیا ٹھہراتے اور اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں، میں یہاں اُن سے بعض وجوہ نقل کرتا ہوں ۔ (وجہ ۱) وعید سے مقصود انشائے تخویف وتہدید ہے نہ اخبار تو سرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمة یعدونه فضلا لانقصا دون الوعد فان الخلف فیه نقص مستحیل علیه سبحانه ورد بان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فھو صادق قطعاً لاستحالة الکذب ھناك واعتذر بان کونه خبراً ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا

باس ح فی الخلق یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلیں اُسے خوبی گنتی ہیں نہ عیب اور وعدہ میں جائز نہیں کہ اُس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال ۔ اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقیناً سچی کہ باری جل وعلا کا کذب محال اور عذر کیا گیا کہ ہم اُسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشائے تخویف ہے ، تو اب خلف میں حرج نہیں ۔ دیکھو خلف وعید جائز ماننے والوں نے استحالۂ کذب الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اُس کے امکان سے بہزار زبان اجتناب وانکار کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی ، جس نے اس احتمال کی گنجائش ہی نہ رکھی ، پھر معاذ اللہ امکانِ کذب ماننے کو اُن کے سر باندھنا کیسی وقاحت وشوخ چشمی ہے (وجہ ۲) فرماتے ہیں آیاتِ وعید آیاتِ عفو سے مخصوص ومقید ہیں یعنی آیتیں عفو و وعید دونوں میں وارد ، تو اُن کے ملانے سے آیاتِ وعید کے یہ معنے ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے جب یہ معنے خود قرآنِ عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو معاذ اللہ امکانِ کذب سے کیا علاقہ رہا ، امکانِ کذب تو جب نکلتا کہ جزماً حتماً وعید فرمائی جاتی ، اور جب خود متکلم جل وعلا نے اُسے مقید بعدم عفو فرما دیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو ، ہر طرح اُس کا کلام یقیناً صادق ، جس میں احتمال کذب کو اصلاً دخل نہیں ، یہ وجہ اکثر کتب علما مثل تفسیر بیضاوی ، انوار التنزیل وتفسیر عمادی ، ارشاد العقل السلیم وتفسیر حقی ، روح البیان وشرح مقاصد وغیرھا میں اختیار فرمائی ۔ لطف یہ ہے کہ خود وہی ردّالمحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی در رشید نے مسئلۂ خلف میں خلاف نقل کیا ، اُسی ردالمحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا حاصل ھذا القول جواز التخصیص لمادل علیه اللفظ بوضعه اللغوی من العموم فی نصوص الوعید اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنے لغوی کی رُو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا یہ سزا پائے گا ، اُس میں تخصیص جائز ہے ۔ یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنہیں مولےٰ تعالیٰ عذاب فرمانا چاہے ایمان سے کہنا ، اُسی ردالمحتار میں یہیں یہ تصریح صریح تو نہ تھی ، جس نے اُس تفریع خبیث وقبیح کی صاف بیخ کنی کردی ، آج تک کسی عاقل نے بھی عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے ، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود ، پھر امکان کذب کیوں مانو ، صاف نہ کہدو کہ قرآن مجید میں (خاک بدہن گستاخان) جا بجا کذب موجود ہے واہ

شاباش ! ردّالمحتار کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل، پھر بھی دعویٰ رُشد ودیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم ●

(وجہ ۳) اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص وتقیید وعید نہ بھی آتا، تاہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرّد غلاموں کے حق میں وعید بنظر تہدید فرمائے اور اُس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینۂ کرم تخصیص وتقیید وعید کے لئے بس ہے، اگرچہ مخصص قولی نہ ہو اقول وبہ یحصل قران المخصص والمخصص بخلاف ماسبق فھو خاص بمذھب من یجیز التراخی والانفصال وھذا جارٍ علی مذھب الکل یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حاشیۂ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی حیث قال لعل مرادھم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیہ وان لم یصرح بذالک بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اُس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا ● مسلمانو ! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بے باک نے گڑھی کس قدر دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اوسے علانیہ ردّ کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ اُن کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت وبے حیائی ہے قال اللہ سبحانہ وتعالٰی ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریًا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا ○ حجت خامسہ

اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری عزّ اسمہٗ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشآء بے شک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا ● اسی ردّالمحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا ادلۃ المثبتین التی من انصھا قولہ تعالٰی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک اور یوہیں اس کی ماخذ حلیہ شرح منیہ امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے اور ظاہر کہ دعوی دلیل پر متفرع اور اُس کے مفاد

کا تابع ہوتا ہے سبحٰن اللہ جب جواز خلف خود امثال وتکلم بالوعید جل مجدہ کی طرف مستند کہ اُس نے فرمادیا ہم جسے چاہیں گے بخشدیں گے، تو دلیل امکان کذب کو اصلا راہ نہیں دیتی، مگر مدول میں زبردستی خداواسطے کو مان لیا جائے گا، اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علما اپنے دعوے ودلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنے پر جائز مانیں جسے امکان کذب لازم اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنے کی بالکل قاطع وحاسم، خدارا اپنی جہالتیں سفاہتیں علما کے سر کیوں باندھتے ہو ع اُس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ ● بشدا انصاف اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کریگا یہ سزا پائے گا، اور ساتھ ہی اُسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے، تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے، تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا اُس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیساکہ وہ احمق دعوے کرتا ہے، یا اگر کوئی شخص بدلیل اُس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہت نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہو ہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے، تو اُس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے، ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات مُونھ سے نکالے، سبحان اللہ جس ردالمحتار سے سند لائے اُسی میں وہیں اُسی بیان میں اُسی صفحہ میں وہ صاف وروشن تصریحیں موجود، جن سے اس تفریع ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے، حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل ہضم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین ودیانت ہے، اسی پر دعوے رشد وہدایت ہے، مگر حضرات وہابیہ عادت سے مجبور ہیں، نقل عبارت میں قطع برید ان صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے یہاں تک کہ اُن[1] کے متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گڑھ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے، انتہا یہ کہ عالم وامام دل سے تراشے کہ باوجود تکرر مطالبہ تمام عالم میں اُن کے وجود کا پتا نہ

---

[1] یشیر الی ما مرعن تقویت الایمان ۱۲ س رحمہ اللہ [2] بھلا یہ تو اُن کے اگلوں کے کرتک تھے یہ پچھلی سنگت اُن پر بھی نوق لے گئی حال میں دیوبندی مُلّاؤں نے ایک کتاب لعنت نصاب نجس خراب خلف رشید مسیلمہ کتاب مسماۃ سیف النقی چھاپی جس میں کمال بے حیائی کا پارا پہلے نمبر سے بھی اونچا گزرا یعنے کتابیں کی کتابیں اعلیحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ کے اقدس حضرت والد ماجد وجد امجد وپیرومرشد وخود حضور پرنور سے نا (باقی ص ۹۴ پر)

دے سکے، فقیر کے بعض احباب سلمہم اللہ تعالٰی نے رسالہ سیف المصطفٰے علی ادیان الافترا اسی باب میں لکھا اور اس میں ان حضرات کے عمائد واکابر کی ڈیڑھ سے زیادہ ایسی ہی عیاریوں بددیانتیوں کا ثبوت دیا، واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا لم تستحی فاصنع ماشئت ع بے حیا باش و آنچہ خواہی کن ٭ حجت سادسہ۔ اقول امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید ماتقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ منجز ایعادہ کما

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ وعنہم کے اسمائے طیبہ سے گڑھ لیں کہ آپ تو یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد وجد امجد پیر و مرشد غوث اعظم اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحات پر یہ یہ عبارات تحریر فرماتے ہیں حالانکہ جہان میں نہ اُن کتابوں کا پتا، نہ اُن مطابع میں طبع کا نشان نہ ان صفحات کا وجود نہ اُن عبارات کا نام اول سے آخر تک محض ملعون گڑھت ابلیسی بناوٹ اور یہ وہ شرک چھاپی اور دیوبند کے مدرسہ سے شائع ہوتی رہی دیوبندی فاضلوں نے اس پر افتخار کئے اس سے استناد کئے اُس پر اعتماد کئے اور جھوٹا نام لینے کے لئے موتھ سے مسلمانی نہیں چھوڑتے، لطیفہ تر یہ کہ اُسی ابلیسی کتاب لعنت مآب میں اعلیحضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام سے ایک فتوے گڑھا اور اُس میں حضرت قدس سرہٗ کی مہر دہ تراشی جو ہرگز مہر شریف نہ تھی اور اُس میں سنہ ۱۳۰۱ لکھے حالانکہ حضرت اقدس کا وصال شریف سنہ ۱۲۹۷ھ میں ہوا یعنی انتقال کے چار سال بعد مہر کندہ ہوئی اور حضرت اقدس نے فتوے تحریر فرمایا، مسلمانو! بلِلّٰہ انصاف سے کہنا کسی بے حیا سے بے حیا ملعون کھلے کافر نے بھی خصم کے مقابل ایسے لچھن دکھائے ہیں ان اعجوبہ روزگار وقائع کا حال العذاب البئیس علے اخس حلائل ابلیس و رماح القہار علے کفر الکفار و ابحاث اخیرہ و رشحہ اخیرہ وغیرہا متعدد رسائل میں شائع کر دیا گیا اور اُس روز سے ایسی دھوتی دھائی حیا دار سورتوں کے موتھ گنا چھوڑ دیا، جس پر انہیں ناچنے کا موقع ملا کہ اب تو دیوبندی دو ورقیوں کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ اور یہ نہ دیکھا کہ کسی عاقل کے نزدیک

اُن کی دو ورقیاں تھوکنے کے قابل بھی نہ رہیں، بلکہ اُن پر پیشاب کرنا پیشاب

کو اور ناپاک و خراب کرنا ہے۔ الٰہی ابلیس و اولاد ابلیس سے

تیری پناہ، آمین

۱۲ س رحمہ اللہ

ہو منجز وعدہ قال ابو عمرو انک رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الایعاد کرما والمعتزلۃ حکوا ان ابا عمرو بن العلاء لما قال ہذا الکلام قال لہ عمرو بن عبید یا ابا عمرو فہل یسمی اللہ مکذب نفسہ قال لا قال فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء وعندی انہ کان لابی عمرو ان یجیب عن ہذا السؤال ان ہذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتاً جزماً من غیر شرط وعندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی کلام اللہ تعالٰی اھ ملخصاً یعنی امام ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالٰے نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بے شک پورا فرمائے گا امام نے فرمایا تو عجمی ہے میں نہیں کہتا کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے، عرب وعدہ سے رجوع کو نالائقی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرایئے گا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے۔ اب امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا شرط ہو، اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں، تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں سے لازم آیا ٭ اب عاقل بنظر انصاف غور کرے اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی، تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنے؟ انہیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف مانتا ہوں تو امکانِ کذب میرا عین مذہب اور بر تقدیر کذب معتزلہ علمائے اہل سنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گڑھی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے، مجوزین خلف تو امکانِ کذب مانتے ہی ہیں۔ پھر امام اس الزام پر کیوں بند ہو جاتے ثانیاً آگے چل کر امام رازی امام ابن العلا کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ جب وعیدیں مقید ہوں گی، تو امکانِ کذب کدھر جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مہتدی در شید نے علمائے کرام پر جیسا طوفان باندھا۔ حجت سابعہ۔ اقول آپ کی

یہی رد المحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کر کے ائمہ دین پر پوری تہمت کر دی، اس مبحث میں حلیۂ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے، شروع عبارت یوں ہے وافقه علی الاول صاحب الحلیۃ المحقق ابن امیر الحاج وخالفه فی الثانی وحقق بانه مبنی علی مسئلۃ شھیرۃ وھی انه ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر مافی المواقف الخ اور ختم یوں ھذا خلاصۃ ماطال به فی الحلیۃ اور یہ صاحب حلیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی رد المحتار میں اُن سے منقول الاشبه ترجح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علام قائل جواز خود آپ کی اُس تفریع شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحاشی فرماتے ہیں، اسی حلیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا وحاش لله ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لایقع عذاب من اراد الله الاخبار بعذابه فانه محال علی الله تعالیٰ قطعاً کما ان عدم وقوع نعیم من اراد الله الاخبار عنه بالنعیم محال علیه قطعاً کیف لا وقد قال تعالیٰ ومن اصدق من الله قیلاً ومن اصدق من الله حدیثاً وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لامبدل لکلمته ج یعنی حاش للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اُس کا عذاب واقع نہ ہو، یہ اللہ تعالےٰ پر قطعاً محال ہے، جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اُس نے جسم کی نعیم کی خبر دینی چاہی اُس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکہ اُس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے، اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اُس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں + کیوں ایمان سے کہنا، یہ وہی علماء ہیں جن پر تم امکانِ کذب ماننے کا بہتان کرتے ہو، اللہ حیا دے۔ **حجت ثامنہ، بقطع عرق ضلالت ضامنہ**

اقول وباللہ التوفیق وبه الوصول الیٰ ذری التحقیق علمائے مجوزین کے طرق استدلال ومناظر وجدال شاہد عدل ہیں کہ اُن کے نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے تلازم کلی ہے، ثبوت سنئے قریب گزرا کہ انہوں نے اپنے دعوے پر آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذلك لمن یشآء سے استدلال کیا اور حلیہ پھر رد المحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑہ نقل کر لائے، اس دلیل کو انص واظہر دلائل

ف: [illegible]

ف: تکفیری دیوبندی نے اکابر دین کو کفر صریح کا قائل بنا دیا۔

مجوزین کہا، اور پُر ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے، اسی کو اُنہوں نے جواز خلف پر دلیل ٹھہرایا، تو اُن کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہوسکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات وعید سے تمسک کیا، اس پر اُن علمائے جواب دیا کہ خلف جائز ہے، تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا رد مانا اور زنہار جواز عم امتناع اخص کا نافی نہیں ہوسکتا، تو اُن کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تباین وہ بالبداہۃ اور خود اسی رد واثبات سے بیّن البطلان پس تساوی متعین اور مراد متبیّن یعنی ظاہر ہوگیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول وتکذیب خبر کہ عفو سے عموم وخصوص دونوں رکھتی ہے۔ مثلاً درگزر بربنائے تخصیص نصوص وتقیید وعید واقع ہوتی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید تھی، ور ایقاع کے وقت اُس میں کمی کی، تو عفو مفقود اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل کیجئے، تو عام مطلقاً سہی، بہر حال خلف کہ اُس کا مساوی ہے، کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہ، اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم کو امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد لله علی اتمام الحجۃ وایضاح المحجۃ **حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قارعہ بازعۃ التہین دامغۃ الکذابین،** **اقول** وباللہ التوفیق۔ **ایھا المسلمون** ذرا قلب حاضر درکار اس مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے کذب باری عزوجل کا صرف امکان عقلی ہی ائمۂ دین کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ معاذ اللہ انہیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر بحمد اللہ اُن کا دامن سُنّت سامن تو کفر وضلالت کے ناپاک دھبوں سے پاک ومنزہ اگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں، یوں نہ مانیں، تو مفصل جانیں۔ اصل امر یہ ہے کہ خلف بایں معنے کہ متکلم ایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی، اُس کے خلاف عمل میں لائے، بلاشبہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس معنے پر خلف کو ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ مانیئے بعینہٖ وہی حکم کذب کے ثابت ہوگا کہ یہ جانب وجود ہے، اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے

---

[1] المغفرۃ وتارۃ ستر الذنوب بالکلیۃ اھ حلیه ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اُس کے محال و ناممکن، تو لاجرم اُس کا امکان اُس کے جواز اور
اُس کا وجود اس کے وقوع اور اُس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی
جہالت وضلالت سے کلام علماء میں خلف کے یہی معنے سمجھے کہ باری تعالٰے عیاذاً باللہ بات کہہ
کر پلٹ جائے، خبر دے کر غلط کر دے لہٰذا جوازِ خلف پر امکانِ کذب کو متفرع کیا، حالانکہ حاشا
للہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحۃً اس معنے مردود مخترع عنود کا ردّ بلیغ فرماتے
اور جوازِ خلف کو تخصیص نصوص وتقیید وعید وغیرہما ایسے امور پر بنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ
معاذ اللہ کہہ کر پلٹنا، نہ بات کا بدلنا، اس امر پہ دلائل قاہرہ وتصریحات باہرہ سُن ہی چکے، مگر
ان حضرات کو یہ مسلم نہیں خواہی نخواہی خلف کو اُسی معنے پر ڈھلتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ
اُس کے جواز سے امکانِ کذب کی راہ نکالیں، بہت اچھا اگر یہی معنے مراد ہوں، تو اب نظر کیجئے کہ
جوازِ خلف کے کیا معنے ہیں، اور وہ اپنے کس معنے پر ائمہ میں مختلف فیہ، حاشا جواز صرف بمعنی
امکانِ عقلی محل خلاف نہیں، بلکہ قطعاً[1] جوازِ شرعی وامکانِ وقوعی میں نزاع ہے جس کے بعد

---

[1] **اقول** ھل عسیت ان تتفطن مما القینا ونلقی علیک من الابحاث ونقلنا وننقل لک من کلمات العلماء ان الکلام فی مطلق الخلف فی حق العصاۃ لا الخلف المطلق فیہم ولا الخلف فی الکفار لوفاق اھل السنۃ الوعیدیۃ علی استحالتہ شرعاً اما الثانی فظاھر واضح وقد نص علیہ القرأن العزیز واجمعت علیہ الامۃ جمیعاً واما الاول فنقل علیہ ایضاً غیر واحد الاجماع وھو الصواب من حیث النظر وان نقل العلامۃ فی حاشیۃ العلائی خلافہ ففی ھذین ان کان الخلاف فلا یکون الا فی الامکان العقلی ولذا حمل علیہ العلامۃ ش بید انی لا اعلم خلافا بین اھل السنۃ فی جواز الاول عقلاً والثانی وان وقع فیہ خلاف ولکن المحققین ھٰھنا علی الجواز ولم یخالف فیہ الا اقل قلیل کما سیاتی فالذی وقع عن العلامۃ ش اشتباہ یجب التنبہ لہ وقد اوضحناہ علی ھامشہ ولولا ان عرضنا فی المقام لا یتعلق بنقد ذٰلک لاتینا بالتحقیق فیما ھنالک ثم من البدیہی ان امکان عدم التعذیب عقلاً مع استحالتہ شرعاً ادخل فی الرد علی ھٰؤلاء الجھلۃ کما لا یخفی علی عاقل فضلاً (باقی صفحہ ۹۹)

امتناع بالغیر بھی نہیں رہتا، دلائل سُنیئے اوّلاً اہلِ سُنّت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت
عاصیانِ کبائر کردگان وبے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی
کہ اللہ تعالٰے اُن سے مواخذہ نہ فرمائے، مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا، اہلِ سُنّت بالاجماع
شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقۂ وعیدیہ سمعاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، اُنھوں نے
آیات وعید سے استناد کیا، اُس کے جواب میں جوازِ خلف کا مسئلہ پیش ہوا، یعنی اے معتزلہ!
تمہارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوع وعید شرعاً واجب مانیں، وہ خود ہمارے نزدیک جائز
الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا، اور شرعاً وجوب عذاب کو تمہارا دعوٰے تھا ثابت نہ ہوا
امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق
الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالٰی عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقاً وعن الکبائر بعد
التوبۃ ولا یعفو عن الکفر قطعاً واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ
الاصحاب بل اثبتوہ خلافا للمعتزلۃ تمسک القائلون بجواز العفو عقلا وامتناعہ
سمعاً وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الواردۃ فی وعید
الفساق واصحاب الکبائر واجیب بانہم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول
الجنۃ علی ما مر والخلف فی الوعد لؤم لا یلیق بالکریم وفاقا بخلاف الخلف فی الوعید

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۹۸) عن فاضل وسنلقی علیک تحقیقہ فیما سیأتی فی رد الوہابیۃ الدیوبندیۃ فانتظر واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ، ع قولہ فالذی وقع حیث نقل النزاع المشہور وکون المحققین علی المنع فی کلامہ علی ھٰذین الخلفین وزعم تبعاً للحلیۃ ان الاشبہ ترجح جواز الاول عقلاً فاوھم ان جوازہ العقلی مختلف فیہ واوھم ایھاماً اشد واعظم ان المحققین علی انکارہ وان کان الاشبہ عندہ ترجح الجواز مع انا لا نعلم فیہ نزاعاً اصلا ولا نظنہ محل نزاع وان کان فلا شک ان عامۃ الائمۃ علی جوازہ ثم اوھم بل صرح اٰخراً ان الصحیح عند المحققین منع الثانی عقلاً مع ان الامر بالعکس فالحق ان محل النزاع المشہور ھو الجواز الشرعی وکلامہم انما ھو فی مطلق الخلف وتحقیق الحق فی محصلہ ما سنلقی علیک واللہ الھادی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

فانہ رحیم بعد کرما اھ ملتقطا دیکھو علماء اس جواز خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں، اور وجوب شرعی کا مقال نہیں، مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور ان کی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کب کہتے تھے کہ واجب عقلی ہے، جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو۔ تو ثابت ہوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں۔ ثانیاً محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے آیۂ کریمہ مایبدل القول لدی سے استدلال کرتے ہیں کما فی شرح عقائد النسفی وشرح الفقہ الاکبر وغیرھما اور ہر ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علما جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافہمی پر مبنی ہوگی وہ نہ کہیں گے کہ اس سے صرف استحالہ شرعی ثابت ہوا، وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں ثالثاً واحدی نے بسیط میں آیۂ کریمہ انک لاتخلف المیعاد سے صرف وعدہ مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو خلف جائز ہے، تفسیر کبیر میں فرمایا احتج الجبائی بھذہ الایۃ علی القطع بوعید الفساق ثم ذکر احتجاجہ والاجوبۃ عنہ الی ان قال، وذکر الواحد فی البسیط طریقۃ اخری فقال لم لایجوز ان یحمل ھذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند العرب الخ ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی انہیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔ رابعاً قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار۔ عبارت حلیہ الاشبۃ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار۔ ابھی بحوالہ رد المحتار گزری مگر میں اس کی جگہ اور تجھے پیش کروں۔ مختصر العقائد میں ہے الملک للہ والناس عبیدہ وله ان یفعل بھم مایرید ولکن وعد ان لایعذب احداً بغیر ذنب وان لایخلد المومن المذنب فی النار ویستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعد ان یعذب المومن المذنب زمانا الکافر مؤبدا ولکن قد یعفو عن المومن المذنب ولایعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیترک الوعید اما فی حق الکفار فلا یکون العفو ان کان تکرما وتفضلا قال اللہ تعالیٰ ولو

شئنا لاتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی الایۃ اخبر انہ لایفعل مع الکفار الا بطریق العدل۔ روح البیان میں ہے اللہ تعالیٰ لایغفر ان یشرک بہ فینجز وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر مادون ذالک لمن یشآء فیجوزون یخلف وعیدہ فی حق المومنین سبحان اللہ اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وہ تو باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہل سنت حق کفار میں بھی حاصل وھو التحقیق۔ یفعل اللہ مایشآء ویحکم مایرید۔ شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لایعفو عن الکفر قطعاً و ان جاز عقلاً ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضاً لانہ مخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من احسن غایۃ الاحسان ومن اساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاھر اھ ملخصاً اسی میں ہے شرذمۃ لایجوزون العفو عنھم فی الحکمۃ لاجرم بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین جواز، جواز شرعی لیتے اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے، اب تم نے خلف کے وہ معنے لئے جو ایک قسم کذب ہے، تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب الٰہی نہ صرف عقلاً بلکہ شرعاً بھی جائز ہو، جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں، یہ صریح کفر ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ بنبوۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوابہ ادعی فی ذالک المصلحۃ بزعمہ ام لم یدعھا فھو کافر باجماع جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے۔ سبحٰن اللہ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا جناب باری عزوجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا؟ اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت و وقاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی، اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمہ دین میں نزاع ٹھہرادی۔ سبحٰن اللہ یہ فہم و فقاہت، یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ع آدمیان گم شدند ملک خدا گرفت۔ ذرا یہ مقام یاد رکھئے کہ آپ کو خاتمہ میں اس سے کام پڑنا ہے واللہ

المستعان علی ما تصفون : ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ **حجت عاشرہ ظاہرہ**
باہرہ زاہرہ قاہرہ ۔ اَمُرواھی من قرینتھا الاولٰے ۔ اقول و باللہ التوفیق
ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کر رہے ہیں مگر عقل صافی و نظر وافی نصیب
ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز کہتے ہیں ، اُس معنے پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع
مانتے ہیں ، تو تمہارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ ائمہ دین کذب الٰہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل
جانتے ہیں ، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا ، دلائل لیجئے **اولاً** ہم ثابت کر آئے کہ خلف وعفو
اُن کے نزدیک متساوی ہیں ۔ اور ایک مساوی کا وقوع ، وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم ، خواہ
تساوی فی التحقیق ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود ، اور ثانی اس سے بھی
زیادہ ادخل فی المقصود فان الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق مع شئ زائد لیکن
عفو بالیقین واقع ، ابھی شرح مقاصد سے گزرا جوزہ الاصحاب بل اثبتوہ تو ثابت ہوا ، کہ
وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع ، اب تم خلف کو اس معنے ناپاک پر حمل کرتے ہو ، تو
معاذ اللہ کذب الٰہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا صدق اللہ تعالٰی فانہا لا
تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور : بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں
وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ، والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالٰی **ثانیاً** تعیین تساوی
سے قطع نظر بھی کیجئے ، تاہم آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلک سے اُن کا استدلال دلیل قاطع ، کہ
خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا ، بہر حال وقوع مغفرت وقوع
خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا
اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں ۔ **ثالثاً** مختصر العقائد کی عبارت گزرے کچھ دیر نہ ہوئی ،
جس میں خلف وعد کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا یجوز ان یترک
الوعید نہ کہا بلکہ صاف صاف یترک الوعید مرقوم کیا ، پھر ثبوت مدعا میں کیا کلام رہا ۔ **رابعاً**
اُن دلائل قاطعۂ عقلیہ کے بعد تمہاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع و دافع شغب یہ ہے ، کہ امام محمد محمد
محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالٰے اسی حلیہ میں جو اسی رد المحتار کی جس سے آپ ناقل اس مقام
میں ماخذ ہے صاف بتا دیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے ۔ اب آپ ہی بولئے ، آپ کے

مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں ، اگر ہے تو وہی خلف ہے ۔ اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے
تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں ، حلیہ کی وہ عبارت یہ ہے الدعاء المذکور یستلزم
انہ یجوز الخلف فی الوعید وظاہر المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلۃ بہ لانہ
لا یعد نقصا بل جوداً وکرماً ولہٰذا امدح بہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ
رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ٭ والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو صراحۃً مدح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا ۔ اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری
الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا کو اسی باب سے ٹھہرایا ، اب بھی وضوح حق میں
کچھ باقی رہا ۔ یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع و وجود کذب الٰہی کو ائمہ اہل سنت کا
مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع وارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذلک یطبع اللہ
علی کل قلب متکبر جبار : ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار ، بالجملہ بحمد اللہ بحجج
قاہرہ دینیات باہرہ شمس و امس سے زیادہ روشن و اہین ہوگیا کہ علماء جس معنے پر خلف جائز
مانتے ہیں حاشا للہ اُسے امکان کذب سے اصلا علاقہ نہیں ، اُن کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع
وعید بوجہ تجاوز و کرم ہے ، کہ عین عفو یا عفو کا مساوی و لازم ، اور یہ معنے نہ صرف جائز بلکہ باجماع
اہل سنت بلا شبہ واقع ، رہا خلف بمعنے تبدیل قول و تکذیب خبر ، جس کے جواز پر امکان کذب
متفرع ہو سکے ، ہرگز اُن علماء کی مراد نہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں ، بلکہ وہ بالاتفاق
یک زبان و یک دل اس سے تبری و تحاشی کامل کرتے ، اور کذب الٰہی کے استحالۂ قطعی و
امتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں ، اول سے آخر تک اُن کے تمام کلمات و محاورات و وجوہ
مناظرہ و طرق ردّ و اثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل و ناطق فصل کما قد ظہر
علی کل ذی عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف
کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بے باک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق
تک خبر آئی ، یونہیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء
قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی ، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی ، جس پر ان حضرت

نے تفریع کی ٹھہرائی، اس پر وہ شدید وعظیم نکیر فرمائی، کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی۔ اسی تفسیر میں فرماتے ہیں الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالٰی وھذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القراٰن وکل الشریعۃ اھ ملخصاً یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالٰی پر جائز رکھا جائے، تو بے شک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ وال کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں، کہ باری تعالٰی کذب سے منزہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا، بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم و دیانت و رشد و مشیخت اغوائے عوام و تلبیس مرام کو یوں دیدہ و دانستہ کور سقری بن جاتے اور خوف خالق و شرم خلائق سب کو یک دست سلام کر کے ائمہ دین پر یوں کھلے بہتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں ؎

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا ﴿ خیرہ ام در چشم بندے خدا

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ﴿ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بس زیادہ کیا کہوں سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین۔ **تنبیہ نبیہ** الحمد للہ تحقیق قدوۃ علیا کو پہنچی، اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا، کہ جب خلف بمعنے تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنے مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع، تو علمائے مجوزین و محققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق علی الخبیر سقطت ہاں منشاء نزاع اس اطلاق خُلف کی تجویز ہے مجوزین نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب و منقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو و کرم پر دلیل ہوتا اور محل مدح و ستائش میں بولا جاتا ہے، ولہذا جا بجا عرت عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں قال قائلھم ؎

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ ﴿ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

وقال اٰخر ؎

اذا وعد السراء انجز وعدہ ﴿ وان اوعد الضراء فالعفو مانعہ

بنابر ان خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنے محال یعنی تبدیل مقال کو موہم اور یہاں ایہام محال بھی منع میں کافی کما نصوا علیہ فی مسئلۃ معتقد العز اور اس کے ساتھ وقوع تمدح صرف مخلوق میں ہے، خالق عزوجل کا ان پر قیاس صحیح نہیں، لاجرم اس تجویز سے تحاشی کی **خلاصہ** یہ کہ آیات وعید میں بنظر ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے۔ اگرچہ بنظر تخصیص و تقیید حقیقت خلف سے قطعاً منزہ، مجوزین اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر کرتے اور اسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے، اور محققین منع فرماتے ہیں، کہ موہم نقص و قدح ہے، ورنہ اگر خیال معنے کیجئے تو بلاشبہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً بالاجماع جائز و واقع، ولہذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں مسئلۂ خلف کو اہل سنت کا اتفاقی قرار دیا، اور اس میں خلاف صرف معتزلہ کی طرف نسبت کیا حیث قال الوعید لا یجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولھم بانہ یجب علی اللہ تعالٰی تعذیب العاصی پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا یہی نظر معنی ہے کہ معنی مقصود مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے، اہل سُنّت میں کوئی اس کا منکر نہیں، جس طرح معنے کذب و تبدیل کے بطلان و امتناع پر اہل سُنّت بلکہ اہل اسلام بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے، جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم و ظاہر نہیں یہ ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق و تقریر رشیق و الحمد للہ ولی التوفیق علی الھمام التحقیق والارشاد الطریق امام محقق مدقق علامہ حلبی نے اسی حلیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب و تبدیل سے وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ میں گزری، پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد کی المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب مسئلہ جواز خلف میں وعید سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے، یعنی انہا الفاظ وعید پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے، کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے، پھر جبکہ بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی، حالانکہ وہ عموم صرف

صوری تھا، نہ حقیقی، کہ حقیقت میں عمومات وعید آیات مشیت سے مکتسب تقیید جن
کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہو گی، بس اس قدر محصل خلف ہے جسے معاذاللہ
کذب وتبدیل سے کچھ علاقہ نہیں، پھر اس مراد ومقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں ثم
حیث کان المراد ھٰذا فالوجہ ترک اطلاق جواز الخلف فی الوعد والوعید دفعًا
لایھام ان یکون المراد منہ ھٰذ المحال یعنی جب معلوم ہو لیا کہ جواز خلف سے صرف اس قدر
مراد ہے نہ وہ کہ معاذاللہ امکانِ کذب کو راہ دے کہ کذب وتبدیل تو یقینًا اللہ تعالیٰ پر مستحیل
تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اُس معنے
محال کا وہم نہ گذرے ۔ واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا، آخر دیکھئے نہ کہ اس چودھویں صدی
میں جہال سفہا کو وہ وہم آڑے ہی آیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ ۔ پھر فرماتے ہیں دانما دافقنا
ھم علے الاطلاق لشھرۃ المسئلۃ بینھم بھٰذہ الترجمۃ ونستغفر اللہ العظیم من
کل مالیس فیہ رضاہ ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس
پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ اُن میں اسی نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم عزوجل سے مغفرت
چاہتے ہیں ہر اُس بات کی جو اُسے پسندیدہ نہیں ۔ سفیہ جاہل دیکھے کہ اُس کے امکانِ
کذب کے شوشے کدھر گئے قل جاء الحق وزھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقًا
فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے بتوفیق المولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح
عقائد و شرح مقاصد و شرح مواقف پر ذکر کی، اگر مخافت تطویل نہ ہوتی اُن نفائس جلیلہ
کو زیور گوش سامعین کرتا وفیما ذکرنا کفایۃ والحمد للہ ولی الھدایۃ غرض اس مقدار
سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود اُن کے مقتضائے کلام ومقال وتمسک واستدلال
سے جدا پڑنا اور توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ کرنا اور اُن کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا
اور اُن مہالک شنیعہ وقبائح فظیعہ کا اُن کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ بتصریح
صریح تبری کرتے ہیں، اور واقعی بحمداللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ
اصول مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عندالتحقیق
اُس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے، پھر ایک فریق کے

فائدہ جلیلہ: مسائل اصول میں اختلافات اکثر نزاع لفظی وغیرہ امور سہلہ کی طرف راجع ہوتے ہیں، الزامات متنازعہ کو حقیقت خیال کرنا جہالت ہے

دوسرے پر الزامات حقیقۃً اپنے معنے مراد پر الزام ہیں، جس سے دوسرے کا ذہن خالی، نہ
اُس کی مراد سے انہیں تعلق، نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کر سکتا ہے، کہ وہ امر جس کا الزام
دیا گیا، فریقین میں مختلف فیہ ہے، بلکہ یہ تو عامۂ نزاعات حقیقیہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا، چہ
جائے صوریہ ولفظیہ الزام اُسی امر سے دیتے ہیں، جس کا بطلان متفق علیہ ہو، مختلف فیہ
سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی چہ خصوصًا جبکہ ایک امر میں اختلاف دوسرے میں تنازع کی فرع
ہو کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام مصادرہ علے المطلوب ہے۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل کہ
طرف مقابل سخت ابلہ وجاہل، خیر بات دور پہنچی نظائر لیجیے مثلاً ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق
امام عارف باللہ حارث محاسبی وجعفر بن حرب وعبداللہ بن کلاب وامام المتکلمین عبدالعزیز
مکی وائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف امام ہمام ابوالحسن اشعری قدس سرہٗ مائل، بلکہ
اسی پر امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نص شریف دلیل کامل اور امام
عمادالسنہ احمد بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول ثانی منقول، اور یہی ائمہ بخارا ومن افقھم
کے نزدیک مختار ومنصور ومعتمد ومقبول، اس پر ائمہ سمرقند وبخارا میں نزاع کو جو طول ہوا مخفی نہیں
انہوں نے اُن پر مخلوقیت قرآن کا الزام رکھا، انہوں نے ان پر نامخلوقیت افعال عباد کا طعن
کیا اور حقیقت دیکھیے تو بات کچھ بھی نہیں، اپنی اپنی مراد پر دونوں سچ فرماتے ہیں، ایمان مخلوق
بے شک مخلوق، کہ مخارق وصفات مخلوق سب مخلوق، اور ایمان کہ صفت خالق عزوجل ہے
جس پر اسمائے حسنیٰ سے اسم پاک مؤمن دلیل یعنی اُس ملک جلیل جل جلالہ کا ازل میں اپنے
کلام کی تصدیق فرمانا، وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق وصفاتِ خالق مخلوقیت سے منزہ ھکذا
قررہ الفاضل العلامۃ کمال الدین ابی شریف القدسی فی المسامرۃ شرح المسایرۃ
اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق
یا بعض افعال مخلوق کا نامخلوق ہونا ائمہ اہل سنت میں مختلف فیہ ہے حاشا وکلا ۔ یونہی
مسئلۂ زیادت ونقصان ایمان کہ قدیم سے مختلف فیہا، امام رازی وغیرہ بہت محققین
اسے بھی نزاع لفظی پر اُتارتے ہیں، منح الروض میں ہے ذھب الامام الرازی وکثیر
من المتکلمین الی ان ھذا الخلاف لفظی راجع الی تفسیر الایمان پھر کہا ھٰذا

هو التحقیق الذی یجب ان یعول علیه اسی طرح اور مسائل پایئے گا، اگر اس پر حمل کیجئے جب تو امر نہایت ایسر، مجوزین بمعنے مساوی عفو لیتے ہیں اور مانعین بمعنے تبدیل. قول دونوں سچ کہتے ہیں، اور دونوں اجماعی باتیں، مگر فقیر نے بحمداللہ جو تنقیح مناط کردی، اُس پر نزاع بھی معنوی رہی، اور قول مانعین کا محقق و راجح ہونا بھی کھل گیا، اور جہالت جاہلین کا علاج بھی بحمداللہ بروجہ کافی ہولیا ذٰلك من فضل الله علینا و علی الناس ولٰکن اکثر الناس لا یشکرون: اللّٰھم لك الشکر الابدی والمن السرمدی والحمد لله رب العٰلمین ہ تسجیل جلیل وتکمیل جمیل. **اقول** وبالله التوفیق مدعی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابل رحم. غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل و دیانت کو پان رخصت دیا، اپنے رب کو جیسے بنے لائق کذب کردینے کا ذمہ لیا، ائمہ امت و سادات ملت پر کھلی آنکھوں جیتا بہتان کیا، غرض لاکھ جتن کر چھوڑے مگر کال نہ کٹا، یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت مٹنا تھا نہ مٹا. آپ کو یاد ہو، کہ اصل بات کاہے پر چھڑی تھی، ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالٰے حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے. اور ختم نبوت ناقابل شرکت تو امکان مثل مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی ؎

منزہ عن شریك فی محاسنه ﷻ فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

اس پر اس سفیہ نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال نہیں ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہو جائے، اور اس پر جو ہذیانات بکے اُن کی خدمت گذاری تو آپ سن ہی چکے. اب یہ حضرت اُس کی حمایت میں خلف وعید کا مسئلہ پیش کرتے ہیں یعنی اُن کے امام نے نئی نہ کہی بلکہ اُس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہے اے سبحان اللہ ؎

امامے چنیں مقتدیے چناں ﷻ جہاں چوں نہ بیند بدیے چناں

اے حضرت سب کچھ جانے دیجئے، مگر یہ آیۂ کریمہ ولٰکن رسول الله وخاتم النبیین بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز خلف پر متفرع کیجئے گا یہ تو وعدہ ہے، یعنی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمہیں اس فضل جلیل سے مشرف کیا

تمہاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا، تم ناسخ ادیان ہوئے، تمہارے دین متین کا ناسخ کوئی نہ آئے گا، تم سب سے بلند و برتر رہے، تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا. اس میں خلف تو ہر طرح بالاجماع محال ہے. پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا، اور مخالفت اجماع مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا؟ ہاں یہ اُس کی اور ساتھ لگے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہے کام ہوجانا قسمت کا بدا کہ دین و دیانت سے یوں کٹی چھنی، اور امام بے چارے کی بات بھی نہ بنی، نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم! حبك الشیٔ یعمی ویصم ؎

ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے
بہک گئے دین حق کا رستہ نہ اُس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم ﷻ سیهدیهم طریق الهالکینا

الحمدللہ یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً **اکیس دلائل قاہرہ** ہیں کہ حجت رابعہ میں وجہ ۲ و وجہ ۳. حجت سادسہ میں ثالثاً، حجت تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً ثالثاً رابعاً بالجملہ کے بعد عبارت امام رازی تنبیہ نبیہ میں کلام امام حلبی پہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انہیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھئے تو **بائیسواں تازیانہ** یہ تسجیل جلیل کا ہوا، اوپر کے سو ملا کر **ایک سو بائیس کوڑے** انہیں جمع رکھیئے اور آگے چلئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری. اب وقت وہ آیا کہ اُدھر عطف عنان کردن اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم رکھوں والله الهادی وولی الایادی والصلاة علی حبیبه سراج النادی ہ

خاتمہ، تحقیق حکم قائل میں

اقول وبالله التوفیق اللّٰھم اغفر لنا الضلال والکفر۔ اجان برادر یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا، اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ یہ پوچھ کہ ان امام و ماموم پر ایک جماعت ائمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ!

یوں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا ہیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہوجائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلٰے مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہ علما کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور اُن کے اقوال باطلہ کی شناعت لائلہ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو کس نیند سورہی ہو گلا دُور پہنچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے کہ ذرا جھٹ پٹا ہو اور اپنا کام کرے جو پاؤں میں تمہاری بے جاہٹ کے باعث اختلاف پڑچکا ہے بہت حکم لگا چکے، کہ یہ بکریاں ہمارے گلّے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہوکر اپنے خاص گلّے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے تم چوپاں سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیابٌ فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلّے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیئے نے جب سے اُسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے

لے ابھی تک کی قید بحمداللہ تعالٰے کس قدر مفید وبامعنے واقع ہوئی، ان مدعی جدید یعنی جناب مولوی گنگوہی و مُلّا انبیٹھی صاحبان مع ذریات کے وہ اقوال ظاہر ہوئے کہ جناب اسمٰعیل دہلوی کو بھی ان کے آگے کفریات بکنے کا موقع نہ رہا، اُس پر تو کفر لازم ہی ہوا تھا ان صاحبوں نے دل کھول کر مونھ بھر کر وہ صریح یقینی قطعی کفر بکے جن پر تمام اکابر علمائے حرمین شریفین نے فتوے دیا کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، اس کا بیان کتاب مبارک حسام الحرمین وکتاب مبارک تمہید ایمان بآیات قرآن میں مع مواہیر علمائے حرمین شریفین ملاحظہ ہو، ان دونوں کتابوں کا مجموعہ قدری کتب خانہ لاہور سے طلب فرمائیے ۰ ۱۲ اعجاز الرضوی مصحح

عہ یعنی امام الوہابیہ ۱۲ عہ یعنی شیطان ۱۲

کی ٹٹی بنالیا، اب وہ بھی اسکے دُھکتے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کرے جاتا ہے، للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو، ان گرگ وناشب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلّے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو، اور مرغزار جنت میں بے خوف چرو، اے رب میرے ہدایت فرما آمین **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العٰلمین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے، اور ان سب میں اُن کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ادامہ اللہ لنا حتّٰی نلقاہ بہ یوم القیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام اٰمین اور معاذ اللہ اُن میں کسی بات کا جھٹلانا اور اُس میں ادنٰے شک لانا کفر عاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم وبرحم عجزنا وضعفنا بلطفہ الفخیم انہ ھو الغفور الرحیم اٰمین اٰمین الٰہ الحق اٰمین پھر یہ انکار جس سے خدا بچائے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے، لزومی و التزامی! التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحاً خلاف کرے، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوے کرے کفر التزامی کے یہی معنے نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو، جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اُس کے یہ معنے کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اُس نے دعوے کیا، وہ بعینہٖ کفر ومخالف ضروریات دین ہو، جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک وجن وشیطان وآسمان ونار وجنان ومعجزات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والسلام سے اُن معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ وتوہمات عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انہیں کفر سے بچائیں گے، نہ محبت اسلام وہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلہم اللہ انّٰی یؤفکون ۰ اور لزومی یہ کہ جو بات اُس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتتمیم تقریبات کرتے لے چلئے، تو انجام کار اُس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض

کفر لزومی والتزامی کا فرق

کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر
المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان
اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتہً اس لازم کا اقرار نہ کیا
تھا بلکہ اُس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر
کرام علے مولٰیہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی
وفاروقی پر اُن کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں، اِس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف
ہوگئے جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکمِ کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں
بدعت وبدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العلمین امام علامہ قاضی عیاض
رحمہ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں قال بالمآل لما یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ
مذہبہ کفرہ لانہم صرحوا عندہ بما ادّی الیہ قولہم ومن لم یراخذہم بمآل
قولہم ولا الزمہم بموجب مذہبہم لم یرا کفارہم قال لانہم اذا وقعوا علیٰ ہذا
قالوا لا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا ونعتقد نحن وانتم انہ کفر بل نقول ان
قولنا لا یؤل الیہ علے ما اصلناہ فعلی ہٰذین الماخذین اختلف الناس فی اکفار
اہل التاویل والصواب ترک اکفارہم اھ ملخصاً جب یہ امر ممہد ہو لیا تو اب ان امام و
ماموم کے کفریات لزومیہ گنیئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں، اُس نے تو صرف انہیں چند
سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اُس سے منقول ہوئیں کفر لزومی کی سات اصلیں طیار کیں، جن
میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اُس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ بفرد العیاذ
باللہ العلی الاکبر **اصل اوّل** جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذاتِ کریم کے لئے کر سکتا ہے
ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر اُسی
قدر شمار کروں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اُس کا معبود
کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے
(۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ
میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لیٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہو سکتا

ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت
کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا
خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیۂ کریمہ واللہ خلقکم وما تعملون ۝
حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا **اصل دوم**
خدا کے لئے عیوب ونقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے اُن سے قصداً بچتا ہے (ہذیان
دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صدہا درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بے باک کے
مذہب ناپاک پر ۲۰ اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ وتقدیس کہ اُن کے نزدیک ضروریات دین
سے ہیں سب باطل وبے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہمی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق
(۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا
کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ
جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مرکر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے۔
(۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا
صفات کمال کے ازلی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت
نہیں (۵۱) اُس کی الوہیت قابل زوال ان سب لزوموں کا بیان تازیانہ اوّل میں گزرا بلکہ
(۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲)
اور بے شک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام
میں ہے من نفٰی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر الخ **اصل سوم** جن باتوں کی
نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت
ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اُس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو
سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اُس کی ملک
سے خارج ہیں الی غیر ذلک من الکفریات (دیکھو تازیانہ ۵ تا ۸) **اصل چہارم**
صدق الٰہی اختیاری ہے (ھ) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق
ہے جس کے کفر پر ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اُس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی

کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذالک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا التمام گزرا **اصل پنجم** علم الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعد تازیانہ ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الٰہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر فتوائے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالیٰ ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے۔ الیٰ غیر ذالک **اصل ششم** کذب الٰہی ممکن ہے، اور ہم ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے، اور (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب نا ممکن **اصل ھفتم** (۷۴) اللہ تعالیٰ بندوں سے چھپا چھپا کر بھلا بھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کر دے تو کچھ حرج نہیں (تازیانہ ۳۱) ہیہات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر نشر حساب کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر خبر میں صاف صریح احتمال نقص باقی، تو یقین کیسا؟ تو ایمان کہاں والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ ہماری تقریرات سابقہ و تحریرات لاسفہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ پچھتّر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں، باقی کفریات تقویۃ الایمان و صراط نا مستقیم کی گنتی ہی کیا ہے، پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے۔ جو ایمان تقویت الایمان پر صراط نا مستقیم میں اہلے گہلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ و اقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ اُن کی قبر پر دیتے جایئے، تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا موٗنھ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک دھڑی دھڑی کر کے بیچا، محض بلاوجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا، یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ بچا۔ گویا حضرت کے نزدیک کفر اموبعا۔

سے تھا۔ پھر یہ خود اُس سے بچکر کہاں جاتے کہ کردہ نیافت کما تدین تدان ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را ؛ چنداں امان نداد کہ شب را سحر کند

کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۰ اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطٰن بجاہ حبیبک محمد سید الانس والجان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلےٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین ۰ ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اوپر گزرے تھے پچھتر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھیئے اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلیئے، ان میں دیوبندی[1] تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اُس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا، صرف انہیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اُس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں، تاہم معرض بیان میں سکوت ناممحمود، لہٰذا بطور اجمال تعرض مقصود **قولہ** ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے **اقول** یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز وقوعی ہوا جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً ام تقولون علے اللہ ما لا تعلمون ۰ میں داخل ہوتا ہے، وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح وانجلا جاری، جنہیں بحمد اللہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری کی

---

[1] تنبیہ ضروری۔ واقف منصب افتا جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل و ضلال کی نسبت سوال سائل ہو اُس پر اُس کلام کی شناعتوں کا اظہار قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی و جاہل ہو کہ اتمام جواب و احکام صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قائل قابل مخاطبہ ٹھہرا پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر و متبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس رد و تبلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا بستہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر موصوف ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

پوری ذمہ داری، سچا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے۔ اور
جب نہ قائم کرسکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطرداری عوام کے لئے
تھی، آخر اُس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چُھپا چُھپا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں اللّٰھم
انی اعوذبک من اضلال الشیٰطین؛ والعیاذ باللہ رب العٰلمین **قولہ** مگر بول
سکتا ہے **اقول** انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب وکفی بہ اثما مبینا **قولہ** بہشتیوں[1]
کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے **اقول** قطع نظر اس سے کہ مومن مطیع کی تعذیب
ہمارے ائمہ کرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرارھم کے نزدیک محال عقلی، مسلم الثبوت اور اُس
کی شرح فواتح الرحموت میں ہے امتناع تعذیب الطائع مذھبنا معشر الماتریدیۃ
فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالٰی عقلا اھ ملخصا اور امام نسفی وغیرہ[1] بعض
علماء نے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں صاحب العمدۃ
اختار ان العفو عن الکفر لایجوز عقلا اس قائل سے پوچھئے انبیاء و اولیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کا جنھوں نے کبھی طاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذاللہ دوزخ میں جانا
اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان
کی فکر کرے اور علما سے اپنا حکم پوچھ دیکھے، اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر ہوا، اور ممتنع بالغیر وہی
جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالہ ممکن محض ناممکن
اب وہ غیر کیا ہے یہی لزوم کذب باری عزوجل تو آپ ہی کی دلیل[2] سے ثابت ہوا کہ کذب

---

[1] طرفہ یہ کہ وہ ردالمحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ میں جہلاً متمسک اُس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح و معتمد قرار
دیا حیث قال لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلا وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد
علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا اور اسی طرف اُسکے ماخذ حلیہ کا کلام
ناظر کما لایخفی علی من طالعہ بامعان النظر واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

[2] فان قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ایضا محالا لغیرہ وذالک الغیر المستحیل بالذات شیئا اٰخر
قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ھو ذالک الغیر المحال بالذات ولاجلہ صار ملزومہ محالا بالغیر فان تشبثت
باحتمال تشبثنا باٰخر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئین لانک مستدل بھذا الدلیل علی امکان
الکذب اما مدعیا واما غاصبا فکیف یکفیک عسی ولعل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

باری محال ذاتی ہے، اے ذی ہوش ورود نص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے
کہتے ہیں کہ اُس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب الٰہی کو مستلزم. شرح عقائد میں ہے لو وقع لزم
کذب کلام اللہ تعالٰی وھو محال. شرح فقہ اکبر میں ہے قال اللہ تعالٰی لایکلف اللہ نفسا
الا وسعھا وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا من الاشاعرۃ الی
امتناعہ سمعا وان جاز عقلا ای والالزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ سبحان اللہ یہ
زعقل وفہم اور الٰہیات میں بحث کا وہم **قولہ** تو کسی کا اجارہ نہیں **اقول** یوں تو تم اپنے امام
کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالٰی اپنے آپ کو ناقص وملوث وعیبی بنالے تو کسی کا
اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کردے، تو کسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے
کہ ان محالات کے فرض پر بھی اُس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا. کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں
پھر اس نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے. تو کچھ حرج نہیں، اور
بے شک عرف میں یہ کلام اسی معنے کو مفید ہوتا ہے، تو محض غلط وباطل، اور اجماع امت و
نصوص قاطعہ کے خلاف، بے شک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچا مالک معاذاللہ
جھوٹا ٹھہرے، جس کے استحالہ پر نصوص بے شمار سُنتے آئے. اور حلیہ کا کلام تازہ گزرا اور
شرح عقائد و شرح فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی، مگر ہاں تمہارے
نزدیک اللہ عزوجل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا تمہارا امام تو صاف کہہ چکا کہ اُس
پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں، پھر انھم بر علم اللہ ایمان وحیا بخشے **قولہ**
اور یہی امکان کذب ہے" **اقول** محض[1] تمہارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم

---

[1] واقول ایضا بلکہ او جاہل اگر یہ تیری دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا معاذاللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے
کہ اُس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اُس کے علم میں بھی
ایسا ہی ہے باایں ہمہ وہ خلاف پر قادر اس تقدیر پر اُس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالٰی
عن ذالک علوا کبیرا. ہاں اے جاہل! اب تو یا تو امکان جہل بھی مان یا امکان کذب پر ان جھوٹے شوشوں
سے درگزر. اللہ تعالٰی ہدایت بخشے آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے اُس کا امکان ذاتی ، اُس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات ، لِم یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا ، نہ ذاتی ، ورنہ محال بالذات ہوتا نہ بالغیر ، یوں تو لازم کہ باری تعالےٰ وتقدس واجب الوجود نہ رہے ، یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائیں ۔ وجہ ملازمت سُنیئے : زید آج موجود ہوا ، اُس کا اس وقت وجود علم الٰہی سبحانہ وتعالےٰ میں تھا یا نہیں ، اگر نہیں تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا ، اور انتفائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائے مقتضی کو مقتضی ، تو باری عزوجل معاذ اللہ معدوم ہوا ، اور اگر تھا تو اس وقت اُس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں ، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور ہاں تو اُس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے ، عدم علم اور عدم علم عدم عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذات ممکن ، تو باری جل وجلالہ واجب الوجود نہ ہوا ۔ اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا واقعی تم بے چارے معذور ہو ، کہ حقائق علوم و دقائق فہوم میں بے چاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا ، ذرا کلمات علماء پر نظر کیجئے ، تو آپ کو اپنی دانش مندی پر یقین کامل آئے ۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ لما اوجد العالم بقدرتہ واختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ مع انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلول عن علتہ التامۃ وھو محال والحاصل ان الممکن لایلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الی ذاتہ واما بالنظر الی امر زائد علی نفسہ فلا نسلم انہ لایستلزم المحال ۔ شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان قیل ما علم اللہ او اخبر بوقوعہ یلزم من فرض وقوعہ محال وھو جھلہ او کذبہ تعالیٰ عن ذالک وکلما یلزم من فرض وقوعہ محال فھو محال ضرورۃ امتناع وجود الملزوم بدون اللازم فجوابہ منع الکبریٰ وانما تصدق لو کان لزوم المحال لذاتہ اما لو کان لعارض کالعلم او الخبر فیما نحن فیہ فلا نجواز ان یکون ھو ممکنا فی نفسہ ومنشؤ لزوم المحال ھو ذالک العارض غرض استحالہ ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کر کے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالہ لازم بالذات سے استحالۂ ملزوم بالذات کا حکم تو کیا جس کا محققین نے یوں حل کر دیا ، مگر ایسی جگہ امکان مستلزم سے امکان لازم مستحیل بالذات

کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصۂ خاصہ تھا کہ اُس کے رد میں بھی علماء کا وہ حل کافی ووافی ہُوا سبحٰن اللہ میں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں ، آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سُنیئے اسی مبحث کذب والی یکروزی میں کیا کہتا ہے ، اگر "مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل" (جسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع ومغفرت کافر فرض کیجئے) "مستلزم کذب ست پس آن مسلم ست وکسے دعوے وقوع مذکور بالفعل نہ کردہ واگر مقصود این ست کہ امکانِ وقوع مذکور مستلزم کذب نفسی ست از نصوص قرآنیہ پس آن نص را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت میکند واگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکانِ کذب ست پس ملازمت ممنوع ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقیق عدم مذکور البتہ مستلزم تحقق امکانِ صدق نص مذکور ست وزوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست واما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکانِ زوال علت نیست والا لازم آید کہ امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذاتہ باشد حاصلش آنکہ تلازم درمیان علت ومعلول در فعلیت وجود وعدم ست نہ در امکان ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ گردد چہ معلولات او ہمہ ممکنات اند" اھ ملخصاً ۔ اگر اُس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اُس نے خواہی نخواہی ذرا سی بات کو بیگھوں میں پھیلایا ہے ، تمہاری مقدس سمجھ میں نہ آئے ، تو اُسی کا دوسرا بیان مختصر سنو ۔ اسی یکروزی میں لکھتا ہے : "اگر مقصود این است کہ از وقوع ممکن ہیچگونہ محال ناشی نگردد ولا بالنظر الی ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ پس این مقدمہ ممنوع ست چہ بریں تقدیر لازم مے آید کہ وجود ہر معدوم وعدم موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی" ۔ دیکھو باوجود امکانِ ملزوم لازم کو محال مانتا ہے پھر تمہاری جہالت کہ تعذیب مطیع وعفو کافر کے امکان سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو ، غرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے ، جسے دیو جہالت کی بند وقید میں کبھی علم وفہم کی ہوا نہ لگی ہو واللہ الھادی ۔ خیر یہ تو وہ تھے جنہوں نے تقلید امام سے تجاوز

نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید انہوں نے بے شک ہمت فرما کر وہ طرفہ ابکار افکار پدیۂ انظارِ فحولِ نظار کیں یعنے یہی جوازِ خلف کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزومِ کفر کی تین (۳) وجہیں اور بڑھیں اولاً وہ وجہ ہائل کہ تمام معتلدانِ امام الطائفہ کو عموماً شامل یعنے یہ اُس کے قول مذکور وجمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بے شک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزومِ کفر سے حصہ پائے ثانیاً ان حضرت نے جوازِ خلف یعنی کذب ائمۂ دین کی طرف نسبت کیا اور بہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز فرماتے ہیں اُسے قطعاً جائز وقوعی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں تو ان حضرت نے مولیٰ سبحانہ وتعالےٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمۂ دین کا مذہب جانا اور اُسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اُس پر طعن کو بے جا بتایا اور اُس سے تعجب کار جہلا ٹھہرایا اور بے شک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول او صدق کلام اہل الاھواء او قال عندی کلامہم کلام معنوی او معناہ صحیح الخ فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقامع الحدید علےٰ خد المنطق الجدید میں ذکر کی واللہ الموفق ثالثاً الحمد للہ کہ علمائے سنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے اور اُن کے بہتانی خیالوں شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مگر ان کی قوت واہمہ نے جو اُنہیں امام الطائفہ کے ترکہ میں ملی، آئمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الٰہی کے جواز وقوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے، تو وہ تراشیدہ علماء ساختہ ائمہ جن کا ان جہال کے وہم وخیال کے سوا کہیں وجود نہیں، قطعاً اجماعاً کافر مرتد تھے، اب اُنہوں نے اُن وہمی موجودوں یقینی مرتدوں کو کافر نہ جانا، بلکہ مشائخ دین وعلمائے معتمدین مانا تو خود اُن پر کفر

لہ حمل العلامۃ ابن حجر اہل الاھواء علی الذین نکفرہم ببدعتہم قلت وھو کما افادہ لایستقیم التخریج علےٰ قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ فلیتنبہ مقامع الحدید علےٰ خد المنطق الجدید من مصنفات المصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وارتداد لازم آنے میں کیا کلام، ہاں جو کسی منکر ضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں الاجماع علےٰ کفر من لم یکفر احدا من النصارٰی والیہود وکل من فارق دین المسلمین او وقف فی تکفیرہم او شک قال القاضی ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علےٰ کفرہم فمن وقف فی ذالک فقد کذب النص والتوقیف او شک فیہ والتکذیب والشک فیہ لایقع الامن کافر؛ یعنی اجماع ہے اُس کے کفر پر جو کسی نصرانی یہودی خواہ کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے جدا ہو گیا کافر نہ کہے یا اُس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے امام قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی، کہ نصوص شرعیہ واجماع امت اُن لوگوں کے کفر پر متفق ہیں، تو جو اُن کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص وشریعت کی تکذیب کرتا یا اُس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے، اُسی میں ہے یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام او وقف فیہم او شک او صحح مذہبہم وان اظہر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذہب سواہ فہو کافر باظہار ما اظہر من خلاف ذالک اھ ملخصاً یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے اُن لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا اُن کے کفر میں شک لائے یا اُن کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اُس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو، کہ اُس نے بعض منکر ضروریات دین کو جبکہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا؛ آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید نامہتدی ورشید پر ایک سو بائیس کوڑے اوپر جوڑے اور اُن کے امام کا وبال اُنہیں کب چھوڑے کہ آخر یہ اُسی کے مقلد اور اُس کے اقوال کے پورے معتقد معہذا جب ضرب الغلام اہانۃ المولیٰ تو ضرب المولیٰ اہانۃ الغلام بدرجۂ اولیٰ بہر حال یہ چھتر کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے، اُن کے حصے میں بھی یقیناً جڑے، ایک سو چھیانوے ہوئے اور تین خاص اُن کے دم پر سوار، تو اس مختصر رسالے موجز عجالے میں مدعیان جدید پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھاڑ کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۝

مَیں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا، یوں ہی ان تازیانوں کا عدد درخواست کرتا ہے۔ کہ اس تاریخی لقب دوصد تازیانہ برفرق جہول زمانہ رکھوں، بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفی ذالک اقول ؎

فکفر فوق کفر فوق کفر ٭ کان الکفر من کثر وقر

کماء اسن فی نتن دفر ٭ تتابع قطرہ من ثقب کفر

معاذ اللہ اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے، اگرچہ ائمہ محققین و علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد فیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی اعلام میں فرماتے ہیں انہ یصیر مرتد اعلی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران وزیاں میں بس ہیں۔ والعیاذ باللہ خیر الحافظین، پھر جبکہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہوگئے، تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمۂ اسلام پڑھیں، اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تقبیح کی صاف تصریح کریں۔ ورنہ بطور عادت کلمۂ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا رد نہیں سمجھتے، بحر الرائق میں بزازیہ وجامع الفصولین سے ہے لو اتی بالشھادتین علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قال، اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں، حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر۔ پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ، پھر علامہ علائی

شرح تنویر میں، فرماتے ہیں مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح پس اگر مولٰے سبحانہ و تعالٰے ہدایت فرمائے، اور اس کے کرم سے کچھ دور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئیں، اور علانیہ رب العلمین کی طرف توبہ لائیں فاخوانکم فی الدین تمہارے دینی بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہوجائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کرلیں، کہ نماز اعظم عبادات رب بے نیاز ہے اور تقدیم و امامت ایک اعلٰے اعزاز اور فاسق مجاہر واجب التوہین نہ کہ بدعتی گمراہ فاسق فی الدین والعیاذ باللہ رب العلمین، فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے ان مسائل کی قدرے تحقیق و تفصیل اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی، علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وکذا المبتدع اھ ملخصا یعنی فاسق و بدمذہب کی امامت مکروہ تحریمی قریب بحرام ہے، جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم وللہ الحکم والیہ ترجعون: والحمد للہ رب العلمین ٥

التماس ہدایت اساس: مَیں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن پروری، و بحکم دستور تعصب و خودسری، اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی قبول و انصاف کو کام فرمائیں گی، تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمائتیں ہمت پہ آئیں گی حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم الکفیل یہ سب کچھ قبول، کسیا نا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انما اعظکم بواحدۃ حق اسلام یاد دلاکر اتنا مامول، کہ چند ساعت کے لئے تعصب و نفسانیت کو راہ بتائیں مثنی وفرادی تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں، اگر کلام خصم حق و صواب ہو، تو للہ حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا سیذکر من یخشی ویتجنبھا الاشقی: اے میرے پیارے بھائیو! کلمۂ اسلام کے ہمراہیو! اگرچہ نفس امارہ، رہزن عیارہ، اور شیطان لعین، اس کا معین

وہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار مگر واللہ واذا قیل له اتق اللہ اخذته العزة بالاثم کی آفت سخت شدید الیس منکم رجل رشید، خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی، کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو؟ کس پاک بے عیب میں عیب بے ذکا احتمال کرتے ہو؟ العظمة للہ۔ ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا، ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں مونھ ڈالو، جس نے زبان عطا فرمائی، اُس کے بارے میں تو زبان سنبھالو واۓ بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں رہو، اور ملک جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا، یوں ممکن کہو، یہ کون دیانت ہے کیا انصاف ہے؟ اُس پر یہ قہر اصرار یہ بلا اعتساف ہے، اے طائفۂ جائفہ، اے قوم مفتون! مانو تو ایک سہل تدبیر تمہیں بتاؤں؟ میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو! فرض کردم کہ دو سو میں استحالۂ کذب الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا، باقی سب سے تم نے جواب دے لیا، تو جانِ برادر احقاق حق کو ایک دلیل کافی، ابطال باطل کو ایک اعتراض وافی نہ کہ دلائل باہرہ، اعتراضات قاہرہ صدہا سنو اور ایک نہ گنو، دل میں جانتے جاؤ، کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب، مگر ماننے کی قسم توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی باد پرستی ہوئی، نشہ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال و جواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے ہدایت فرما، اور ان بجیل آنکھوں کو کچھ تو شرما دے

می تمانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول ؛ اے کہ دُرساختہ قطرہ بارانی را

اور یہیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصدِ جواب کی ہمت رکھیں، ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ ابقائے مشیخت رفع ندامت، فریب عوام جواب کے نام کو کہیں کچھ اعتراض باقی سے اعراض، یہ کلام خصم کا رد نہ کرے گا، اُلٹا تمہیں پر صاعقہ بن کر گرے گا، کہ جب حجت خصم مٹا نہ سکے، مذہب سے اعتراض ہٹا نہ سکے، تو ناحق تکلیف خامہ اٹھائی، معیبت سیاہی نامہ اٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلان مذہب کا

اقرار کیا، للہ کچھ دیر تو حق وانصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو، خارزار تکبر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما، اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہملئے ہمایوں سایہ افگن، اور تمہارا تاج وہی بال زغن، اے سچے خدا سچ سے موصوف، جھوٹ سے نرالے سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے، اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ، اُمت مصطفٰے کو سچی ہدایت عنایت فرما صلے اللہ تعالٰی علٰی حبیب وسلم وعلٰی اٰله وصحبه وشرف وکرم ماںجی الصادق وهلك الكاذب ونهی الصدق عن تعاطی الكواذب قولك الحق ووعدك الصدق ولك الحمد والیك المصیر انك علٰی كل شئ قدیر وصلی اللہ تعالٰی علٰی سید الصادقین محمد واٰله وصحبه اجمعین اٰمین اٰمین اٰله الحق اٰمین

الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ موجزہ عجالہ باوجود کثرت اشغالِ تحریر مسائل وترتیب رسائل تیرہ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ، اور تیئیس دن میں صاف ومبیضہ ہو کر دوازدہم ماہ مبارک وفاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایوں جمعہ ۱۳۰۷ھ علٰی صاحبہا الصلاة والتحیة کو بہمہ وجوہ بدر سمائے تمام وشمع بزم ہدایت انام ہوا؛

للہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے سنت قبالے رنگ صدق جمانے والے زنگ کذب گمانے والے سے علوم دینیہ میں تصانیف فقیر نے سو کا عدد کامل پایا والحمد للہ وهاب العطایا۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم؛ والحمد للہ رب العلمین والصلاة والسلام علٰی سید المرسلین محمد واٰله وصحبه اجمعین سبحٰن ربك رب العزة عما یصفون، وسلام علی المرسلین؛ والحمد للہ رب العلمین تمت وبالخیر عمت بعون من قال وقوله الحق تمت كلمت ربك صدقا وعدلا ط لا مبدل لكلمٰته ج وهو السمیع العلیم؛ الحمد للہ الذی بنعمته وجلاله تتم الصالحات والصلاة والسلام علٰی سیدنا ومولانا محمد سید الكائنات واٰله وصحبه وامته وحزبه اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین ۰

كتبه عبده المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنه بمحمدن المصطفٰے النبی الامی
صلی اللہ تعالٰے علیه وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفٰے احمد رضا خاں

تحریر جناب مولٰنا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا القادر القدیر بر رسالہ مبارکہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں وارد ہوا، اور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا، چونکہ مدت دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور ملاقات احباب اور نیز مشورۂ امر دینی کے سبب جو کلام سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی، کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوتے تھے ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہو سکے۔ اس کشاکش میں اس رسالہ سالہ کو فقیر بالاستیعاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا، مگر ابتدا اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا، تو مسئلۂ امکان کذب باری تعالیٰ کا ردّ پایا، اور اس کو آنکھوں سے لگایا الحمد للہ تعالیٰ حمداً کثیراً کہ اس کے مؤلف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف وبقیۃ السلف ہیں اس بارے میں بھی اپنے عزیز اوقات کو جو ہمیشہ کار خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا جزاہ اللہ الشکور عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء واوصلہ الیٰ غایۃ ما یحب ویرضی اللّٰھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ مظہر لطفہ واحسانہ سیدنا محمد وعترتہ اجمعین: اللّٰھم ارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین

۱۵ جمادی اول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ ھو المسیر للصعاب۔

(۲) ۷۸۶/۹۲

مزق تلبیس ادعائے تقدیس

سنہ ۱۳۰۹ھ

دیوبندیوں کے رسالہ تقدیس القدیر کی جہالتوں ضلالتوں کی فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علٰے رسول اللہ وعلٰے آلہٖ وصحبہ اولی الفضل والجاہ فقیر سید عبد الکریم[1] قادری غفرلہ برادرانِ دین ومصدقان کلام رب العٰلمین کو گردن زنی بدعت وبطالت وتکبیر شکنی اہل ضلالت کا مژدہ تازہ سناتا اور قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا کے جلوۂ بکمال کا منتظر بناتا ہے، حضرت عالم محقق فاضل مدقق حامی السنن ماحی الفتن فخر الاکابر وارث العلم کابرًا عن کابر، استاذ استاذی وملاذ ملاذی بالمحمد[2] والرضا ایدہ اللہ وبالنقی[3] والعلی ایدہ اللہ نے یہ رسالہ رائعہ وعجالہ بارعہ بجول وقوت اللہ الصمد مطابق عدد اسم پاک احد صرف تیرہ روز میں تصنیف فرمایا، اور دوازدہم ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ کو ماہِ تمام سمائے اتمام

---

[1] یعنی مولوی حاجی حافظ سید محمد عبد الکریم صاحب قادری محشی رسالہ مستطابہ رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲ [2] اشارہ بنام نامی حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا الیٰ یوم القیام ۱۲ [3] ایہام باسم اقدس حضرت افضل المحققین اشل المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف اعلیحضرت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل اعلٰے غرف الجنان مثواہ والد ماجد حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہم الیٰ یوم القیام ۱۲

بنایا ازانجاکہ رسالہ حقیقۃً ایک فتوٰی[1] تھا کہ بجواب سوال مولٰنا مداح مکمل ہوا، لہٰذا بیرٹھ میں اُن کے پاس مرسل ہوا، اس کے بعد بھی مدت تک براہین دیگر وزی کے سوا جنہیں اس رسالہ میں براہین دن روزی ہوا، نہ کوئی تحریر مخالف یہاں آئی، نہ تبدیلِ بحث[2] کی خبر پائی، مداح ممدوح نے بنظر نفع ہر بزرگ وخورد ع کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد ۔ طبع رسالہ میں کلفت سعی سہی، کہ بوجہ عوائق ناکام رہی، سوا برس بعد وہ نافع بیرایا باستدعائے طبع واپس آیا، ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ سے انوار محمدی میں چھپنا شروع ہوا۔ انوار محمدی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا چاند طلوع ہوا۔ ادھر بذریعۂ بعض احباب سلمہم الوہاب رسالہ تلبیس الکبیر بغلط مسمی تقدیس القدیر نام زنگی کا فور کی سچی تصویر زیبِ نظرانور حضرت مولٰنا آیا، بنگاہِ اولین ارشاد فرمایا، یہ متہافت تحریر متناقض تقریر بشدت اضطراب وتقلّب وانقلاب، آپ ہی اپنا ردّ وجواب اور بأکثار مکابرات وانکارِ بدیہات وکمالِ سفاہات وجہالِ بلاہات کیا لائق توجہ وقابلِ خطاب حضرت مولٰنا نے ساعت واحدہ میں اس رسالہ عجیبہ کے کمالات غریبہ وہ ظاہر فرمائے، جن کے مشاہدوں نے یقین دلائے کہ مؤلف صاحب دمِ تحریر کاذب ہوش سے دُور تھے یا نشہ میں چور یا ہوائے انبہٹہ[3] کے زور میں معذور یا ماموں[4] الٰہ بخش گنگوہی کے منظور ایک سہل سی بات یہاں کافی اثبات وکاشفِ حالات کہ ذی ہوش بے چارے گھبراہٹ مارے ہیبت اہل حق سے گورکنارے صفحہ ۲۹ پر یوں انکھی پکارے، کہ جس کے امکان میں یہاں گفتگو ہے یہ کذب ہرگز نہیں اور صفحہ ۷۷ پر یوں تصریح مبین کہ سنیوں ہم پر ناحق نرغہ ہے، کذب باری کو ممکن ہی کون کہتا ہے۔ چلیے

[1] مسائل ہذا عیۂ وہابیہ کے متعلق حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر فتاوے ایسی ہی مبسوط وحافل ہیں کہ بجائے خود رسالہ مستقل ہیں ۱۲ [2] یعنی یہی تخصیص حادث لفظی حادث ۱۲ [3] سرزمین انبہٹہ حماقت میں مشہور وضرب المثل ہے خود بنٹہ کا فقیر کہ ان کا ہم مشرب ہے اپنے ایک مبیحص میں یوں مظہرِ غضب ہے:- یہی بس ہے کہ وطن آپ کا انبہٹا ہے ۱۲ [4] یہ شخص جہال گنگوہ ودیوبند کے زعم میں مثل شیخ شدد وزین خاں ارداح موذیہ سے ہے وہاں کے لوگ اس کی بیٹھکیں دیتے اور خوشس آمد کے مارے ماموں کہتے ہیں، پھر بھی اس ماموں کی نظر سے مامون نہیں ۱۲

ف دیوبندی خود اپنے مذہب سے منکر ہو بیٹھے

نیم جھانولی میں سب گاؤ خورد سارا دفتر ہی دریا بُرد ؎

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ۔ پسینہ پونچھیئے اپنی جبیں سے

انصاف کیجئے ایسے زبون ناتوان عاجز پریشان سراسیمہ وحیران ترس کے مستحق یا حملہ شیرانہ ونعرۂ دلیرانہ سے قتل کے لائق، پھر لطف یہ کہ خود اسی رسالہ میں انہیں لفظوں کے جابجا مُتعلق، کہ ان کے نزدیک کذب باری ممکن صفحہ ۱۷۔ سائل نے سوال کیا کذب الباری کیسا ہے؟ بعض کملا (یعنی میاں رشید) نے فرمایا موجود بالامکان صفحہ ۱۳۲ قول آپ[1] کا امکان کذب باری تعالٰے بالاجماع محال ہے، اس میں کس کو کلام ہے، گفتگو بالغیر و بالذات میں ہے، دیکھئے امتناع بالغیر میں امکان ذاتی کذب باری انہیں لفظوں کی تصریح دانی، نیز مبلغ علم دیکھنے کو دیگ حضرات کا یہی چاول کافی، جن عزیزوں کو اتنی تمیز نہ ہو کہ امکانِ کذب محال مان کر کذب محال بالغیر جاننا کھلا قول بالمتناقضین وہ مقدس صورتیں کیا قابل کلام وخطاب عقلا ہیں، پھر یہ تقدسیا تو ادنٰی درجہ کی اس سے اونچی چوٹی کی رسالہ شریفہ میں جابجا مرثیہ خواں دانش والا ہیں ؎

زفرق تابقدم ہر کجا کہ مے نگرم ۔ کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

ستم وقاحت یہ کہ سر سے پاؤں تک سارا رسالہ اس تازہ عجوبہ نوخیز کا پالا کہ کلام نفسی میں ہم بھی کذب محال بالذات جانتے ہیں حالانکہ کل تک کلام یقیناً عام طرّہ یہ کہ اب بھی عام مانتے ہیں۔ اس رسالہ میں بخوفِ اہل حق استحالۂ ذاتی کذب نفسی کے بے شمار اقرار، اور پردہ اُٹھا کر دیکھئے تو وہی مینا بازار جو دلیل جلوہ دکھاتی آئی نفسی ہی میں امکان سناتی آئی، مذہب حق پر جو اعتراض ڈھلا نفسی ہی میں امتناع رد کر چلا، مزہ یہ کہ براہ تقیہ کہتے یوں جائیں کہ کذب لفظی ممتنع بالغیر اور ایک نہیں، دس نہیں، بیسیوں جگہ صاف جھلک دکھا جائیں کہ وہ بھی بخیر ؎

عیار ہو طرار ہو جو آج ہو تم ہو ۔ بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

[1] یعنی مصنف رسالہ تنزیہ الرحمٰن جس کے جواب کا نام یہ رسالہ تلبیس مسمّٰے بہ تقدیس سیاہ کیا گیا ۱۲

قسمت کی بدی قسمت میں بدی کہ جابجا اپنی موت اپنے ہی مُونھ لکھ دی، سبحٰن السبوح میں حاجت[1] اقامت دلائل ہوئی تھی، کہ مجوزان خلف کا مذہب جواز وقوعی تو اُن کے کلام میں خلف بمعنی کذب لے کر اُسے سند بنانا، اور اُس پر طعن بے جا بتانا رشید وخلیل پر لزوم کفر آتا، اب حضرات نے سب دقت اٹھادی صفحہ ۲۱[2] پر قول مجوزین میں خلف نوع کذب بتا کر صفحہ ۲۴ پر تصریح فرمادی کہ "بعض (یعنی مجوزان خلف) جواز وقوعی کا اثبات کرتے ہیں" اور صفحہ ۸[3] پر شرح مقاصد سے اس مقصد پر سند بھی سنادی، غرض کفر ضلیل رشید وخلیل کی نیو جمادی پردۂ حمایت میں اچھی سزادی، سچ ہے ؎

اگر خصم جاں تو عاقل بود ✤ بہ از دوستداری کہ پاگل بود

مگر قیامت ادادل چھیننے والی یہی صفحہ ۲۴ کی نئی نرالی کہ "خلف وعید میں دو احتمال مقدوریت وجواز وقوعی جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں پس سند زید (یعنی رشید وخلیل) کی مقدوریت ہے نہ جواز واقعی"۔ کیا کہنا ہے اس آپ کی پس کا، جھٹ نقیض کو نقیض پر دے پٹکا، بیان تو یہ کہ زید بے چارے کا جس قول سے استناد، اُس میں جواز وقوعی مراد، اور اُس پر یہ پھڑکتی چمکتی تفریع نازنین کہ پس سند زید کی جواز وقوعی نہیں، سچ ہے آدمی میں ہے کیا حواس ہی تو ہیں، سارا رسالہ ایسی ہی سفاہتوں بلاہتوں سے جوش زن، رسالہ نہ کہئے بلادِ بلادت کی منچلی پلٹن تناقض وہ نہیں کہ گنتی میں آئیں، ہزار ہزار جگہ فرمائیں شرمائیں، آپ ہی ٹھنڈے ہوں، آپ ہی گرمائیں پھر یہ نہیں کہ تناقض کرکے اُسی پر جم جائیں، نہیں موقعہ پائیں تو اُس سے بھی رم جائیں ؎

تناقض کے پیچھے تعارض کا شور ✤ تعارض کی دُم میں تناقض کی ڈور

---

[1] دیکھو صفحہ ۶۹ تا ۷۴، وصفحہ ۷۹، ۸۰۵ ۔ [2] عبارت صفحہ ۲۱ یہ ہے "کذب جنس اور خلف وعید ایک نوع اُس کی ہے پس جواز جنس جواز ہوگا" عہ میزان منطق داں بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس واجب کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی گمان کرسکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس بدیہی ہے کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل اور یہ وہی مضمون ہے کہ براہین میں تحریر فرمایا [3] وہاں فرماتے ہیں قولہ (یعنی قول امام تفتازانی) والمذھب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب صریح دال ہے ورنہ قید بان لا یقع کی کیا ضرورت تھی ۱۲

اں گنگوہ کی فوج میں جمنا کہاں، گنگا کی موج میں جمنا کہاں افترا کی شدت وہ گندہ بہار کہ ایک ایک سطر میں چار چار کی بوچھار، مانا کہ تنزیہ الرحمٰن پر افترا سہی کہ ائمہ ذیشان پر افترا یہ کیسا ظلم کہ قرآن پر افترا، ملک جبار دیان پر افترا نہ اختلافی ہی مسائل میں اجماع کے دعوے کہ اختلافی نزاکتوں میں اس ادعا کے جلوے، تحکم کا وہ جوش کہ ایک ہی قاعدہ خود وضع فرمائیں، جب خصم کا داؤں آئے آنکھیں دکھائیں، خود محض مضر کو سند بنائیں، مفید خصم کو نا مفید بتائیں تحریف کی حرفت، وہ حافہ خصلت کہ جس کتاب کا جواب، اُسی کی عبارت میں قطع برید کا واب کج فہمی اور آپ کیا سمجھے کیسی کج فہمی، ایں نہ آں باشد کہ تو می فہمی، وہ کج فہمی کہ بقوت وہمی کہئے کہ وہ تو سنیں گنگوہ، سنین گنگوہ تو سمجھیں اندوہ سمجھیں، اندوہ تو کہیں انبوہ کہیں، انبوہ تو لکھیں کنبوہ لکھیں کنبوہ تو پڑھیں کنگوا، پڑھیں کنگوا تو یاد کوا، میرے قلم سے حاشا وکلا کوئی کلمہ ہنسی سے نہ نکلا، ایک ایک بات دلیل سے کہی ثابت ہو جائے جب تو سہی، بعنایت الٰہی نہ اپنا کہا سمجھیں نہ خصم کا لکھا نہ اپنی دلیل نہ خصم کا مدعا، نہ اپنے امام بے چارے کا کلام، اور بحث الٰہیات کا شوق مدام، اس قطع مبارک پہ علاقہ بندی کام، یہ صورت اور اتنے مہنگے دام ؎

ترا کہ گفت کہ اے نازنیں زپردہ برآ ✤ بغمزہ بر صف مردانِ شیر افگن زن

اور شوخی وعیاری تو رگ رگ میں ساری، کہکہ بدل جائیں، مچل کر چل جائیں، وقت پڑے تبول، موقع پر عدول، کہیں دلیل میں پیوند لگا گئے، کہیں دعوے میں رفو فرما گئے، بات بنانے کو بدیہیات سے مکر گئے، مورت ابن پڑا تو چوکڑی بھر گئے، جو دُکھتی دیکھی اُس سے آنکھیں بند، ایک ایک فن میں سَو سَو فند، اعتراض خصم سے طرز جواب نرالی، عجائب انوکھی، لاجواب صاف اعتراض قبول فرمائیں، قبول صریح کو جواب ٹھہرائیں جوش مکابرہ گذارش ہو چکا کہ مطلب کا پہیا جب دلدل میں رُکا، انکار بدیہیات کے ہل چڑھے، عقل کے بیل فی الحال بڑھے کفریات کا جوش غارت گر ہوش، ایک ایک قول میں دس دس کفر، قطار در قطار کھالۃ صفر صریح گستاخیوں سے نہ چھوڑا قرآن کو، نہ جبار قہار شدید السلطان کو، نہ عرش کے چاند ملک دیان

---

[1] معذرت بعض کلمات ظرافت مسلی تو حضرات کا یہ ظلم شدید قابل وعید صاحب تنزیہ پہ اتنی بات غصہ دلاتی ہے ۱۱۳

کو صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وعلے آلہ وصحبہ وبارک وکرم ع اے تو مجموعۂ شر بازِ کدامت گویم، رشد عزیز وعقل وتمیز ودین ودیانت وصدق وصیانت، سب سے جی بھر کر کٹی چھٹی، واہ جی رشیدی تو خوب ہی بنی، اگر نہ خوفِ ضلالت بے رایاں ہوتا، تو ایسوں سے کلام کیا شایاں ہوتا، صاحبو میری دراز نفسی پر غصہ نہ کیجیئے، جو کچھ کہا ہے، ایک ایک حرف کا ثبوت لے لیجئے، ہاں وہ کہاں ہاں وہ جلد ثانی سبحٰن السبوح میں ردّ لاثانی تقدیس منبوح میں جس کے بحمد اللہ طیار ہو جانے کا میں آپ صاحبوں کو مژدہ رسا، اس میں یکم ان حضرات اور ان کے اکابر کے بیس اقراروں سے ثبوت دیا ہے کہ اب تک کلام عام رہا ہے، تخصیص حادث لفظی حادث وبا ڈنہ پڑے پر قول مردہ کی وارث دوم بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ اب بھی حضرات کا وہی مدعا ہے سوم بہ کثرہ اثبات واظہار کہ امتناع بالغیر بھی انہیں ناگوار، ان کے مذہب پر لفظی ونفسی دونوں کلام میں کذب باری، نہ صرف ممکن ذاتی بلکہ وقوعی بلکہ واقع بلکہ واثم بلکہ واجب فتعٰلی اللہ عن تقدیس کاذب چہارم واضح کیا ہے کہ ان کے مذہب پر کذب لفظی کا وقوع، وقوع کذب نفسی کو مستلزم ہونا ممنوع، دعوے استلزام بمغالطۂ عوام، نری عیاری، ثبوت سے عاری پنجم انہیں کے

(بقیہ ص۱۱۲) میں فرماتے ہیں کہ تقریظ مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی کیوں چھاپی جس میں رشیدہم غوی وخلیلہم ضلیل لکھا تھا ان دو لفظوں پر کہ تطعاً حق تھے جامے سے باہر ہو کر فرمایا "اُس کے جواب میں اس طرف سے جو کچھ لکھا جاتا بجا تھا مگر غم وغصہ کھا کر صبر کیا، اور اپنی یہ حالت کہ معاذ اللہ اس سے سخت تر باتیں خود حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان ارفع واعلےٰ میں لکھیں، جلد دوم بعونہٖ تعالے چھپنے دیجئے انشاء اللہ العزیز عنقریب اس رشد ربانی کی قلعی کھل جاتی ہے ایمان کی کہئے تو ہم کو یہ کہنا زیبا تھا کہ جس فرقۂ بے باک طائفۂ ناپاک نے ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو گالیاں دیں، ہم اُس کی نسبت جو لکھتے بجا تھا، مگر ہم نے صبر جمیل کیا، صرف بعض کلمات لطف خیز، ظرافت آمیز سے کام لیا، حضرات اگر انصاف فرمائیں، اپنے گریبان میں مونھ ڈال کر شرمائیں، ہمارے کلمات پر غصہ نہ لائیں کہ محض لطیف وظریف ہیں نہ معاذ اللہ تمہاری طرح دشنام سخیف، پھر العزۃ للہ فرق مراتب تو دیکھیئے کہاں ان کے گھر کا کوئی رشید وخلیل کہاں ملک جبار کا رسول جلیل، پھر رسول بھی کون رسولوں کی جان نبیوں کا ایمان صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وبارک ومجد وشرف وکرم، نسال اللہ العفو والعافیۃ آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالے عنہ

ع۵ باقی مصدری ۱۲

اقراروں سے ثبوت دیا ہے کہ کذب لفظی محال ہو یا ممکن مگر ان کے طور پر کلام اللہ نفسی کا صدق ہر طرح ناممکن ششم چالیس دلیلوں سے اس نزاکت تازہ کا ردِ مبین کہ معانی قائم بنفس باری نہیں ہفتم اکیس حجتوں سے اس زعم شنیع کا ابطال متین کہ صدق وکذب لفظی کا نفسی پر مدار نہیں سارے رسالۂ حضرات کا مبنائے خرافات یہی دو مقدمے تھے کہ اکسٹھ دلیلوں سے اٹ سٹ ہوئے ہشتم بینات مبینہ سے بین کیا کہ امکان کذب لفظی مان کر نفسی میں استحالہ محال، نہم بینات بینہ سے مبین کیا کہ امتناع کذب نفسی جان کر لفظی میں امکان کی کیا مجال[۱] دہم امکان پر ان صاحبوں نے جو نئی برہان دی خلیلی رشیدی قدیمی جدیدی، ایک ایک پر اتنے تازیانے جڑے کہ محاسب کو گننے مشکل پڑے یازدہم اکابرِ انکار سرکار چرکار مذہب حق پر جو اعتراض لے کر آئیں، اُن کی صد فہائے سوال قطراتِ زلال رد وابطال سے چھلکتی لوٹائیں دوازدہم ان حضرات نے بکمالِ حیا امکان پر جو ادعائے اتفاق کیا، اُس کی وہ گت بنائی کہ رد رد دیا، سیزدہم پھر خود استحالۂ ذاتی کذب لفظی پر اجماع بتایا اور اُسے قاہر تقریروں باہر تنویروں سے ظاہر کر دکھایا چاردہم خاص امتناع ذاتی کذب لفظی پر بکثرت دلائل ساطعہ دیئے اور اجماعی

[۱] تنبیہ تنبیہ تنبیہ۔ ہاں ہاں، جس نے جانا، اُس نے جانا، اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ بیانات یکم ودوم وششم وہفتم وہشتم ونہم خاص اس امر واضح کے ایضاح کو ہیں کہ ان حضرات کی یہ نئی فیشن کی ڈھال اکہ فلاں نص یا دلیل یا تقریر کلام نفسی سے متعلق ہے اُس میں ہمیں بھی نزاع نہیں، نزاع کلام لفظی حادث میں ہے اُس میں یہ بیان جاری نہیں) محض کمڑی کا جال اور ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت کی پوری مثال ہے اوّلاً محض جھوٹ کہ کلام کلام نفسی میں نہیں قطعاً اسی میں کلام تھا اور اسی میں ہے ثانیاً خدا سکابرہ کہ یہ بیان کلام لفظی میں جاری نہیں حاشا بلکہ جو کچھ نفسی میں جاری قطعاً یقیناً بے وقت دوشواری لفظی میں بھی جاری انہیں امور کا ثبوت روشن ودندان شکن اُس سطوت قاہرہ وشوکت باہرہ سے ان بیانات جلد دوم میں لائح ہوا ہے جس کی تابش خداداد کے حضور خفاشانِ بے نور کی آنکھیں چندھیائیں گی، پُرغرور گردنیں زانو تک جھک جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ ہر موافق ومخالف پر کھل جائے گا کہ یہ عیار مکار کتنے پانی میں تھے فانتظروا انی معکم من المنتظرین ولتعلمن نباہ بعد حین انشاء اللہ رب العٰلمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحقیقی النامی تین قسموں پر منقسم کئے پانزدہم ہر جگہ تحقیقات جلیلہ و تدقیقات جمیلہ و افادات عالیہ وارشادات غالیہ کا وفورِ نور دو فور نور ایسا نہیں کہ بیان میں سماسکے یا سننے سے اُس کا لطف آسکے ع ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشتی ، بالجملہ بحول وقوت باری دعوے کیا جاتا ہے کہ طوائف وہابیہ خصوصاً طائفہ مکذبہ کے رد مبین میں اس رنگ کی کتاب نفیس لا جواب دوسری نظر نہ آئے گی، مگر آئینے یا چشم دوربین میں ع گر مثل تو ہست ہم تو باشی ، اللہ اللہ جو بیان اٹھانا نہایت کو پہنچانا، جو نعرہ ہو جگر گداز، جو حملہ ہو کوہ انداز، مخالف بے چارے کی وہ حالت کرتی جیسے شیر ژیان کے حضور ہاری ہرنی نہ شاخ وناب کہ سامنا کرے نہ توان وتاب کہ چوکڑی بھرے ؎

رحم اُس ساعدِ نازک پہ جسے اُسکے نصیب ، لائے ہول پنجۂ مرداں میں لچکنے کے لئے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم : والحمد للہ رب العٰلمین ،
قصد یہ تھا کہ رد نفیس رسالہ تقدیس سبحٰن السبوح کا ذیل نافع اور اُسی کے ساتھ چھپ کر شائع ہو، جب بحرِ زخارِ قلم موج خیز ہوا، اور ابرِ دریا بارِ قدم گہر ریز رسالہ پندرہ جزسے تجاوز کر چلا، اور ہنوز لہر کو بس کا حکم نہ ملا، نہ ابرِ محیط برس کر کھلا، اُدھر طالبانِ حق ومحبانِ اسلام، خواص وعوام وعلمائے کرام سبحٰن السبوح کے مشتاقِ قدوم، نزدیک و دُور سے تقاضوں کی دھوم، لہٰذا رائے یہ ہوئی کہ اس رسالہ کو جلد اول کیجئے، اور جلد دوم کا مژدہ دیجئے، الٰہی جلد انتظار کو اذن رفع دے، اور دونوں جلد سے مومنین کو نفع آمین آمین الٰہ العٰلمین ، وصلے اللہ تعالےٰ علے سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ،

التماس آخرین بخدمت مخالفین

حضرات اگر جواب جلد[1] اول کی جلد ہمت فرمائیں، مکابرات تقدیس کو رخصت فرمائیں، تخصیص

---

[1] تنبیہ حضرات کی طرز جواب ونہایت سعی مع اشارۂ رد حاشیۂ سابقہ میں عرض ہو چکی احسانات الٰہیہ سے یکہ باآنکہ تصنیف سبحٰن السبوح بلکہ مدتوں اُس کے بعد تک حضرات کی اس تخصیص محدث (باقی ص۱۱۶ پر)

حادث سے رجعت فرمائیں، ملت ہوش سے ملت فرمائیں، شیر شرزہ سے شکار چھینتے ڈریں، پارہ شدہ نزاکتیں پھر نہ پیش کریں، ورنہ کیا لطف ہوا کہ آپ نے محنت بھی جھیلی، خرچ بھی کیا، اور مضمون وہی کہ جلد دوم میں قتل ہو لیا، مانا کہ تقدیس بے چاری اکیلی نہ رہی، اُس کی دوسری بہن تلبیس بھی سہی، جب بعون المولے سبحانہٗ وتعالےٰ یہ اسد اغبر گونجتا آئے گا، جب اُس کا نعرہ جگر سے ہلائے گا، یک گز دو فاختہ کا مضمون دکھائے گا، اب ایک شکار ہے جب دو پائے گا، یا ابناء الانبہٹہ یا اہل الگنگوہ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ انشاء اللہ جلد دوم کا عہد بھی جلد آتا ہے، بپھرے شیر کو دیر ہی کیا ہے، آگاہ کر دینا ہمارا کام آگے تم جانو تمہارا کام ،

ومن انذر فقد اعذر والحمد للہ العلی الاکبر وصلے اللہ تعالیٰ علٰے
السید الاظہر نبینا الکریم الطیب الاطہر محمد
وآلہ وصحبہ الغر آمین آمین والحمد
رب العٰلمین

سلخ محرم الحرام
۱۳۰۹ھ
قدیہ

(بقیہ ص۱۱۱) وتبدیل اخبث پر اطلاع نہ تھی پھر بھی بالہام الٰہی تنزیہ دوم میں سات دلیلیں ایسی ارشاد ہوئیں، کہ اس تخصیص حادث کی بھی گردن شکنی کو کافی مبین، افادات خاصۂ حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ دلائل، دو[2] پہلے اور تین اخیر کہ خاص کلام لفظی سے روشن علاقہ رکھتے ہیں اور ارشادات علما سے دو دلیلیں، دلیل دوم بطور واضح اور دلیل اول اُس تقریر ساطع پر کہ مسلم الثبوت اور اُس کے شروح میں مشروح ہوئی، یونہی تنزیہ اول میں آٹھ نص بلکہ زیادہ خاص کلام حادث سے متعلق نص ۴ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ و ۲۸ وغیرہا اور جریان دلیل نقض میں جو ناقص ومنقوص کلام رسالہ تلبیس میں لکھا یا نصوص میں احتمال استحالہ بالغیر پیش کر کے کلمات کفریہ تک بکے ان کی کامل خدمت گذاری جلد دوم میں ملاحظہ کیجئے گا انشاء اللہ تعالےٰ واللہ یقرب البعید اذا شاء انہ علٰے ما یشاء قدیر والحمد اللہ رب العٰلمین ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

(۳) ۸۸۶/۹۷

الہیبۃ الجبّاریۃ علٰی جہالۃ الاخباریۃ

ضمیمہ ذمیمہ اخبار نظام الملک میں دیوبندی وانبہٹی جہالتوں کی خبرگیری

دیوبندیوں نے ایک تحریر ضمیمہ کہ اس سے بھی بدتر ذمیمہ تھی چھاپ کر چھپالی ہر چند مانگی نہ دی اس کے بدلے میں دوسری بھیجی، یہ اس کا مختصر رد ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بندہ محمد کریم بخش[1] قادری برکاتی علیگڈھی غفرلہ المولٰی القوی نے ۸ محرم الحرام کو ایک خط بطلب ضمیمۂ اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲۔ اگست ۱۸۸۹ء مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کو لکھا، پرسوں ۱۲ صفر ۱۳۰۵ھ کو ڈیڑھ مہینے کے تقاضوں میں پرچہ مطبوعہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء آیا، اس میں جو اکاذیب مبطلانہ و خرافات جاہلانہ ہیں کیا قابل التفات عقلا او رنیام عقلمند

[1] تلمیذ حضرت افضل العلماء جناب مصنف سبحٰن السبوح و استاذ العلماء جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب علیگڈھی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [2] طرفہ تماشا اس عجیب تحالف پر فقیر نے حضرت کو پھر خط لکھا کہ پرچہ ۱۲ منگایا مطبوعہ ۲۵ آیا یہ کایا پلٹ کیا معنے اگر واقع میں ۱۲ کو کوئی تحریر نہ چھپی تو صاف انکار کر دیجئے ورنہ میں نے ہر خط میں بالتصریح وہی مانگی اور وہی مانگتا ہوں وہی بھیجیے، اس پر بعد تقاضائے مکرر تیئسویں دن جواب آیا کہ بندہ کو اس پرچہ کا پتا نہ چلا، نہ میرے پاس موجود، اگر بعد استفسار دستیاب ہوا روانہ کروں گا، فقیر نے اس مدت میں مطبع نظام الملک کو بھی لکھا کہ ضمیمہ ۲۵ میرے پاس ہے ضمیمہ ۱۲ ہو تو قیمت بتائیے؟ جواب آیا پرچہ مطلوبہ آنجناب بہت تلاش کیا دستیاب نہ ہوا، دوسرے خط پر جواب دیا ضمیمہ مطلوبہ اب نہیں مل سکتا، بار بار آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں یہ سب خطوط گواہ ہیں کہ فی الواقع ۱۲۔ اگست کو ضمیمہ چھپا اور وہ وہی تھا جس سے رسالہ تنزیہ الرحمٰن میں نقل (باقی صفحہ ۱۱۸ پر)

و دلائل میاں خلیل احمد صاحب جو چند سطور سیاہ کیں، وہ وہی مادہ فاسدۂ تقدیس تھیں، جن کا بحمد اللہ تعالٰی کافی معالجہ جلد ثانی سبحٰن السبوح نے کیا، یہاں کہ صرف ایک ورق کی گنجائش، اُن کے باقی خرد دار سے مشتے نمونہ لطیفہ چند کی اجمالی نمائش، عجب نہیں کہ فرصت ہو، تو آئندہ ان شاء اللہ تعالٰی مفصل خدمت ہو وباللہ التوفیق۔ لطیفہ (۱) قول الطائفہ مولنا (یعنی انہیں انبہٹی نے) آیت ولو شئنا لبعثنا پیش کی جس کی تفسیر میں امام[1] رازی نے کبیر میں خدا تعالٰی کی قدرت مثل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر لکھی اقول سبحانک ھذا بہتان عظیم کبیر موجود ہے، اس میں صرف اس قدر لکھا کہ نذیراً مثل محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی خدا چاہتا تو ہر شہر میں ایک رسول بھیجتا کہ تمہاری طرح اپنی امت کو نذیر اور ڈر سنانے والا ہوتا اسے مثل متنازع فیہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جمیع اوصاف کمالیہ میں مخصوص کے

(بقیہ صفحہ ۱۱۸) موجود مگر کسی مصلحت سے فوراً اسے تبدیل کر کے ۲۵ اگست کو دوسرا چھپوا دیا اور اُسے چھپایا یہاں تک کہ جو ضمیمہ ہم مانگتے اسے یہی دیتے ہیں گویا یہ اُس کا عین ہے اور لطف یہ کہ نام اخفا پر خفا ہوتے ہیں حضرت نے ڈیڑھ مہینے بعد جو پرچہ بھیجے اُن پر لکھا "بعض ضروریات سے تاخیر ہوئی آپ اخفا پر محمول کرتے ہیں بھلا چھپکر بھی کوئی کتاب چھپی ہے پانچ پرچے مرسل ہیں اور مطلوب ہوں تو منگا لیجئے" گویا میں نے یہی تحریر مانگی اور یہی مطلوب تھی حضرت اگر اخفائے تبدیل نہ تھا تو یوں تحریر فرمایا جاتا کہ ضمیمہ مطلوبہ موجود نہیں، ہاں ایک اور پرچہ مطبوعہ ۲۵ ہے اگر وہ مطلوب ہو تو بھیجدوں، جناب رشید سے شرعی استفتا ہے کہ زید آم کی طلب میں عمرو کو دام بھیجے، عمرو اسے املی بھیجدے اور وہ دام (یعنی ٹکٹ ارسال) بے اذن مالک دوسرے کام میں لگا دے، شرعاً اُس کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔ ۱۲ حضرت کو پتا نہ چلنا، اسے بھی آپ دل میں خوب جانتے ہوں گے، آپ ہی کے یہاں پرچہ چھپے آپ ہی کے پاس تقسیم کو رہے، اور آپ ہی کو اُس کا پتا نہ معلوم خیر فقیر کو تو یہ اشتیاق ہے کہ ہوشیار بہادروں کو وہ کونسی مصلحت پیش آئی، کہ چھپی چھپائی تحریر یوں چھپائی تلاش میں ہوں اگر ملتا ہے تو ان شاء اللہ العزیز گل کھلتا ہے ورنہ ع صبر اُس پر اس ہماری حسرت دیدار کا ٭ بند جس نے کر دیا روزن تیری دیوار کا ٭ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

[1] تنبیہ حضرات کو خیر سے یہ بھی خبر نہیں کہ یہ آیہ لو شئنا سورۂ فرقان میں ہے اُس کی تفسیر تصنیف امام رازی نہیں ان کے تلمیذ شمس الدین خوبی کی ہے، تو امام پر یہ افترا در افترا ہوا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

شریک وہمسر سے کیا علاقہ۔ خود کبیر میں ایسی ہی ترکیب کی نسبت لکھا لایمکن ان یقال المراد حصول المماثلۃ من کل الوجوہ اسی میں ہے یکفی فی صدق حصول المماثلۃ فی بعض الامور امام قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں لایلزم من اطلاق المثلیۃ المساواۃ من کل وجہ۔ لطیفہ (۲) اگر ایسی عبارت مماثلت فی جمیع الصفات کو مفید تو کبیر سے کیوں سند لائیے خود آیت ہی نہ پڑھ سنائیے انما انا بشر مثلکم لاجرم اپنی سفاہت کا اقرار کیجئے یا دین و ایمان سب تج دیجئے۔ لطیفہ (۳) اس تقدیر پر بحکم آیت ہر فرد بشر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر پھر تقیۃً امتناع بالغیر کیوں کہیئے۔ لاکھوں کروڑوں موجود مانئے۔ لطیفہ (۴) تمہارے امام قدیم صاحب یکروزی ؍ مرشد جدید جناب رشید کو مسلم کہ وقوع مثل مستلزم وقوع کذب، تو کذب الٰہی بھی واقع بالفعل جانئے۔ لطیفہ (۵) خفا نہ ہونا قرآن عظیم نے ہر چرند و پرند کو امم امثالکم فرمایا، اگر یہ ترکیب مفید مثلیت تنازع فیہا تو اقرار مرد آزار مرد ہر خر و بوم آپ صاحبوں کا ہمسر شوم حالانکہ اتنا فرق واضح بالیقین کہ وہ تمہاری طرح وہابی نہیں۔ لطیفہ ۶ طرفہ تناقض اسی ضمیمۂ ذمیمہ کے صفحہ ۴ پر بشر مثلکم کے یہ معنے ماننے کہ نفس بشریت میں مماثلت ہے مگر نذیر أمثلہ خواہی نخواہی مساوات کلیہ پر محمول۔ لطیفہ (۷ تا ۱۷) یہ سب درکنار عقل کے اکھیاروں کو اتنا بھی نہ سوجھا کہ وہ ہر قریہ کا نذیر خاتم النبیین[۷] وافضل المرسلین[۸] ونبی الانبیا[۹] واکرم الخلق[۱۰] واول مخلوق[۱۱] واول شافع[۱۲] واول مشفع[۱۳] ومخصوص بالاسراء[۱۴] وبالرویۃ فی الدنیا[۱۵] و بالشفاعۃ الکبریٰ[۱۶] وبالوسیلۃ[۱۷] العظمیٰ وغیر ذٰلک مما لایعد ولایحصیٰ کیونکر ہو سکتا ہے تو پہلی مثل بمعنی متنازع فیہ لینا کیسا کھلا جنون ثمرۂ ختم خدا ہے۔ لطیفہ (۱۸) عجیب تر سنیئے آیت یا کبیر کی عبارت دلیل امکان مثلیت کجا، بلکہ خود اُن میں ان سفہا کے برخلاف یہ تصریح صاف کہ وہ امکانی نذیر ہرگز حضور کی نظیر نہیں، صراحۃً بتایا گیا ہے، کہ اُن کی بعثت عام نہ ہوتی اور ہمارے حضور تمام عالم کے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، پھر صریح مخالف سے استدلال، یارب کس درجہ کا جنون بے مثال، مگر انصافاً بے چارے معذور ہیں، کہ وہابیت و بدحواسی سگی بہنیں مشہور ہیں۔ لطیفہ (۱۹) قولہا[۱] پھر لکھا ہے کہ خلاف معلوم واخبار مقدور ہے جو مستلزم امکان کذب ہے

[۱] یعنی امام رازی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ۱۲

اقول پہلے، اس دلیل میں خلاف معلوم وخلاف اخبار دونوں اور نتیجہ میں صرف امکان کذب امکان جہل بھی کیوں نہیں مانا و تمام کلام فی المجلد الثانی۔ لطیفہ (۲۰) لطف یہ کہ عبارت مذکورۂ کبیر میں صرف خلاف معلوم کا ذکر ہے، خلاف اخبار کا نام بھی نہیں، تو اصل منصوص کا نتیجہ بچا جانا، اور اپنے ضم کئے ٹکڑے پر نتیجہ دینا طرفہ تماشا ہے۔ لطیفہ (۲۱) قولہا سلطان محمود نے کہا لو فرض کے واسطے ہے اور فرض محالات جائز" مولٰنا نے کہا تیرا استدلال مشیت سے ہے" اقول یہ تو انشاء اللہ تعالےٰ جلد دوم میں سنیئے گا کہ مقدوریت خلاف اخبار کو امکان کذب سے اتنا ہی علاقہ ہے جتنا آپ صاحبوں کو عقل وخرد، یا کسی رشید اسمی کو رسم رشد سے، مگر یہاں اتنا عرض کروں کہ استدلال بتفسیر علما سے آپ خود استناد بآیت کی طرف جھکے، مگر تقدس شریف پکار رہا ہے کہ آپ نکل مناظرہ آیت سے مقدوریت ضرور ثابت کرے جائیں گے، حاصل شرطیہ ملازمت ہے نہ امکان مقدم فہا لو کان فیہما الھۃ دیکھ کر مشرک نہ ہو جانا۔ تو استدلال بشیت سے کیا کارروائی ہوئی، مشیت محال خود محال اور بفرض وقوع اُسے مستلزم۔ لطیفہ (۲۲) ذرا اپنی دلیل کریمۂ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنٰہ من لدنا[۱] میں جاری کر دیکھیئے وہاں سنتا تھا، یہاں اردنا دیکھ کر خدا کا کھیلنا کودنا ممکن مانیئے، مفر یوں ہیں ملے گی کہ ارادۂ محال محال اور بر تقدیر وقوع ملازمت ثابت، پھر مقدوریت کب نکلی، ارشاد العقل میں اسی کے نیچے فرمایا یستحیل ارادتنا لہ لمنافاتہ الحکمۃ فیستحیل اتخاذنا لہ قطعًا لطیفہ (۲۳) جناب مولوی سلطان محمود صاحب کا بال بیکا نہ ہوا، لَو فرض کے لئے ہے، تو مفاد آیت فرض مشیت اور مفید امکان صحت نہ کہ فرض۔ لطیفہ (۲۴) قولہا مفتی کے رسالہ میں بہت کتب کلامیہ سے نقل کیا، کہ خلاف معلوم مقدور ہے اقول اُس میں صرف پانچ چھ[۲] کتابوں کا حوالہ ہے، جن میں شرح ابہری کے سوا ایک بھی کتاب کلام نہیں، جن مقدس مورتوں کو شہو

[۱] بلکہ خدا کا بیٹا ممکن گا ئیے کہ لھو سے مراد اولاد ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

[۲] وہ کتابیں یہ ہیں:۔ تحریر الاصول[۱]، تقریر[۲] شرح تحریر مسلم الثبوت[۳]، حواشی مختصر[۴] الاصول، کہیئے ان میں کونسی کتاب علم کلام میں ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کتابوں میں اتنی بھی تمیز نہ ہو کہ یہ کس فن کی ہیں وہ اور فہم مطالب بقول آپ کے یہ ہو کہ اور مسور کی دال۔ لطیفہ (۲۵) ذرا صبر کیجیئے جلد ثانی سے انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہوتا ہے کہ خلاف مذکور کو مقدور نامقدور ماننے والے کہ دو گروہ اہل سنت ہیں، دونوں اپنی اپنی مراد پر صادق، اور تمہارے کذب پر یک زبان متفق۔ لطیفہ (۲۶) ان کے امام الطائفہ نے جو امکان کذب الٰہی پر ہذیان اول پیش کیا، کہ انسان کذب پر قادر تو بر تقدیر استحالہ قدرت انسانی ازید ہوگی، اس پر کھلا نقض تھا کہ بشر کے سب شر خدا پر روا ٹھہریں، اس پر طائفہ کا جواب سنئے قولہا "چوری شراب خوری جہل ظلم سے معاوضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے" اقول مسلمانو للہ انصاف کیسا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر صاف اقرار کر دیا کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنے سب کچھ روا ہے، کہ جو کچھ بندے کریں، خدا وہ سب اپنے لیئے کر سکتا ہے۔ اُف ہزار تُف یہ ملعون کلام اور ادعائے اسلام، اچھے معنے تراشے کلیہ کے، ذرا سبحٰن السبوح شریف صفحہ ۴۳[1] وحاشیہ صفحہ ۴۴ دیکھیئے کہ ایمان ٹھکانے آتے۔ لطیفہ (۲۷) قولہا "ہم تحقیقی جواب دیتے خوف سے ترک کرتے" اقول الکذوب قد یصدق برسات بھر میں ایک سچ بولے ہو، واقعی تمہارا طائفہ ہمیشہ اخفائے مذہب کرتا اور بخوف اہل حق دلی تحقیق ظاہر کرتے ڈرتا ہے، خیر اب سہی ذرا دیر کو جی کڑا کر کے مرد بن جائیے۔ خوف چھوڑ کر وہ جواب تحقیقی ارشاد فرمائیے ہم بھی تو دیکھیں کتنے پانی پر ہو، ورنہ حضرت کا بھید سب پر کھل ہی چکا ہے، کہ اس تسلیم واقرار کفر کے سوا ہذیان امام کا درد لا دوا۔ لطیفہ (۲۸) بزعم شنیع اس جواب کفری کو معاذ اللہ عقائد اہل سنت[2] پر مبنی بتا کر تحقیقی جواب متروک ٹھہرایا اقول اب تو مکرر سچ بولنے

---

[1] اور اب صفحہ ۴۲ و ۴۳ وحاشیہ صفحہ ۴۳ و ۴۴ ہے ۱۲ [2] جواب اول میں عبارت طائفہ یہ ہے "حالانکہ یہ کلیہ مسلم اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے اگر اس کا انکار کرتے ہو تو خود اہل سنت سے خارج ہو ہم تحقیقی جواب دیتے مگر خوف سے ترک کرتے ہیں" انتہی، دیکھیئے کیسی کھلی تصریح ہے کہ جو جواب کلیہ مسلمۂ ائمہ کلام اور اہل سنت کے ایسے عقیدے پر مبنی جس کا منکر اہل سنت سے خارج، وہ اُن کے نزدیک تحقیقی نہیں الزامی ہے جواب تحقیقی ہنوز فی بطن القائل ہے جسے بخوف اہل حق چھپا گئے۔ الحمد للہ کہ اس زمانہ ضعف دین میں بھی مخالفان اہل حق یخوفون فی انفسہم ما کانوا یبدون لک کے مصداق ہیں ؎ ہیبت حق ست این از خلق نیست ۔ والحمد للہ رب العلمین ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ

ف محمود الحسن صاحب دیوبندی کا اقرار کہ وہ اور سارے دیوبندی اہلسنت سے خارج ہیں [illegible]

لگے، واقعی جب تم دشمن سنیان ہو تو جو جواب تمہارے نزدیک عقائد اہل سنت پر مبنی ہو تحقیقی کیونکر ہو سکتا ہے، بلکہ اپنے سنی خصم پر الزاماً ہی پیش کیا ہے۔ لطیفہ (۲۹) کلام معتقد المنتقد شریف قال کبیرھم کذبہ واتصافہ سبحانہ بھٰذہ النقیصۃ لیس محالا بالذات پر خرافات اور بکنا اور افترا اور کم فہمی، غرض اپنے گھر بھر مغلطات دے کر بولے "ہرگز کوئی اتصاف بالنقیصہ کا قائل نہ ہوا" اقول کہاں انکار استحالہ کہاں قول بالاتصاف، اتنے فرق تک کی تمیز مجبور مگر شیروں کے حضور عرض ضرور، ذرا تعصب کا گھونگھٹ ہٹا کر دیکھیئے کہ وہ طائفہ کا اکبار ی کبیر اپنی یکروزی زفیر میں کتنی جگہ صاف صاف امکان اتصاف کی تصریح کر گیا ہے، یوں بھی نہ سوجھی، تو مجلد دوم کا انتظار کیجیئے، سوجھلائے سے تو سوجھے گی۔ لطیفہ (۳۰) قولہا "شاید مبتدعین زمانہ کے نزدیک خدا کی تنقیص کچھ بری نہ ہو" اقول تم نے چند ساعت سنیوں کی صحبت اٹھائی تھی اُس کا مبارک نتیجہ دیکھتے جاؤ، یہ تیسرا سچ آپ کے ذہن سے نکلا، واقعی مبتدعین زمانہ یعنی وہابیہ خود بیگانہ تنقیص الٰہی کو برا نہیں جانتے اُن کا امام صاف لکھ چکا کہ خدا میں عیب آنا بالذات محال نہیں، دیکھو سبحٰن السبوح صفحہ ۵۰ و ۵۱ اور جا بجا اسی کی تصریح رسالہ تلبیس میں موجود

صریح کما سیاتی فی المجلد الثانی اور تم ابھی ابھی بتا چکے ہو کہ تمہارا معبود

چور، شرابی، جاہل ظالم ہو سکتا ہے، اور تنقیص نام کس

چیز کا ہے، اللہ تعالٰے ہدایت بخشے، آمین آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علٰی خیر خلقہ

محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین

۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۹ھ علٰی صاحبہا الصلاۃ

والتحیۃ

آمین

۴۸۶
۹۲

(۴)

دامانِ باغِ سبحٰن السبوح

امام الوہابیہ کے ہذیان اول کی عجب صفرا شکنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

اللہ اللہ ایک حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور

جس سے وہابیت کا کوئی قول کوئی عمل کوئی عقیدہ لو سب مردود و مقہور!

رب العرش عز جلالہ نے اعلیحضرت صاحب الحجۃ القاہرہ مجدد المأۃ الحاضرہ زیدت فیوضہم الباطنۃ والظاہرہ کو وہ قلم عطا فرمایا ہے، جس کے صاعقۂ برق بار نے جدھر توجہ فرمائی خرمن ضلال کو وہ خاک سیاہ کیا کہ زراع کفار[1] نے اپنے انبار کی خاک بھی نہ پائی، ظلمت ضلالت دھواں بن کر برباد، اڑتی پریشان پھرتی نظر آئی ذالک من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ہ اعلیحضرت کی کتاب مستطاب سبحٰن السبوح کو شائع ہوئے اکیس برس ہوئے[2] یہ مبارک رسالہ ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوتے ہی گنگوہی صاحب کی خدمت میں رسید طلب رجسٹری ہوکر پہنچا، اُن کی دستخطی رسید اب تک محفوظ ہے۔ تین سال غوغا رہا جواب ہوگا ہوگیا چھپے گا چھپتا ہے، مگر وہ چھپنا بالفتح نہ تھا بکسور تھا، ایک خیالی انڈا پر عنقا کے نیچے مستور تھا یہاں تک کہ حضرت گنگوہی صاحب ظاہری آنکھوں کو بھی رو بیٹھے، اور گیارہ سال انتظار کے بعد اعلیحضرت نے المعتمد المستند میں چھاپ دیا کہ الاٰن اذ قد اعمی اللہ سبحٰنہ بصرہ من قد عمیت بصیرتہ من قبل فانی یرجی الجواب و ھل یجادل میت من تحت التراب

---

[1] کفار کے لغوی معنے چھپانے والے اور کسان کہ دانہ زمین میں چھپاتے ہیں اور یہی معنے زُراع میں ۱۲

[2] اور اب پورے ستر برس ۱۲ رضوی

اللہ عزوجل نے اعلیحضرت کی یہ پیشگوئی بھی سچی فرمائی، کہ جناب گنگوہیت مآب مر کر مٹی میں مل گئے اور اذناب نے وہ چھپا ہوا خیالی جواب اُن کے ساتھ گڑھے میں دبا دیا، یا وہ پیری مریدی بھی کرتے تھے، قبر میں شجرہ کی جگہ رکھوا دیا، اب کچھ زمانہ ہوا، کہ بعض دیوبندی شورشوں پر استفتا ہوا، اعلیحضرت نے مختصر جواب ارشاد کیا، اور تفصیل کو سبحٰن السبوح پر محول فرمایا۔ یہ مختصر فتوے اپنے کمال ایجاز پر بعونہ تعالٰی پرتو اعجاز پر واقع ہوا، جس نے ایک[1] کلیۂ امام الوہابیہ کے پرزے اُڑا کر عجیب فائدہ افادہ کیا کہ امام الوہابیہ کا یہ قول مان کر خود اُس کے اور تمام وہابیوں اور غیر معتقدوں کے جتنے عقائد، مکائد، اقوال، افعال دعاوی، دلائل، رسائل، غرض اُس طائفے کی عمر بھر کی ساری کمائی، اگلی پچھلی آئی گئی کوئی ہو، کیسی ہو سب کے رد کو صرف ایک حجت قاہرہ کافی، اب یہ بات منجملہ کرامات ہے یا نہیں کہ تمام مختلف ابواب کے مباحث گوناگون کے رد کو صرف ایک دلیل وافی، ایک ہی وار ہر جگہ حاضر، ایک ہی صاعقہ ہر جگہ قاہر وللہ الحجۃ البالغۃ وہ مبارک فتوے یہ ہے:۔

دامانِ باغِ سبحٰن السبوح

۲۶ھ ۱۳

منقول از مجلد یازدہم العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور اس پر دلیل پیش کرتا ہے، کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے، تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کلام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے، اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے، آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پہ قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے، جن پر آدمی کو قدرت نہیں

انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے اور اس دلیل کو کہتا ہے، یہ ایسی قاطع دلیل ہے، کہ جس کا جواب نہیں ہوسکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمادیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچاویں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی گر دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ اُن کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے، جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہوجاتا ہے، اگرچہ ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے، اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں، اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی دافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہوچکا، اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرھم وہابیوں کسی سے اُس کا جواب نہ ہوسکا، نہ انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہوسکے حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما کانو یفسقون: اولٰئک اصمھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون: میں نے اُس رسالے میں تیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات ہے، اور یہ کہ اُس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اُس کے رب کی عظمت اور اُس کے کلام کی تصدیق ہو، اگرچہ کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے، تو اُس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں۔ اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے۔ اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اُس کی نسبت سے عار رکھتا ہے۔ اگر وہ اللہ جل جلالہ کے لئے ممکن ہوا، تو وہ عیبی، ناقص، ملوث، گندی گھنونی نجاست سے آلودہ ہوسکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اُس کے لئے اُس کے رب کی امان، ادنٰے سمجھ والا یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کریگا پاکی ہے اُسے جس کے سراپردۂ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر قطعاً محال

بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے الکذب **محال باجماع العلماء** لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال یعنی جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال، نیز مقصد سادس فصل ثالث بحث سابع جملہ اہل سنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ ولا یصح علیہ الجھل ولا الکذب ولا النقص اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث ونو پیدا ہے، اور اُس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے نہ اُس کا جہل ممکن ہے، نہ کذب ممکن ہے، نہ اُس میں کسی طرح کے عیب ونقص کا امکان ہے۔ دوم یہ کہ جب اُس کا کذب ممکن ہوا، تو اُس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اُس کا صدق ضروری نہ رہا، تو اُس کی کونسی بات پر اطمینان ہوسکے گا، ہر بات میں احتمال رہیگا کہ شاید جھوٹ کہدی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے، تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اُس نے کبھی نہ بولا، کیا اُسے کسی کا ڈر ہے؟ یا اُس پر کوئی حاکم وافسر ہے؟ جو اُسے دبائے گا اور جو بات وہ کرسکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہوسکتا تھا کہ خود اُس کا وعدہ ہو، کہ ہمیشہ سچ بولوں گا، یا اُس نے فرمادیا ہے، کہ میری سب باتیں سچی ہیں، مگر جب اُس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا، تو سرے سے اس وعدہ وفرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا۔ ہوسکتا ہے، کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اُس کا کذب ممکن مان کر دین وشریعت واسلام وملت کسی کا اصلا پتا نگا نہیں رہتا، جزا وسزا وجنت ونار وحساب وکتاب وحشر ونشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لاتحصی ومطاعن فی الاسلام لاتخفی منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد وبطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعاً علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعاً رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل

وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں امام وہابیہ کی اختراع خبیث ہے۔ سبحٰن السبوح میں اُس کے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کردی ہے، یہاں چند حرف کافی گزارش اولاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کرسکتا ہے، وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کرسکتا ہے تو جائز ہوا، کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پئے، چوری کرے، بتوں کو پوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سربازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول دھپکر لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کونسی ناپاکی، کونسی ذلت، کونسی خواری ہے جو اُن کے خدا سے اُٹھ رہے گی، ثانیاً بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ اُنہوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے، کوئی عیب بالفعل تو اُسے نہ لگایا، حالانکہ اول تو یہی اُن کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکانِ عیب ہی خود بڑا بھاری عیب ہے۔ کما بیناہ فی سبحٰن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع مالہ من الوضوح خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں۔ میں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بے شک اُنہوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا، اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا، بلکہ اُس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی، صاف صاف اُس کی الوہیت ہی باطل کردی، وجہ سنیئے۔ جب یہ ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے، کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اُس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اُس کے جوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے، تو ضرور ہے، کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم وتواضع وخدمت وغلامی پر قادر ہو، ورنہ انسان کی قدرت جو اُس کی قدرت سے بڑھ جائے گی، کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کرسکا اور خدا سے نہیں ہوسکتا، اگر کہیئے اُسے اُس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی، کہ اُس کے ماں باپ ہی نہیں، تو اس میں اُس زخم کا کیا علاج ہوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہوسکتا، خواہ نہ ہوسکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے، کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وہ بھی ایسی سعادت مندی کرسکے، جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا، اور حادث خدا نہیں ہوسکتا، اُس کا کوئی خالق ہوگا، اور مخلوق خدا

نہیں ہوسکتا۔ اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو بالفعل عیبی ملتے اور سرے سے اُس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو، ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں، اور پھر بھی اُسے اُن سعادت مندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتا دیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے، اور آواگون کے ہاتھوں کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے، اپنے اُن آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یوں بھی گئی، کہ جو مرسکا وہ خدا کہاں؟ ثالثاً احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے، یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے، مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صاف اُڑا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات، نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز وشب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اُس کی قدرت آزاد ہوئی، جس پر کوئی روک نہیں، اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ ومسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں، اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے، تو یوں کیا انسانی قدرت اُس کی قدرت سے فائق نہ رہی، باعتبار مقدورات کمّاً نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفاً سہی، ناچار تمہیں ضرور ہے، کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو، کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے۔ رابعاً اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں، کہ وہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اُس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی، اور اپنی حماقت سے بہت کرتی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے بعضہا تہیب من بعض اوّل ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے، یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے۔ اہلسنت کے نزدیک انسان حیوان تمام جہان کے افعال، اقوال، اعمال، احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر وایجاد میں کچھ دخل نہیں، تمام کائنات وممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبیح، طاعت ہو یا عصیاں انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدور، اللہ ہی کا مخلوق ہوگا، اُسی کی قدرت اُسی کے ایجاد سے

مغالطے کے چار حل   معتزلی ہے   خالق ہے

دوسرے کی زوجہ کو طلاق[1] نہیں دے سکتا، تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں، بلکہ اُس کی نظیر پہ قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ دونوں پہ قادر ہے، جبکہ اُن میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا، وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی، تو اللہ تعالےٰ زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پہ بھی، کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا، بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں، خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم چہارم یہ قضیہ بے شک حق تھا کہ جس پہ انسان قادر ہے، اُس سب اور اُس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولےٰ عزوجل قادر ہے، وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقۃ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا، انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے، انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اُس کا حصہ نہیں، وہ خاص مولےٰ عزوجل کی قدرت ہے، تو اُس کلمۂ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر قدرت خدا، اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے رحمٰن بھی خود اپنے لئے اُس کے کسب پر قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون ۝ اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا صحۃ الشئ منہ ہے نہ صحۃ الشئ علیہ اور صاف گڑھ لیا کہ ما یصح علی العبد یصح علی اللہ جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ دیوبندی اُسے قطعی دلیل کہتا ہے۔ ہم ایک فائدہ

---

[1] یعنی فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر رکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہو سکتی، کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا یا پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہو سکتا اسکی نظیر اُس سے صادر ہوگی ۱۲ منہ [2] یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ [3] بمعنی مذکور ۱۲ منہ

عجیبہ بتائیں، مَیں کہتا ہوں، ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے، مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول، ایک ایک فقرے، ایک ایک حرفِ وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر، وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے، وہ ضرور فی الواقع حق و سچا ہے۔ ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے، باطل کو صحیح مان لے امام الوہابیہ نے اگرچہ اُس کا کذب ممکن کہا، مگر وہ یوں تھا کہ اُس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اُس کے خلاف کہے، نہ یہ کہ خود اُس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو، اُس کے امکان کی اُس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ اُس کا امکانِ جہل[1] صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا، کہ ایک بات معلوم نہ ہونا، کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا اُس کا امکان اُن سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالےٰ یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلےٰ ضروریات دین سے ہے اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ اُن کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں، کہ کسی دلیل، کسی تعلیل، کسی استقرا، کسی تمثیل سے اُن پر اعتقاد کر سکے، اُن کا اعتقاد محض بربنائے کلام الٰہی تھا، اب اُس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطا کی بات ہے، جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں، تو محض مہمل اور

---

[1] مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقض کیا تھا مولوی محمود الحسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے حمایۃً گنگوہی کے بیان و حمایت میں اُس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا:۔ "چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے"۔ دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شراب پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنے سب کچھ روا ہے اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

بے ثبوت جاننا اور اُن سب کا چھوڑ دینا لازم ہوا، کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی، بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیاتِ معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنیئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں، ان کا امام صاف مان رہا ہے، کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے. تو واجب ہوُا، کہ خدا عورت سے نکاح، بعدہٗ جماع، بعدہٗ اُس کے رحم میں اپنے نطفے کا القاع کر سکے، ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہیگا، اور جب یہاں تک ہو لیا، تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کرانے میں کیا زہر گھُل گیا، کہ ان سے عاجز رہے گا، دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہیگا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر معتمد ظاہری المذہب، مدعی عمل بالحدیث موُنھ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے. ملل ونحل میں کہتا ہے انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزاً اِس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولدا فانا اول العابدین ۰ تم فرماؤ کہ اگر رحمٰن کے کوئی بچہ ہے، تو سب سے پہلے اُس کا پُوجنے والا میں ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں. عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اُس کے کھونے کو امکانِ کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا تو پوری رجسٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب وغلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں، تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وہ ضرور حق وسچا ہے" برہانی ایقانی ایمانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمۂ ایمانیہ رکھیئے، اب خلاف وہابیہ و وہابیت جو بات چاہیئے، فرض کر لیجیئے، خواہ وہ ہمارے موافق

ف: وہابیہ کے طور پر خدا کا بیٹا ممکن ہزاروں مستحق عبادت خدا ممکن

ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً (۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا (۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبہٹی، تھانوی وغیرھم وہابی سب کھُلے مرتد ہیں (۳) جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے (۴) تقویت الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراط المستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نجاساتِ انہوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے (۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے (۶) اُن سُفہا اور ان کے نُظَرَاء تمام خُبثا جنہوں نے شانِ اقدس وارفع رب العٰلمین وحضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی، جو شخص رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ورب العزۃ جل جلالہ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے، ان کی اُن باتوں کی تصدیق وتحسین وتوجیہ وتاویل کرے، وہ عدو خدا و دشمن مصطفےٰ ہے جل جلالہ وصلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم (۷) غیر مقلدین سب بے دین، پکے شیاطین، پورے ملاعین ہیں. سات یہ اور سات ہزار اور. جو بات ہو کیا انسان اُس کا اعتقاد نہیں کر سکتا. ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد[1] پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھیئے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کر سکتا ہے". مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا، ردّ وہابیہ کی جس بات کو چاہیئے، اس کا مشار الیہ بنائیے، اب اس مقدمۂ بدیہیہ کو صغریٰ کیجیئے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوےٰ ذلیل کہ "جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا کر سکتا ہے". اسے کبریٰ بنائیے شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے". اب اس نتیجہ کو صغریٰ کیجیئے، اور مقدمۂ ایمانیہ کو کبریٰ کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے". شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا

[1] ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع اور فرض وحرام وجائز وممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت ہو یہی یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقائد باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کر سکتا ہے تو خدا بھی کر سکتا ہے، تو یہ بھی حق ہیں، کہ کہ بنائے دلیل مقدمۂ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ اُن کا اور اُن کے امام کا ایمان ہے۔ ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے، تو کبرائے قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا اب کہیئے مفر کدھر؟ تین ہی احتمال ہیں اول مقدمۂ ایمانیہ کا انکار کرو، اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت وحشر ونشر وجنت ونار جملہ سمعیات اور خود اصل اصولِ دین لا الٰہ الا اللہ پر ایمان کو استعفا دو، اور کھلے کافر ہو دوم اقرار کرو کہ مقدمۂ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود وملعون ومطرود تھا، ہیہات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے ؎

انی لکم، الی الھدی تحویل • قد أشرب فی القلوب اسمٰعیل

اور خدا کا دھرا سر پر براہ ناچاری اُس کے انکار پہ آؤ بھی تو تمہارا خصم کب مانے، وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے، تو فریق کو اپنے مقدمۂ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں کما صرح بہ العلماء الکرام[1] ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کھلا رہے کہ دلیل جس مقدمۂ مسلمہ پر مبنی ہو اُس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نہ رہے، قول کی ضلالت پر اقتصار ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروڑوں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا، اور تم اور فلاں وفلاں اُس کے سارے معتقدین بھی اُسی کی طرح گمراہ

[1] فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفیدا للالزام اصلا اذ یمکن اعترافہ بالخطأ فی تسلیم احدی المسلمات ولم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلم کالمفروغ عنہ فی حکم الضروری لا یصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام اھ باقتصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

بددین ہو سوم اگر اُن دونوں سے فرار کرو، تو اب نہ رہا، مگر یہ تیسرا کہ اُن سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے گھر سے پیدا ہوئے حق جانو، اور دہلوی اول ودہلوی آخر وگنگوہی ونانوتوی وانبہٹی ودیوبندی، اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد، اور تقویت الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس ومعیار الحق وغیرہا تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس وبدبو فرمایئے، ان میں کونسا آپ کو پسند ہے، جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر دنی یا کم از کم گمراہی وبددینی کا اقرار کیجئے۔ کہو کچھ جواب فرماؤ گے؟ یا آج ہی سے مالکم لا تناصرون: بل ھم الیوم مستسلمون کا رنگ دکھاؤ گے؟ کیوں ھل ثوب الفجار ما کانوا یفعلون

والحمد للہ رب العٰلمین: وصلی اللہ تعالٰی

علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ

وصحبہ اجمعین

واللہ

تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن النبی الامی المصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفٰی احمد رضا خان

[1] تنبیہ کما جوا کبر ہیں مالک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

(۵)

۲۸۶/۹۲

پیکانِ جانگداز برجانِ مکذّبانِ بے نیاز

۱۳ ھ ۲۷

یہ رسالہ مولوی سید عبدالرحمٰن صاحب بہتیوی نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کے رد میں لکھا اور جیبی سے شائع ہو گیا جواب ہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیوبندی کانچ کی دو پوچ اصلین اور اُن پر حِجَارَۃً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ کی بھاری سلیں

دربھنگی صاحب اپنی پہلی اصل یہ بتاتے ہیں کہ ہم تمام ممکنات کو داخل قدرت مان کر بعض کو ممتنع بالغیر کہتے ہیں اور آپ بے شمار ممکنات کو خارج کر کر عجز کا دھبہ[2] لگانا چاہتے ہیں اقول مگر واحد قہار عز جلالہ کے مکذبوں نے عہد کر لیا ہے، کہ کبھی کوئی حرف سچ نہ کہیں گے، اس نجس عہد میں سچے ہیں، تو کبھی سے بھی جھوٹا کریں، اب ضربات لیجئے (۱) ممکنات سے مراد اگر ممکنات اسلامیہ ہیں یعنی وہ چیزیں کہ اسلامی عقائد سے مقدور ہیں، تو حاشا کہ یہاں اُن میں سے کسی کو معاذ اللہ خارج از قدرت مانا ہو ولکن الظّٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۰ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت خطبۂ سبحٰن السبوح میں فرماتے ہیں الحمد للہ المتعالی شانہ عن الکذب و الجهل والسفه والهزل والعجز والبخل وكل ما ليس من صفات الكمال المنزه عظيم قدرته بكمال قدوسيته وجمال سبوحية عن وصمة خروج ممكن اودلوج

---

[1] کانچ کی شیشی کو ایک کنکری بہت، نہ کہ گراں بہا پہاڑ ۱۲ [2] خط شریف میں یُوں ہی ہے ب ھ زبر بہ دھبہ اُردو لکھنے تک کی تمیز نہیں، اور اصول دین میں کلام ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

محال سب خوبیاں اللہ کو جس کی شان کذب وجہل وسفاہت وہزل وعجز اور ہر اس چیز سے جو صفت کمال نہ ہو برتر ہے جس کی عظیم قدرت اس کے کمال قدوسیت وجمال سبوحیت کے سبب اس عیب سے منزہ ہے، کہ کوئی ممکن اُس سے خارج یا کوئی محال اس میں داخل ہو، اسی میں فرمایا صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات میں ہونے کے قابل ہے اس پہ قادر ہو کوئی ممکن احاطۂ قدرت سے جدا رہے، منہیہ میں فرمایا ان مصحح المقدوریۃ نفس الامکان الذاتی شے کا ممکن بالذات ہونا ہی اُسے زیر قدرت ربانی داخل کرنے کو بس ہے۔ دیکھو کیسی روشن تصریحیں ہیں کہ کوئی ممکن قدرت الٰہی سے خارج نہیں۔ اور اگر مراد ممکنات دین وہابیہ ہیں کہ اُن کے یہاں اُن کے معبود میں سب عیب ونقص ممکن ہیں، تو معاذ اللہ کہ اہل اسلام اسے تسلیم کریں اور اپنے رب سبوح وقدوس عز جلالہ کو عیاذاً باللہ ملوث وآلودہ وعیبی ہونے کے قابل مانیں، ائمہ دین وعلمائے مسلمین نے فرمایا تھا الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال جھوٹ عیب ہے اور ہر عیب خدا پر محال۔ تفسیر کبیر وتفسیر بیضاوی وتفسیر مدارک و شرح مقاصد وطوالع الانوار و شرح سنوسیہ وشرح عقائد جلالی ومسلم الثبوت وتفسیر عزیزی وغیرہا کتب عقائد وتفسیر واصول میں اللہ عز وجل کا کذب محال قطعی ہونے پہ یہ دلیل علمائے اسلام نے ذکر فرمائی، اب وہابیہ کا امام اسمٰعیل دہلوی اپنی بدروزی رسالہ یکروزی میں اس کلام ائمہ اسلام وعلمائے اعلام کا یوں رد کرتا ہے اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ ست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد ضد کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ می شمارند و اورا بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد وصفت کمال ہمیں است کہ قدرت دارد وبنابر رعایت مصلحت بتنزہ از شوب کذب تکلم نماید بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب وتنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح است اھ ملتقطا۔ دیکھو کیسی کھلی تصریح ہے کہ خدا عیبی ہو سکتا ہے، ملوث وآلودہ ہونے کی گنجائش رکھتا ہے لاکھوں عیبوں کا اسے لاحق ہونا روا ہے، ہاں مصلحۃً اُن سے بچتا ہے، تو نہ فقط کذب بلکہ ہر عیب سے آلودہ ہونا خدا کے لئے ممکن مان لیا یعنی نقص ہونے کی وجہ سے کوئی ناپاک سا ناپاک عیب خدا میں ناممکن نہ رہا، اس بحث کا مفصل بیان کتاب مستطاب سبحٰن السبوح شریف

میں ہے، یہاں یہ حرف مختصر بس ہے کہ علمائے اسلام ائمۂ اعلام کی دلیل میں دو مقدمے تھے۔
صغری یہ کہ کذب عیب ہے، اور کبرٰے یہ کہ اللہ تعالٰے پر عیب محال، صغریٰ تو اُسے مسلم ہے
کہ خود بھی کذب کو لوث وعیب وآلودگی کہہ رہا ہے، لاجرم کبرے اسے مسلم نہیں اور خدا کا
عیبی ہونا ممکن مانتا ہے، ایسے ممکنات وہابیت ملعونہ کے دین میں ہوں گے، مسلمانوں
کے دین میں اُن کا رب سبوح وقدوس بالذات ہر عیب وآلائش سے وجوباً پاک ومنزہ ہے
اور کسی عیب سے اُس کا تلوث قطعاً یقیناً محال بالذات (۲) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
کے مطالعہ سے ظاہر ہے، کہ یہ دلیل ذلیل امام وہابیہ غلام معتزلہ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ اپنے
انہیں آقاؤں معتزلیوں سے سیکھ کر لکھی ہے، اُن خبثا نے لکھا تھا انه تعالٰی قادر علٰے
الظلم لانهٗ تمدح بترکه ومن تمدح بترك قبیح لم یصح منه ذالك التمدح إلا اذا
کان قادرا علیه الاتری ان الزمن لایصح منه ان یتمدح بانه لایذهب فی اللیالی
الی السرقة یعنی خدا ظالم ہو سکتا ہے کہ ظلم نہ کرنے سے اُس نے اپنی مدح فرمائی، اور کسی بُری
بات کے ترک میں تعریف جبھی ہے کہ اُس پر قدرت بھی ہو لنجھے کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ
وہ راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا، دیکھو بعینہٖ وہی تقریر خبیث ہے، فرق اتنا ہے کہ
انہوں نے اُس سبوح وقدوس کو بالامکان ظالم بنایا، انہوں نے کاذب انہوں نے بر تقدیر
تنزیہ حقیقی اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، انہوں نے گونگے اور پتھر سے، اس جہالت فاحشہ
پر دو نقض تفسیر کبیر میں ذکر فرمائے، اُن خبیثوں کا وہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں والجواب
انه تعالٰی تمدح بانه لاتاخذه سنة ولانوم ولم یلزم ان یصح ذالك علیه وتمدح
بانه لاتدرکه الابصار ولم یدل ذالك عند المعتزلة علٰے انه یصح ان تدرکه الابصار
یعنی معتزلہ کی اُس دلیل علیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے نہ اونگھنے اور نہ سونے
سے بھی اپنی مدح فرمائی ہے۔ اور اس سے لازم نہ آیا کہ اُس کا اونگھنا سونا ممکن ہو، اور اپنی مدح
فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں۔ اس سے اے معتزلیو! تمہارے نزدیک اس کی رویت
کا امکان نہ ثابت ہوا، اور سبحٰن السبوح والکوکبۃ الشہابیہ وغیرہا تصانیف مجدد دین وملت
میں اور بہت نقض ارشاد ہوئے، کہ کھانا کھانا، بھیک مانگنا، ڈرنا، تھکنا، غفلت کرنا

کسی کو اپنے حکم میں شریک کرنا، ابلیس وشیاطین کو اپنا مددگار بنانا، واقعات عالم سے
غائب ہونا، جورو بیٹا وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کی نفی سے قرآن عظیم نے رب عزوجل کی
مدح فرمائی، تو وہابیہ ومعتزلہ کے طور پر یہ سب بھی خدا کے لئے ممکن ہوں گے، انتہا یہ کہ نہ
مرنے سے اپنی مدح کی فرماتا ہے وتوکل علے الحی الذی لایموت بھروسا کر اُس زندہ پر کہ
کبھی نہ مرے گا، تو چاہیئے کہ اُسے اپنی موت پر بھی قدرت ہو، وہابیو! یہ ہیں تمہارے
ممکنات جن کو اہل سنت اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوئے خارج قدرت مانتے ہیں۔ والحمدللہ
(۳) اسی یکروزی کی اسی بحث میں امام الوہابیہ نے ایک اور ملعون کلیہ گڑھا، کہ جو کچھ انسان
اپنے لئے کر سکتا ہے خدا بھی اپنی ذات کے واسطے کر سکے گا، ورنہ قدرت انسانی سے
گھٹ رہے گا، اس خبیث کلیہ نے تو وہ بس بویا جس کے کفریات کا شمار دشوار سبحٰن السبوح
والکوکبۃ الشہابیہ میں اس پر بہت کفر لازم فرمائے، اور ہمارے مکرم دوست مولٰنا ظہیر حسن
صاحب قادری رضوی نے چابک لیث میں اُن کا شمار تقریباً ساٹھ تک پہنچایا، اور
حقیقۃً ساٹھ ہزار پر بھی بند نہیں، مثلاً کھانا پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، ڈوبنا،
جلنا، وہابی، رافضی، یہودی بننا، بت پوجنا، زنا کرنا، گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالنا وغیرہ
وغیرہ سب باتیں انسان اپنے لئے کر سکتا ہے۔ تو چاہیئے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے لئے
کر سکتا ہو، اب کونسی گندگی، نجاست، خباثت، ذلت باقی رہ گئی، جو اُن کے خدا میں نہ
آسکے، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل اسلام اپنے مولٰے کی تسبیح کرتے ہوئے
بیرون قدرت مانتے ہیں، وللہ الحمد، اس مغالطۂ ملعونہ کا اعلٰے ردّ داماں باغ سبحٰن السبوح
میں ارشاد ہوا کہ چابک لیث میں چھپا (۴) مسلمانو! وہابیہ کا امام اور اُس کے اذناب لیام
جن کو صراحۃً اُس کلیۂ ملعونہ پر اصرار تام حقیقۃً خدا کے نرے منکر، کھلے زندیق دہریے ہیں،
وجہ سنیئے، اگر اُن کا معبود جلنے، ڈوبنے، گلا گھونٹ کر مر جانے پر قادر نہ ہوا، تو اُن کے
نزدیک عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور قادر ہوا، تو اُس کی فنا ممکن ہوئی، اور جو فنا ہو
سکے، ہرگز خدا نہیں، بہر حال الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا لازم، دہریو! پھر کس منہ سے
صفات الٰہیہ میں بحث کرتے ہو، تمہارے دھرم میں الٰہ ہی کوئی نہیں، صفات کس کی ہوں گی

تف تف تف (۵) بھلا یہ تو ہندی وہابیت کے جداعلیٰ تھے، در بھنگی صاحب کے خاص تعلیمی باپ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اور اُن کے اتراب واذ ناب نے صاف نام لے کر اپنے معبود کا جاہل رہنا، ظالم ہونا، چوری کرنا، شراب پینا ممکن ٹھہرا دیا، پرچہ نظام الملک ۲۵. اگست ۱۸۸۹ء میں بے دھڑک چھاپ دیا کہ چوری

شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے" وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات، جن سے اہل حق بحمد اللہ تعالےٰ پاک و بری ہیں (۶) در بھنگی جی! ذرا اپنے تعلیمی ابا جان سے پینے کی تعریف تو کرائیے، کسی شے رقیق کا حلق کی راہ سے جوف میں داخل کرنا ہی ہے یا کچھ اور ظاہر ہے کہ جوف میں نہ گئی مثلاً تم پانی یا شراب موٗنھ میں لے کر کلی کر دو، تو پینا نہ کہیں گے، اور جوف میں گئی مگر حلق کی راہ سے نہیں مثلاً حقنہ کراؤ جب بھی پینا نہ ہوگا، تو ضرور ہے کہ تمہارے معبود کے حلق و جوف ہوں گے جب تو شراب پی سکے گا اور جس کے نہیں جوف ہو صمد نہیں، اور جو صمد نہیں خدا نہیں، تو تمہارے ابا جان یقیناً خدا کے منکر ہیں، کافر کہنے سے گھبراتے ہو نہ سہی اس کا اقرار نہ کرو، اتنا کہدو کہ ضرور تمہارے وہ باپ چچا سب کے سب منکرانِ خدا ہیں، اس کہنے سے تم تو کیا ہو تمہارا شرابی خدا بھی اگر لاکھوں من برانڈی پی پی کر زور لگائے، تمہیں مفر نہیں ہو سکتی، ورنہ بتاؤ کہ جوف دار شراب خور خدا کیسا ہوتا ہے الالعنۃ اللہ علے الظالمین ٥ (۷) ہم تمہاری مان لیں کہ پینے کی کوئی ایسی تعریف اپنے جی سے گڑھ سکو جسے حلق و جوف لازم نہ ہو، مگر تمہارے امام اور تمہارے باپ کا وہ کلیہ کسی طرح تمہاری چلنے نہ دے گا، ضرور تمہاری کانچ کی کلیہ سجیل کے پتھر سے پھوڑ کر رہے گا، پینا نہ کہئے یوں[له] کہئے کہ انسان قادر ہے کہ اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کرلے، تمہارا وہی معبود بھی اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کرسکتا ہے، یا نہیں، اگر نہیں تو انسان کی قدرت سے گھٹ رہا، عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو وہی جوف دار کھکّل ہوا، اور کھکّل خدا نہیں، خدا کے منکرو! تم مسلمانوں سے کس برتے پر الجھتے ہو، اللہ اکبر واحد قہار کا جھوٹ ممکن بنانے کے لئے کونسی بلا ہے، کہ خبیثوں نے اپنے ساختہ خدا کے سر نہ ڈالی (۸) جی ہاں نری شراب خوری نہیں، آپ کا وہی معبود چوری بھی کرسکتا

[له] فائدہ - یہ طرز تقریر یاد رہے کہ اکثر نمبروں میں کام دے گا ۱۲ منہ رحمہ اللہ

ہے اور واقعی شرابی نشہ باز کو بدمعاش ہونا لازم، مگر اپنے تعلیمی باپ سے پوچھئے، تو کہ پرائی ملک چرائے گا، یا اپنی؟ کوئی احمق سا احمق اپنی ملک لے لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا، تو ضرور ہے کہ کچھ اشیاء تمہارے ساختہ خدا کی ملک سے خارج دوسروں کی مملوک ہوں، اے سچے پکے مشرکو! سچے مسلمانوں پر بعض ممکنات قدرت قدیر مطلق سے خارج ماننے کا جھوٹا الزام نہ دھرو. اپنے وہمی معبود کی ملک سے خارج اشیاء اور اس کے شرکائے ملک کی فکر کرو (۹) لطف یہ کہ اُن کے ساختہ خدا نے جب دیکھا کہ بعض نفیس چیزیں دوسروں کے خزانوں میں ہیں، اور اس کا اپنا ناقص خزانہ اُن سے خالی ہے، شراب پینے والے موٗنھ میں پانی تو بھر آیا کہ کسی طرح ان کو بھی اپنے خزانے میں لے لوں مگر کثرت میخواری سے دماغی کمزوری کہ نہ بیع یا ہبہ کسی جائز طریقے کی طرف طبیعت گئی، نہ قہر و سطوت و جبروت کے ساتھ سلاطین دنیا کی طرح بالجبر چھین لینے کی طاقت پائی، بلکہ بدمعاش بزدل نامردوں کی طرح چوری پیاد قات رہی. اور تو کیا کہوں بس تھوک ہے کیسا بے حیا ساختہ خدا اور کیسے گندے بندے، دیکھو ہمارا سچا خدا واحد قہار سبوح قدوس ہر عیب سے وجوباً پاک اُن عابد و معبود سب پر اپنی لعنت اُتارے گا. خدا کے دشمنو! اللہ عزوجل سے بھاگ کر نہ تم جا سکتے ہو نہ تمہارا معبود مردود ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۰) بھلا چوری، شراب خوری تو سب کچھ اور ڈھی تمہارا وہمی معبود زنا بھی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وہ دیکھو تمہارے امام و پدر کے کلیہ میں سجیل کا بھاری پتھر لگا، تمہارا خدا انسان سے قدرت میں گھٹ رہا، اور اگر ہاں تو ذرا اپنے تعلیمی باپ سے تعریف زنا کرائیے، زنائے حقیقی کہ مقدور انسان ہے، آلۂ تناسل پر موقوف، اور اس کے بغیر زنا کے شرعی لغوی عرفی، کسی معنے کا تحقق یقیناً محال، کہ ایلاج ذکر اس کا رکن ہے، اور ماہیت بے رکن قطعاً ناممکن تو تمہارے معبود کو آلۂ تناسل سے مفر نہیں، کہیں مہادیو کو تو خدا نہیں مان بیٹھے (۱۱) مہادیو کو مانو نہ مانو، مگر لنگ پوجا قطعاً تمہارے ایمان کا جز ہوئی، کہ لنگ تمہارے بھگوان کا جز ٹھہرا (۱۲) آدمی تو عورت سے بھی ہے، اگر تمہارا ساختہ خدا عورت کی قدر سے گھٹ رہا، تو اور بھی گیا گزرا ہوا، عورت قادر ہے کہ زنا کرائے، تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے، ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اُس پر قہقہے

اڑائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے؟ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی، ورنہ زنا کاہے میں کرا سکے گا، خنثے خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے الجھتے ہو، تورتی پوجن والے ہندوؤ تو ناحق الگ الگ لنگ اور جلہری بنانے کے سودے میں پڑے ہو، مقدس مدرسۂ دیوبند میں آؤ، کہ دونوں علامتیں ایک ہی معبود میں پاؤ **لطیفہ** تعجب تھا کہ خدا کے لئے آلۂ مردمی ہو، تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی، اندام زنی ہوا، تو اس کے لائق اسے مرد کہاں سے ملیگا، کہ اس کی ہر چیز نامحدود و بے انتہا ہو گی، یوں تو ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے اور ایک بڑا ڈبل خدا ماننا ہوگا جو دوسری ہوس بھر سکے، کیا وہابیہ اب تثلیث[ل] کے بھی قائل ہونگے؟ مگر علما نے ذریت شیطان کی پیدائش میں چار قول ذکر کئے ہیں، ازاں جملہ ایک یہ کہ ابلیس کی ایک ران میں آلت مردمی ہے، دوسری میں علامت زنی، وہ اپنی رانوں کے باہم جماع سے بارور ہو کر ذریت لاتا ہے، اس قول کے لاحظہ سے وہ تعجب بھی جاتا رہا، اور تثلیث کی بھی حاجت نہ ہوئی، اور معلوم ہوا کہ دیوبندی دیوبند گی نھی یعنی حضرات کا وہ خنثے معبود کون ہے یہ ابلیس ذوالعلامتین ہے۔ اب اعتراض اٹھ گئے، اور اس پر بڑا قرینہ یہ کہ **گنگوھی** صاحب نے براہین قاطعہ میں اس ملعون کے علم کو علم اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے وسیع تر بتایا، اور یقیناً وہ کہ جس کا علم علمِ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے زائد ہو خدا ہی ہے اور اب کاذب بالفعل ماننے کا بھی عقدہ کھل گیا، ابلیس[ے] سے بڑھ کر کون کاذب بالفعل ہو گا، نیز ان کے امام کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہو گیا، کہ اس میں ہر عیب کی گنجائش ہے، اور یہ کلیہ بھی صحیح ہو گیا کہ جو کچھ انسان اپنے لئے کر سکے وہ اپنے لئے کر سکتا ہے، واقعی کلمات علما میں عجب عجب منافع ہوتے ہیں، دیکھئے ایک ذرا سا پیچ کھلنے

[ل] جی ہاں دیوبندی وہابیہ تثلیث کو بھی ممکن عقلی مانتے ہیں۔ نمبر ۱۵ ملاحظہ کیجئے ۱۲

[ے] مولنا دیوبندی صاحبوں کا خیال رکھئے ان کا حق ابلیس کو نہ دینا چاہئے ابلیس نے کس دن کہا تھا کہ میرا علم علم اقدس سے زیادہ ہے کس دن کہا تھا کہ خدا معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے تو یہ اس سے بڑھ کر کذب ہے ۱۲ مصحح عفی عنہ

سے کتنے عقدے حل ہو گئے، کیوں دیوبندیو! احسان تو نہ مانو گے، قاہر اعتراضوں کا کیسا جواب بتا دیا کہ ایک ہی سہارے میں بیڑا پار ہے (۱۳) امام الوہابیہ نے اپنی ناقص تحریر جہالت تحمیر افصاح الباطل بنام الیضاح الحق مشہور نام زنگی برعکس کافور میں تصریح فرمائی، کہ "اللہ عزوجل کو زمان و مکان و جہت سے منزہ ماننا اس کا دیدار بے جہت و محاذات جاننا سب بدعت حقیقیہ کے قبیل سے ہے اگر اسے کوئی دینی عقیدہ سمجھا جائے، خدا کی یہ تنزیہیں اور غیر خدا کو قدیم و ازلی کہنا خدا کو مخلوق بنانے میں بے اختیار ماننا سب کا ایک حکم ہے"۔ دیکھو اس کی تحریر خبیث صفحہ ۳۵ و ۳۶ اور اس کے رد میں کوکبۂ شہابیہ صفحہ ۱۲ وغیرہ، ظاہر ہے کہ اگر زمان و مکان و جہت کا خدا کو محیط ہونا اس مدہوش کے نزدیک اس کی شانِ قدوسیت و وجوب وجود کے منافی ہوتا، ضرور ان سے خدا کی تنزیہ کو عقیدۂ دینیہ جانتا جیسا کہ تمام اہلسنت کا ایمان ہے، مگر یہ مردود اسے بدعتِ حقیقیہ بتاتا اور اس کے معتقد کو ان دو صریح کفروں کے معتقد سے ملاتا ہے، اگر اس کے زعم ملعون میں اس کا معبود بالفعل زمان و مکان و جہت کے گھروندے میں گھرا ہوا نہیں، تو کم از کم گھر سکتا ہے، اور اپنے آپ کو اس محبس میں مقید کر سکتا ہے، ورنہ اس سے اس کی تنزیہ فرض ہوتی، اور اس کے اس کلیۂ ملعونہ نے اور بھی رجسٹری کر دی، آدمی قادر ہے کہ کسی گز بھر کی گڑھیا میں گر کر اوپر سے پتھر رکھوا کر اپنے آپ کو اس تنگ مکان میں مقید کر لے، ان کا معبود اگر یہ نہ کر سکا، تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہیگا، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن پر مسلمان لعنت کرتے ہیں۔ **لطیفہ** وہابیہ کا خدا عجیب ربڑ کی ساخت کا ہے، جس میں قیامت کی پھیل سمیٹ ہے انسان تو گز بھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے، ایک چھوٹی سی چیونٹی سوئی کے ناکے برابر سوراخ میں سما جانے پر قادر ہے۔ ان کا خدا جسے یہ اپنی جھوٹی زبان سے اکبر کہتے ہیں، اس اصغر سے اصغر سوراخ میں الوپ ہو سکے گا، ورنہ آدمی درکنار چیونٹی سے بھی قدرت میں گھٹ رہیگا (۱۴) افسوس وہابیہ کا ساختہ خدا کہاں کہاں آدمی کی ریس کرے گا، امکان جہت کی خباثت ان کے معبود کو بے ناچ نچائے نہ چھوڑے گی، ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود یوں نہ گھوم سکا، تو رنڈی سے بھی گیا

گزرا، اور واقعی بقول در بھنگی صاحب کے تعلیمی باپ محمود الحسن دیو بندی صاحب کے جب یہ کلیہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکے اُن کا معبود اپنے لئے کر سکتا ہے، تو شعلیچی کی طرح رنڈی کے ساتھ گھومے گا بھی، خود بھی ناچے گا، اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اُسے اپنے پاس گھمائے گا بھی، نٹ کی طرح بانس پر چڑھ کر کلا کھیلے گا، کیا کچھ نہ کر سکے گا۔ ایسے تماشے معبود پر اُف اور اُس کے اعجوبہ پرست عابدوں پر لعنت، مگر سخت عجب یہ ہے، کہ اگر ایک مجلس میں چار رنڈیاں ناچتی ہوں، اور آن واحد میں وہ چاروں جہات مختلفہ کو اپنی سمت بدلیں، ان کا خدا اگر اُس وقت ایک ہی سمت بدل سکا، تو تین رنڈیوں کے فعل پر قادر نہ ہوا، اور اگر آن واحد میں چاروں سمت کو بدلا، تو یہ رنڈیاں تو چار تھیں، انہوں نے ایک ایک جہت بانٹ لی، یہ کہ واحد کہلاتا ہے، کدھر سے اپنے چار ٹکڑے کرے گا، ایک آن میں چار جہتیں کیسے بدلے گا؟ (۱۵) ایک دیوبندی نے کہ در بھنگی صاحب کا عالم معتمد اور دیوبندی دھرم کا سنادی مستفید ہے، اپنی ادلۂ واہیہ صفحہ ۱۴۲ میں خدا کا جورو بیٹا بھی ممکن مان لیا اور اُس پر دلیل یہ کہ عقلاً محال ہوتا، تو نصاریٰ نے اتنے بڑے عقلمند ایسے حکیم، ایسے صناع ہیں یہ کیوں مانتے؟ اللہ اللہ ؎

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا ٭ خیرہ ام در چشم بندے خدا

طرفہ یہ کہ جورو ماننے کا نصاریٰ نے پر بھی افترا کر دیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ ہو، دیو بندی صاحب نری جورو نہ کہو خصم بھی پکارو کہ تمہارے معبود کا خنثیٰ ہونا تمہارے امام کا مذہب بتا چکا ہے (۱۶) احمق بے دیو! تم نے یہی جانا کہ افعال عباد کا خالق کون ہے؟ وہ کس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، بندے کو ظاہری قدرت جو ہے وہ کس محل سے ظہور تعلق فعل ہے، اور کمال کفر پرستی سے اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن بنانے کو کل مقدور العبد مقدور اللہ کے یہ معنے گڑھ لیئے کہ جو کچھ بندہ اپنے لئے کر سکے خدا اپنے لئے کر سکتا ہے۔ اس لعین مغالطہ ابلیسیہ کا پورا حل داماںِ باغ سبحٰن السبوح میں دیکھو، اور خدا توفیق دے۔ تو

لہ یعنی اسی ملعون دلیل ذلیل سے تین خدا بھی عقلاً ممکن ہو گئے ورنہ اتنے بڑے کاریگر کیسے اس کے قائل ہوتے تف تف تف ۱۲
منہ حفظہ ربہ

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت کے دستِ حق پرست پر ایمان لاؤ، مسلمان کہلاؤ، الحمدللہ امام الوہابیہ وطائفہ وہابیہ کے اس خبیث عقیدۂ ملعونہ کا ردّ تصانیف آستانۂ عالیہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت سبحٰن السبوح میں بھی ہے، کوکبۂ شہابیہ میں بھی ہے، داماںِ باغ میں بھی ہے، چابک لیث میں بھی ہے، اور اب اس عجالۂ تازہ میں بھی ہے، بفضلہٖ تعالیٰ ہر جگہ نیا رنگ، نئے اعتراضات پائیے گا، اور سب بعونہ تعالیٰ اسی محمدی ضیغم کے اپنے نعرے ہیں، یا اُس کے برکات سے اُس کے اشبال کے حملے ذالك فضل الله علينا وعلى الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون ہنوز بہت ابحاث جدیدہ قاہرہ اسی کے متعلق ذہن میں اور ہیں، مگر مجھے تو یہاں بھی بیس نمبر پر اقتصار منظور لہٰذا صرف ایک وار در بھنگی صاحب پر اور آتار کر اُن کی اصل دوم کو چھیڑوں (۱۷) ہاں در بھنگی صاحب ہم تمہاری مان لیں کہ "بے شمار ممکنات کو خارج از قدرت کر دیا"۔ پھر تمہارے دھرم پر کیا قہر ہوا، دو ہی باتیں کھو گے، یا تو وہ جو کہہ چکے کہ عجز کا دھبا لگایا، یا یہ کہ ان الله على كل شئ قدير کا خلاف کیا، دونوں تمہارے یہاں شیر مادر ہیں۔ اول تو یوں کہ تمہارا امام ہر عیب ونقصان کا امکان مان گیا، اور یہ خود عیب ہے۔ تو اُس کا معبود عیبی بالفعل ہوا، عجز بھی ایک عیب ہی ہے پھر انہم بر علم، اور دوم یوں کہ گنگوھی مت جس پر ایک اکیلے تم در بھنگی جیوٹ سے معرو مقر ہو گئے، جب اُس میں اُس کا خدا کاذب بالفعل ہے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، تو معاذاللہ جھوٹے کی بات سے سند کیا لانی، اُس نے یہ بھی جھوٹ ہی لکھ دیا ہوگا الا لعنة الله على الظلمين ٥ (۱۰) در بھنگی صاحب نے اپنی دوسری اصل یہ بتائی "ہم شرک فی الذات وفی الصفات دونوں کو ناجائز سمجھتے ہیں اور آپ شرک فی الصفات کو جزوِ ایمان جان کر فرق بالذات اور بالعرض کو باعث غفران خیال کرتے ہیں"۔ اقول واقعی دیو بند کمیٹی میں لعنة الله على الكاذبين کا قرآن مجید سے نکال ڈالنا پاس ہو لیا ہوگا، یا یہ ٹھہری ہوگی، کہ کاذب بالفعل کی بات کا کیا اعتبار، اے مشرکو! اہلسنت کی توحید کا ایک چھینٹا تم پر پڑ جائے، تو پاک ہو جاؤ، اعلیٰحضرت مجدد دین وملت نے اپنی تصانیف عالیہ میں آیات قرآن عظیم سے ثابت فرمایا ہے، کہ مولیٰ عزوجل کا اصلاً کوئی شریک نہیں ہو سکتا

نہ اُس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ اسما میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ مُلک میں، نہ ملک میں، نہ کسی بات میں، ہاں مشرک کون ہے؟ تمہارا امام، تمہارے تعلیمی باپ، چچا، دادا اور تم سب، جب تو افعالِ انسانی کو قدرتِ الٰہی سے خارج مان کر خاص قدرتِ انسانی سے واقع ہونا جانتے، اور وزن برابر کرنے کے لئے کہ اُس کی قدرت انسانی قدرت سے گھٹ نہ جائے ان تمام شناعتوں کے امثال خود اپنے خدا میں واقع ہوسکنا بگھارتے ہو، مبارک ہو، ایک ہی جملہ تھا جو تمہاری دونوں اصلوں کو تباہ کر گیا، معلوم ہوا، کہ تمہیں مشرک ہو، اور تمہیں نے بیشمار ممکنات یعنی جملہ افعال عباد کو قدرت الٰہی سے خارج کر دیا، اُن کی نظیر اپنے میں کر سکا، تو یہ نظیر پہ قدرت ہوئی، نہ اُس عین پر، مگر ہے یہ کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے (۱۹) تم اللہ عزوجل کو علیم وسمیع وبصیر وحی جانتے ہو یا نہیں، اگر نہیں تو کافر ہو، اور اگر ہاں تو انسان کو بھی اُس کی عطا سے علم وسمع وبصر وحیات ملنا، اور ان اوصاف سے متصف ہونا حق وصدق مانتے ہو، یا کذب وباطل، برتقدیر ثانی، پھر کافر اور صدہا آیاتِ قرآنیہ کے منکر ہو۔ قال تعالیٰ وبشروہ بغلام علیم وقال تعالےٰ وعلمنٰہ من لدنا علما۔ وقال تعالیٰ وانہ لذو علم لما علمنٰہ وقال تعالےٰ علمک مالم تکن تعلم وقال تعالیٰ علم الانسان مالم یعلم: وقال تعالےٰ والذین اوتوا العلم درجٰت وقال تعالےٰ ان یعلمہ علمٰؤ بنی اسرائیل وقال تعالےٰ وفوق کل ذی علم علیم وقال تعالےٰ ومن عندہ علم الکتٰب وقال تعالےٰ وقال الذی عندہ علم من الکتاب وقال تعالےٰ یعلمہم الکتاب والحکمۃ وقال تعالےٰ وعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔ وقال تعالےٰ فجعلنٰہ سمیعًا بصیرا۔ وقال تعالےٰ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ وقال تعالےٰ اسمع بہم وابصر وقال تعالےٰ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتہا وکذٰلک تخرجون۔ وقال تعالےٰ جعلنا من الماء کل شیٔ حی وقال تعالےٰ اومن کان میتا فاحیینٰہ وقال تعالیٰ یحیٰ من حی عن بینۃ وقال تعالےٰ بل احیاء عند ربہم۔ آیات میں بھی بیس ہی پر اقتصار کروں کہ اسی عدد کا التزام ہے، برتقدیر اول تم مشرک فی الصفات ہوئے یا نہیں نہ کیوں، حالانکہ خدا کو بھی علیم وسمیع وبصیر وحی مانا اور بندوں کو بھی علیم وسمیع وبصیر وحی جانا

اگر کہئے مثلاً حیات الٰہی بذاتِ خود ازلی ابدی ہے، واجب الثبوت ہے، ممتنع الزوال ہے، حیات بندہ عطائے خدا ہے، حادث متناہی ممکن الثبوت جائز العدم ہے، تو یہ وہی بالذات وبالعرض کا فرق ہوا، اتنے پر تمہارے نزدیک شرک فی الصفات نہیں مٹتا، پھر کیا سبب تم مشرک نہ ہو، ہو اور ضرور ہو، بالذات وبالعرض کا ایک لفظ دیکھ لیا، اور نہ جانا کہ اُس کے لئے عرض عریض ہے، یہ تمام تفرقے اور صدہا اور جس قدر اس منشاء جلیل سے ناشی ہوں سب انہیں دو لفظوں میں داخل ہیں یعنی ذاتی وعطائی، یا تمہاری تعبیر میں بالذات وبالعرض (۲۰) ذرا سارا دیوبندی کنبا مع ایڈیٹر اے ایچ وغیرہ حمائتیاں جُڑ کر بتاؤ کہ ہر صفت خاص ہے یا بعض، وعلےٰ کل خصوص خاص من حیث المنشا ہے یا من حیث المتعلق، علے الثانی، من حیث الاطلاق یا علے الاطلاق، بہر نہج ثبوت دو کہ تمہارے خصم نے خاص من حیث الخصوص کو شرک کہا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ صاحب ایڈیٹر اے ایچ تم بھی اصول ومقاصد حسام الحرمین شریف سے جان بچا کر براہ مکاری یہی دو اصلیں لے دوڑے تھے۔ اب تم نے دیکھا کہ تمہاری اور تمہارے لنگوٹیا یار در بھنگی دونوں کی اصلوں میں خطا ہے، اور نہ ایک خطا دو خطا بلکہ بے شمار خطا، لہٰذا تم بھی دیوبندی کنبے کے ساتھ کان پھٹپھٹا کر حجارۃ من سجیل کی بارش کھوپڑیات شریفہ پر لینے کے لئے مستعد ہو جاؤ، کیوں اللہ کی مائی جوڑی ضربتِ مرداں دیدی مزہ

مناظرہ چشیدی هل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون

وقطع دابر الذین کفروا وقیل بعدا للقوم

الظٰلمین والحمد للہ

رب العلمین

٭

تصحیح کردہ مفتی اعجاز الرضوی البریلوی

(۶)

۸۷
۹۲

السمع المبین لآمال المکذبین

۱۳۲۹ھ

(از افاضات اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ)

مسایرہ و شرح مواقف و سیالکوٹی کی عبارات میں مکذبوں کی سرکشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از نگلہ ارو ہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبر آباد مرسلہ محمد صادق علی خاں صاحب شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات الخ قولہ والنقص علیہ الخ لا یخفی انہ موقوف علی کونہ ممتنعا بالذات ولا نسلم ذلک اذ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد فھو ممتنع بواسطۃ انہ مناف لکمالہ تعالیٰ فیکون ممتنعا بالغیر والامتناع بالغیر لا ینافی الامکان الذاتی حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواجب الصدق المستحیل الکذب المحال علیہ بذاتہ لذاتہ کل نقص و شین فمن تقول علیہ بامکان کذبہ و تطرق الیہ بخلف وعید کا فقد استوجب لعنۃ اللہ علیہ فی الدارین۔ قل صدق اللہ و من اصدق من اللہ قیلا۔ و من کان فی ھذہ اعمی فھو فی

سلہ یہ قرآن شریف کی پانچ آیتیں ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے (۱) اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (۲) جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے (۳) تمہاری خرابی جو اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمہیں عذاب سے (باقی صفحہ ۱۶۹ پر)

الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا۔ ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ متاع قلیل ولھم عذاب الیم۔ و من اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب او کذب بآیتہ اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون: والحمد للہ رب العلمین۔ اللہ عزوجل کے غضب سے اسی کی پناہ پھر اس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پناہ، جب غضب الٰہی کسی قوم سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے۔ کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی، اور اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا تذکروا فاذا ھم مبصرون۔ جلد ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، مگر جب عقل نہ رہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی ہی دانش ہو لا یعقلون شیئا ولا یھتدون۔) اس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہو جاتا ہے کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کانھم حمر مستنفرۃ۔ اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اس کی کتاب بینی کی مثال بالکل سوٗر اور سیر باغ کی ہوتی ہے، پھول مہکیں، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں۔ فوارے چھلکیں، بلبلیں چہکیں، اسے کسی لطف و سرور سے کام نہیں، وہ اس تلاش میں پھرتا ہے، کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوش جان کرے۔ بعینہٖ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے، ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۸) پیس ڈالیگا (۴) بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہیں انہیں چھٹکارا نہ ملے گا دنیا میں تھوڑا برتنا ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب (۵) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی رکھے، یا اس کی آیتیں جھٹلائے، یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سنتا ہے، اللہ کی لعنت ان ظالموں پر، دوسری آیۂ کریمہ سے جناب گنگوہی صاحب کا فوٹو ملاحظہ کیجیئے ۱۲ مس رحمہ اللہ تعالیٰ

وجلیل فوائد کی ہوں، ان سے اسے بحث نہ ہوگی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل وخطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا، اُسی کو پکڑے گا، اگرچہ واقع میں وہ اُس کے مطلب کا بھی نہ ہو، اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی، کہ وہ نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی، اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں، اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بے جا صادر ہونا کچھ نادر کالمعدوم نہیں، پھر سلف صالحین وائمہ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل ماخوذ من قولہ ومردود علیہ الا صاحب ھٰذا القبر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جس کی جو بات خلاف اہل حق وجمہور دیکھی، وہ اُسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علے الجماعۃ اتبعوا السواد الاعظم نہ کہ اجماع امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شگوفہ چھوڑ دیا، اور دل کی میخ کر اُس کے پیچھے ہو لئے، یہ اندھے ملاعین کا طریقہ ہوتا ہے یا اوندھے شیاطین کا، کہ رب عزوجل فرماتا ہے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذ وہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذ وہ سبیلا ذالک بانہم کذ بوا بأیتنا وکانوا عنہا غٰفلین ۰ اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اُس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا رستہ نظر پڑے تو اُس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں سے غافل ہیں + اس وصف میں تمام طوائف گمراہاں میں طائفۂ وہابیہ اور طوائف وہابیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں۔ اور ہوا ہی چاہیں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے، یہ اُس کذب کی شامت ہے جو وہ ہمارے کلام کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اللہ کی طرف نسبت کذب میں وہابیہ سب سے پیش قدم ہیں کہ اُن کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یک روزی میں اس کی چنائی کھینچی، اور وہابیوں میں دیوبندی اس میں اگوا ہیں، کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین میں اُس پر استر کاری کی نیز جناب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے میں بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دلی اندھوں پر ترجیح ہے، اگر ایک آدھ آنکھ آدھی چوتھائی بھی کھلی ہوتی، تو یہ نہ سوجھتا کہ سیالکوٹی مُلا تو جس کذب کو یہاں ممکن بالذات کہہ رہے ہیں، اُسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہیں یعنی نفس کذب کسی کا ہو جنگلی کا یا کوہی کا دہلوی کا یا گنگوہی کا اور اُس کے ممکن

بلکہ روزانہ لاکھوں، کروڑوں بار واقع ہونے میں کیا کلام ہے، اُن کے لفظ دیکھیئے کہ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد یعنی جس طرح اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین اپنی ذات میں محال ہیں، یونہیں اگر مطلق جھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا، تو کبھی کوئی شخص جھوٹ نہ بول سکتا، مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات میں محال نہیں، ہاں جب اُسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کرو تو ضرور محال ہے کہ ذات الٰہی بالذات مقتضی جملہ کمالات ومنافی جملہ نقائص ہے، تو اُس پر کذب محال بالذات ہے، یہ استحالہ جانب باری سے بالذات ہوا، کہ اُس کی ذاتِ کریم ہر عیب کے منافی ہے۔ مگر مطلق کذب جو کلی عام شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا، اس فرد کے استحالہ سے اُسے بھی ایک استحالہ عارض ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف ساری ہوتا ہے، یہ استحالہ مطلق کذب کے حق میں ذاتی نہ ہوا، کہ خود مطلق کذب کی ذات سے پیدا نہ ہوا، بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے۔ بعینہٖ اس کی مثال وہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو، اپنی حد ذات میں محال نہیں، ورنہ کبھی کوئی دو چیزیں جمع نہ ہوسکتیں، ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے، کہ ذات نقیضین منافی اجتماع ہے، مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس مادہؔ خاصہ میں آکر محال ہوا، تو یہ استحالہ اُس کے لئے ذاتی نہیں، بلکہ خصوص نقیضین کے باعث ہے، تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود، اور اُس کے سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہوسکتا، وہ قطعاً محال بالذات ہے، یونہیں مطلق کذب کہ طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اور اُس کے سبب معاذ اللہ کذب باری ممکن نہیں ہوسکتا، وہ یقیناً محال بالذات ہے، یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس سے اعتراض مُلا سیالکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہوگئی، اور اُس سے جواب کی خوب توضیح بھی، کہ یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں اور کلی کا امکان اُس کے ہر فرد کے امکان کو مستلزم نہیں، یہاں مُلا سیالکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محل نزاع میں فرق نہ کیا امکانِ فرد میں بحث تھی اور لے کر چلے امکانِ طبیعت، مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آتے ہیں وہ اسی کو معاذ اللہ امکانِ کذب باری پر دلیل بناتے اور اپنے کفریات اُن کے سر منڈھا چاہتے

ہیں، بہت خوب، اب دیوبندی سنبھل کر بتائیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتلاتے ہو تمہارے نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو کیوں دانستہ اوندھے چلتے اور ناواقف مسلمانوں کو چھلتے ہو، اور اگر حق ہے تو تمہارے ہی موُنہ ثابت ہوا، تم مشرک ہی نہیں بلکہ نرے بُت پرست ہو، کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہیں، صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پُوجتے ہو، یوں نہ مانو ہم ثابت کردیں تو سہی، جس تقریر سے اُس کا کذب ممکن ٹھہرایا، بعینہٖ بلاتفاوت اُسی تقریر سے اُس کا شریک بھی ممکن ہے، کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہ ہوسکتا، تو شریک باری اس واسطے سے محال ہوگا کہ اُس کے کمال کے منافی ہے، تو ممتنع بالغیر ہوا، اور امتناع بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہیں، بعینہٖ بلاتفاوت اُسی تقریر سے اُس کی موت وفنا بھی ممکن ہے کہ موت محال ہوتی، تو کوئی کبھی نہ مرتا، تو موتِ باری اس واسطے محال ہوئی کہ منافی کمال ہوئی تو امتناع بالغیر رہا، تو اُس کا مرنا فنا ہوجانا ممکن بالذات ہوا، تو وہ واجب الوجود نہ ہوا تو الٰہ نہ ہوا، بلکہ کوئی تمہارا ساختہ ٹھاکر ہوا الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین. اس عبارت کے جواب کو تو اسی قدر بس ہے، مگر فقیر بعون القدیر چاہتا ہے کہ اس بحث کو اعلیٰ درجۂ کمال پر پہنچائے اور گنگوہی و دیوبندی مکذّبانِ الٰہی نے مسایرہ و شرح مواقف کی دو عبارتوں سے جو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربت حیدری وصولت فاروقی سے اُس کی بھی پردہ دری ہوجائے وباللہ التوفیق، اُن عبارتوں سے استناد اس سے زیادہ پوچ ولچر ہے، جیسا کہ اس عبارت سیالکوٹی سے تھا، مگر اللہ کے مکذّبوں کا مقصود مردود تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کے تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق سے پورا ترکہ لینا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٭ فاقول وباللہ التوفیق مسلمانو! عقائد وہ سنت ہیں جو حضور پر نور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وسلف صالحین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں، اُنہیں کے بیان کے لئے کتب عقائد کے متون موضوع ہوتے ہیں، زمانۂ خیر میں یہ عقائد صدور والسنۂ ائمہ سے تلقی کئے جاتے تھے، اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے اُن پر ایمان لاتے تھے، اُنہیں چون وچرا ولِم ولانسلم کی علت نہ تھی، جب بدمذہبوں کا شیوع ہوا، اور گمراہ مکلبوں نے عوام مسلمین کو بہکانے کے

لئے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی ونقلی مغالطے پیش کرنے شروع کیے، علمائے اہل سنت وجماعت کو حاجت ہوئی کہ اُن کے دلائل باطلہ کا رد کریں، اپنے عقائد حقہ پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام متاخرین کی بنا پڑی. اب کہ استدلال وبحث ومناظرہ کا پھاٹک کھُلا خود اپنے دلائل وجوابات کی جانچ پرکھ کی بھی حاجت ہوئی، اذہان مختلف ہوتے ہیں، اور بحث واستخراج میں خطا واصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوتے ہیں، ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالف کے کسی اعتراض کا جواب دیا، دوسرے نے اُس پر بحث کردی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے مخالف کی طرف سے اُس کا رد یہ ہوسکتا ہے. یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں، مخالف اس میں یوں کہہ سکتا ہے، اس رد وبحث کا اثر فقط اُسی دلیل وجواب تک ہوتا ہے عام ازیں کہ اُس دلیل وجواب ہی میں قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس باحث ہی کی نظر نے خطا کی دلیل وجواب صحیح وصواب ہو، بہرحال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلال حق ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی کی قائم کی ہوئی ایک دلیل یا دیا ہوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہوسکتا، نہ معاذ اللہ یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہل سنت کو باطل جان کر اُس سے باہر نکلتا ہے، یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہل سنت بلکہ ہر مذہب وملت والا اپنے یہاں دیکھتا جانتا ہے، پھر بھی جب تک زمانۂ خیر کا قرب تھا، اس رد وکد میں ایک اعتدال باقی تھا، جب فن کلام فلسفہ دان متاخرین کے ہاتھ پڑا، اب تو بات بات میں وجہ بے وجہ نکتہ چینی کی لے بڑھی جس سے مقصود صرف بردوبات وردّ واثبات ومنع ونقض وبحث واخذ میں ذہن آزمائی، اور اپنی طاقتِ سخن کی رونمائی ہوتی ہے، وبس نہ کہ معاذ اللہ مذہب سے پھریں، دین وعقائد کو باطل کریں حاشا للہ ہزار حاشا للہ، یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شارح محشی جو کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں، وہ مطلقاً خود اُن کا اپنا بھی اعتقاد نہیں ہوتا، نہ کہ تمام اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ. عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون ورسائل میں بیان کردیا، بالائی تقریریں اُس کے موافق ہیں تو حق ہیں. مخالف ہیں، تو وہی اُن کی بحث بازیاں اور ذہن آزمائیاں اور قلم کی جولانیاں ہیں، جن کا خود نہیں اقرار ہے، کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابندی

نہیں کی جاتی، اور معرفت سامع پر چھوڑا جاتا ہے، عقیدہ اہل حق اُسے معلوم ہے، اُس کی مراعات کرے گا، مواقف میں ہے انت تعرف مذهب اهل الحق وانما لانتعرض لامثاله لاعتماد علی معرفتك بها فی مواضعها شرح میں ہے فعلیك برعایة قواعد اهل الحق فی جمیع المباحث وان لم نصرح بها شرح مقاصد میں ہے کثیرا ماتورد الاراء الباطلة للفلاسفة من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادة بیان بعینہ اسی طرح حسن چلپی علی السید میں ہے، تو عقائد اُن کے وہی ہیں جو متون اور خود اُن کے کلام میں جابجا مصرح ہیں، اگرچہ بحث مباحث میں کچھ کہیں، خصوصاً وہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھا، اُن کو تو لم ولانسلم کا وہ لپکا پڑھا، جس کے آگے کھائی، خندق، دریا، پہاڑ سب یکساں ہیں، مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح فقہ اکبر میں ہے، سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لقد اطلعت من اهل الکلام علی شئ فما ظننت مسلما یقوله میں نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ سُنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا، وہ تو سمجھ لئے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں، ہمارے عقائد معلوم و معروف ہیں لم ولانسلم میں جو بات اُس کے خلاف ہوگی، ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے، اور اُن کے متعدد اکابر نے اس پر تنبیہ بھی کردی، مگر مضل مغوی کا کیا علاج، وہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے، اُدھر عامی بے چارہ مارا پڑا، یا وادیٔ حیرت میں سرگرداں رہا، اُسے ہر بات میں قاعدۂ اہل حق کہاں معلوم کہ اُس کی مراعات کرے گا، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اس قسم کے کلام متاخرین کو ائمۂ دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنادیا، یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا من طلب العلم بالکلام تزندق فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علما کے لئے وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اُس میں حصہ نہیں، نہ کتب کلام، کتب علم میں داخل، ہندیہ میں محیط سے ہے لایدخل فی هذه الوصیة المتکلمون اُنہیں میں امام ابو القاسم صفار رحمہ اللہ تعالٰی سے ہے کتب الکلام لیست کتب العلم منح الروض الازہر میں فتاوٰئے ظہیریہ سے ہے اوصی لعلماء بلده لایدخل المتکلمون ولو اوصی ان یوقف من کتبه کتب العلم افتی السلف انه یباع مافیها من کتب الکلام طریقہ محمدیہ میں بحوالہ

تاتارخانیہ امام حافظ ابو اللیث سمرقندی سے ہے من اشتغل بالکلام محی اسمه من العلماء حدیقہ ندیہ میں ہے فلا یقال له عالم اس کے نظائر نظر فقیر میں کثیر و وافر سردست انہی تین کتابوں سے نظائر لیجئے کہ مکذبانِ خدا نے قرآن عظیم و نصوص صریحۂ متون و عقائد و اجماع قطعی ائمہ سلف و خلف کو یکسر چھوڑ کر ابحاث زائدہ میں اُن کی تراشیدہ تقریروں کا دامن پکڑا ہے یعنی مسایرہ و شرح مواقف جن کی دو عبارتیں دیوبندیوں کی پڑائی دست مال ہیں اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گذری، ان کے بعد بحمد اللہ تعالٰی مکذبوں کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا، اور وسوسہ ابلیس مردود و مطرود ہو کر ویل یومئذ للمکذبین کا نقشہ اُن پر بیں سے نظر آئے گا، وباللہ التوفیق۔ نظیر اول مُلّا عبد الحکیم سیالکوٹی کی تینیئے منہیۂ خیالی سے منقول ہوا کہ اُس میں باری عزوجل کے علم کا امور غیر متناہیہ سے تفصیلاً متعلق ہونا ممنوع کہدیا، مُلّا نے خیالی کا خیالِ خبالی نقل کر کے اُس پر رجسٹری کردی حیث قال قوله فتامل نقل عنه وجه التامل ان علمه تعالٰی الشامل انما یشمل مالایمتنع العلم به کما ان قدرة الشاملة انما تشتمل مالایمتنع وجوده وامکان تعلق العلم بالمراتب الغیر المتناهیة مفصلة ممنوع انتهی فان قیل فیلزم الجهل علی اللہ تعالٰی قلت الجهل عدم العلم بما یصح تعلق العلم به کما ان العجز عدم تعلق القدرة بما یصح ان تتعلق به فتامل اھ ممنوع کہتے تو کہہ گئے، لیکن اگر نظر کرتے کہ یہ وسوسۂ باطلہ جرعد و مبین اعاذنا اللہ تعالٰی من شر المهین نے القا کیا اس کی تہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہرگز خامہ و نامہ کو اس سے آلودہ کرنا روا نہ رکھتے **فاقول اولاً** دونوں مُلّا صاحب فرمائیں تو کہ سلسلۂ اعداد سے کس قدر پر مولٰی عزوجل کا علم جاکر رُک گیا، کہ اُس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں سلسلہ ایام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہیں آگے مجہول، نعیم جنان و عذاب نیران سے کتنی مقدار علم الٰہی میں ہے، زیادہ کی اُسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ کر ایسی بات کہہ سکتا ہے حاشا وکلا، دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے، امام شافعی کے اُس ارشاد کی کہ فما ظننت مسلما یقوله ہاں انہوں نے اطلعت علی شئ فرمایا وقد اطلعنا علی اشیاء اذ فسد الزمان والی اللہ المشتکی وعلیه التکلان **ثانیاً** جو حد مقرر کیجئے وہاں وہ فارق بتائیے کہ حد بندی

کرے کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو
آخرت درکنار معاذ اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورائے عیاذاً باللہ جہل مطلق
ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہیں تو معدوم معدوم سب یکساں کسی حد خاص پر رکنا ترجیح
بلا مرجح ہے بخلاف علوم عالم کہ وہاں مرجح ارادۂ الٰہیہ ہے، جسے جتنا دیا آئنا ملا لایحیطون بشئ
من علمہ الا بماشاء **ثالثاً** جو حد معین کیجئے یقیناً معلوم کہ ایام و ایلام و انعام اس سے آگے
بڑھیں گے لا تقف عند حد ہیں، اب جو بعد کو آئے، ان کا علم باری عزوجل کو ہوگا، یا نہیں؟
اگر نہیں، تو جہل موجود، اور جو عذر کیا تھا زاہق و مردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہود
معہذا انہیں پیدا کون کرے گا، وہی خبیر شہید تو نہ جانتا کیا معنے الا یعلم من خلق وھو
اللطیف الخبیر: اور اگر ہاں اور تم نے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا، تو اس کا علم معاذ اللہ حادث
ہوا متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا وکان اللہ
بکل شی علیما عقیدہ وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے شرح عقائد جلالی میں لکھا المعلومات فی
انفسہا غیر متناھیۃ لشمولہا الموجودات والمعدومات خود شرح میں ہے اعلم
ان المتکلمین ینفون الوجود الذھنی ویثبتون علم اللہ تعالٰی بالحوادث الغیر المتناھیۃ
بلکہ خود اسی حاشیہ سیالکوٹی علے الخیالی میں ہے ھذہ التعلقات قدیمۃ غیر متناھیۃ
بالفعل ضرورۃ عدم تناھی متعلقاتھا اعنی جمیع ما یمکن ان یعلم من الامور الکلیۃ
وجزئیۃ الازلیۃ والمتجددۃ لشمولہ الممکن والممتنع والواجب عقیدہ وہ ہے، جو
مقاصد و شرح و فرمایا (علمہ تعالٰی لا یتناھی ومحیط بما لا یتناھی کالاعداد والاشکال) و
نعیم الجنان وشامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنۃ والممتنعۃ وجمیع الکلیات
والجزئیات سمعاً وعقلاً عقیدہ وہ ہے جو مواقف و شرح میں بیان فرمایا علمہ تعالٰی
یعم المفھومات کلھا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ والمخالف فی ھذا الفصل فرق
الاولٰی من قال لا یعلم نفسہ (الی ان قال) الرابعۃ من قال لا یعقل غیر المتناھی۔
عقیدہ وہ ہے جو حدیقہ ندیہ میں فرمایا المعلومات موجودۃ او معدومۃ محالۃ او ممکنۃ
قدیمۃ او حادثۃ متناھیۃ او غیر متناھیۃ جزئیۃ او کلیۃ وبالجملۃ جمیع ما یمکن ان

یتعلق بہ العلم فھو معلوم للہ تعالٰی عقیدہ وہ ہے جو اس غفرلہ رب قدیر نے الدولۃ المکیہ
میں لکھا، اور علمائے کرام حرمین طیبین نے مزین بتصدیقات جلیلہ کیا ان ربنا تبارک و
تعالٰی یعلم ذاتہ الکریمۃ وصفاتہ الغیر المتناھیۃ والحوادث التی وجدت والتی
توجد غیر متناھیۃ الی ابد الابد والممکنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات
باسرھا ولیس شئ من المفاھیم خارجاً عن علمہ سبحٰنہ وتعالٰی یعلمہا جمیعاً تفصیلاً تا
ما ازلاً ابداً وذاتہ سبحٰنہ وتعالٰی غیر متناھیہ وصفاتہ غیر متناھیات وکل صفۃ
منہا غیر متناھیۃ وسلاسل الاعداد غیر متناھیۃ وکذا ایام الابد وساعاتہ و
آناتہ وکل نعیم من نعم الجنۃ وکل عذاب من عقوبات جھنم وانفاس اھل الجنۃ
واھل النار ولمحاتھم وحرکاتھم وغیر ذالک کلھا غیر متناھیۃ والکل معلوم للہ تعالٰی
ازلاً ابداً باحاطۃ تامۃ تفصیلیۃ ففی علمہ سبحٰنہ وتعالٰی سلاسل غیر المتناھیات
بمراتب غیر متناھیۃ بل لہ سبحٰنہ وتعالٰی فی کل ذرۃ علوم لا تتناھی لان لکل ذرۃ
مع کل ذرۃ کانت او تکون او یمکن ان تکون نسبۃ بالقرب والبعد والجھۃ مختلفۃ
فی الازمنۃ باختلاف الامکنۃ الواقعۃ والممکنۃ من اول یوم الی ما لا اٰخر لہ و
الکل معلوم لہ سبحٰنہ وتعالٰی بالفعل فعلمہ عزجلالہ غیر متناہ فی غیر متناہ فی غیر
متناہ کانہ مکعب غیر المتناھی علے اصطلاح الحساب وھذا الجمیع واضح عند من
لہ من الاسلام نصیب عقیدہ وہ ہے جو فقیر نے اس کی تعلیقات الفیوض الملکیہ میں
نقل کیا حیث کتبت علے قولی بل لہ سبحٰنہ فی کل ذرۃ علوم لا تتناھی ما نصہ
الحمد للہ ھذا الذی کتبتہ من عندی ایماناً بربی ثم رأیت التصریح بہ فی التفسیر
الکبیر اذ یقول تحت کریمۃ وکذالک نری ابرھیم سمعت الشیخ الامام الوالد عمر
ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری یقول سمعت امام
الحرمین یقول معلومات اللہ تعالٰی غیر متناھیۃ ومعلوماتہ فی کل واحد من تلک
المعلومات ایضاً غیر متناھیۃ وذالک لان الجوھر الفرد یمکن وقوعہ فی احیاز لا نھایۃ
لھا علے البدل ویمکن اتصافہ بصفات لا نھایۃ لھا علے البدل الخ **نظیر دوم** سایرہ

میں اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمۂ اہل سنت وجماعت کا ہے کہ اللہ کے سوا اصلاً کسی شے کا کوئی خالق نہیں بندوں کے افعال اختیاریہ بھی تمام وکمال اُسی کے مخلوق ہیں بندہ صرف کاسب ہے اور اسے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے روشن کیا حیث قال الاصل الاول العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ فھو سبحٰنہ الخالق لکل حادث جوھر او عرض کحرکۃ کل شعرۃ وکل قدرۃ وفعل اضطراری کحرکۃ المرتعش والنبض او اختیاری کافعال الحیوانات المقصودۃ لھم واصلہ من النقل قولہ تعالٰی اللہ خالق کل شیئ وقولہ تعالٰی واللہ خلقکم وما تعملون ومن العقل ان قدرتہ تعالٰی صالحۃ للکل لاقصور لھا عن شیئ منہ فوجب اضافتھا الیہ بالخلق اھ مختصرًا پھر حسب عادت متاخرین اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے کہ اگر مسلم ہو تو اُس بحر عمیق مسئلہ قدر میں شناوری اور اُس سرِّ الٰہی کی جلوہ گری چاہے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہما کو ممانعت فرمائی، اور آخر نتیجہ وہی ہو جو ہونا چاہیئے، کہ گوہر کی جگہ خزف پر ہاتھ پڑے، اور وہ بھی محض لا یسمن ولا یغنی من جوع وہ بحث یہ کہ عموم کو نصوص سے مخصوص مان لیجئے اس کا آغاز نقائل ان یقول سے کیا یعنی کوئی کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے، اور وہی شبہات جو معتزلہ پیش کرتے ہیں اُسی کی تقریر میں بیان کرکے کہا فلنفی الخبر المحض وتصحیح التکلیف وجب التخصیص وھو لایتوقف علٰی نسبۃ جمیع افعال العباد الیھم بالایجاد (ای کما فعلت المعتزلۃ) بل یکفی ان یقال جمیع مایتوقف علیہ افعال الجوارح من الحرکات وکذا التروک التی ھی افعال النفس من المیل والداعیۃ والاختیار بخلق اللہ تعالٰی لاتاثیر لقدرۃ العبد فیہ وانما محل قدرتہ عزمہ عقب خلق اللہ تعالٰے ھذہ الامور فی باطنہ عزمًا مصممًا بلاتردد وتوجھہ توجھًا صادقًا للفعل طالبًا ایاہ فاذا اوجد العبد ذالک العزم خلق اللہ لہ الفعل فیکون منسوبًا الیہ تعالٰے من حیث ھو حرکۃ والی العبد من حیث ھو زنا ونحوہ (الٰی ان قال) وکفٰی فی التخصیص لتصحیح لتکلیف ھذا الامر الواحد اعنی العزم المصمم وماسواہ

مما لایحصی من الافعال الجزئیۃ والتروک کلھا مخلوقۃ للہ تعالٰی متاثرۃ عن قدرتہ ابتداء بلاواسطۃ القدرۃ الحادثۃ المتاثرۃ عن قدرتہ تعالٰی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم مسایرہ کے بیان سے کسی نافہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے حاشا بلکہ اُن کا مذہب وہ ہے جو اُن کے امام امام ائمۃ الانام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فقہ اکبر و وصایائے شریفہ میں تصریح فرمائی، کہ افعال عباد جمیع وتمام وکمال بلاتخصیص وبلا استثنا مخلوق الٰہی ہیں، خود مسایرہ کے لفظ صاف بتارہے ہیں کہ یہ ایک طبع زاد بحث ہے نہ کہ مذہب منقول، بلکہ فی الواقع یہ صاحب مسایرہ کا بھی عقیدہ نہیں، بحث عقیدہ نہیں ہوتی، عقیدہ یوں نہیں کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، اُن کا عقیدہ وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا اور آخر کتاب عقیدہ اہلسنت وجماعت کی فہرست میں لکھا، یہ سب عبارات عنقریب انشاء اللہ مذکور ہوتی ہیں یہاں مجھے اس بحث کا نامتوجہ وبے حاصل ہونا بتانا ہے، جو ضرورت اس بحث کی بیان کی اُس کا باذنہٖ تعالٰی شافی وکافی جواب فقیر کے رسالہ ثلج الصدر لایمان القدر سے کہ تحفۂ حنفیہ میں طبع ہوا ملے گا اور اس بحث کا نامفید وبے ثمر ہونا اُس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں ہامش مسایرہ پر لکھا وہ یہ ہے **قولہ** فاذا اوجد العبد ذالک العزم **اقول** معاذ اللہ ان نقول بان العبد یخلق شیئًا واحدًا ولاعشر عشیر معشار شیئ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العٰلمین، افمن یخلق کمن لایخلق ماکان لھم الخیرۃ ھل من خالق غیر اللہ وکون ھذا قلیلًا بالنسبۃ الی مقدورات اللہ تعالٰی لایجدی نفعًا فانہ کثیر بثیر فی نفسہ جدًا فان الانسان لایحصی مالہ من العزمات فی یوم واحد فکیف فی عمرہ فکیف عن ائم الاولین والاٰخرین من الانس والجن والملک وغیرھم فتخرج ھذہ الکثرۃ التی تفنی دون عد بعضھا الاعمار عن مخلوقات العزیز الغفار بلاواسطۃ وتدخل فی مخلوقات العبید فیکون جواب ھل من خالق غیر اللہ بالایجاب والعیاذ باللہ ای بلٰی ھناک الوف مؤلفۃ خالقون غیر اللہ ولم تثبت المعتزلۃ اکثر من ھذا اذ شنع علیھم ائمتنا من مشائخ ماوراء النھر وغیرھم رحمھم اللہ تعالٰی قائلین انھم اقبح من

المجوس حيث ان المجوس لم يقولوا الا بخالقين اثنين فما اثبتوا الاشريكا واحداً والمعتزلة
اثبتوا شركاء لا تحصى وذلك انها انما قالت بخلق العبد فعله الاختياري وكل فعل لابد له
من عزم فتعدد العزمات والافعال سواء بل ربما تكون العزمات اكثر اذ قد يعزم العبد
على فعل ثم يُصرف عنه فلا يقع قال سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه عرفت ربي
بفسخ العزائم فان كانت العزمات يشملها اسم واحد وهو العزم فكذلك الافعال
ينتظمها اسم واحد وهو الفعل فلا طائل تحت ما قدم الشارح ويأتي انفا
للمصنف انه يكفي اسناد جزئي واحد الى العبد وهو العزم بل لو فرضنا انه واحد
بالشخص فالله تعالى متعال عن ان يشاركه احد في خلق شيء ولو جزئيا وحدا
اما اعتذار المصنف بان البراهين اي الايات الناصة باختصاص الخلق به
تعالى عمومات تحتمل التخصيص وقد اوجبه العقل اذ ارادة العموم فيها
تستلزم الجبر المحض المستلزم لضياع التكليف وبطلان الامر والنهي وتعلق
القدرة بلا تاثير اي كما تقوله الاشاعرة لا يدفعه لان موجب الجبر ليس
سوى ان لا تاثير لقدرة العبد في ايجاد فعل اه ملخصاً فاعترضه القاري
في منح الروض بان ذلك العزم المصمم داخل تحت الحكم المعمم اه اقول
فما كان يتوجه لي التخصيص بل النظر فيه بما ستسمع بتوفيق الله
تعالى فاقول اولا بل الايات عمومات لا تحتمل التخصيص لاجماع ائمة السنة
على اجرائها على سننها وان الخلق مختص بالله تعالى لاحظ فيه للعبد فماذا
ينفع كون اللفظ في ذاته محتملا للخصوص مع الاجماع على ان لا خصوص ومن
كان في ريب مما قلنا فليأتنا بنقل من الصحابة او التابعين او من بعدهم
من ائمة السنة المتقدمين قبل حدوث هؤلاء المتاخرين يكون فيه ان
للعبد ايضا قسطا من الخلق والايجاد ولن يأتي به حتى يؤوب القارظان
ويمكن التكلف بارجاع ما للقاري الى هذا اي الاجماع قائم على عدم التخصيص
فذلك العزم ايضا غير مخرج من الحكم وثانيا لا حاجة بنا الى تخصيص النصوص

واثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود له في حد ذاته بل تندفع الحاجة
على وزان ما تزعمون اندفاعها ههنا باثبات تاثير القدرة الحادثة في شيء
دون الوجود كما هو مذهب الامام ابي بكر الباقلاني ان للانسان قدرة مؤثرة
لكن لا في الوجود بل في حال زائدة على وجود وقد ارتضاه جمع من المحققين
ذاهبين الى ان تاثيرها في القصد والقصد حال لا موجود ولا معدوم اي
هو من الامور الاعتبارية التي وجودها بمناشيها والخلف في الحال
لفظي كما في الفصول البدائع وغيرها فليس افاضتها خلقا فانه افاضة
الوجود بل هو احداث والاحداث اهون من الخلق كما في المسلّم والفواتح
وعليه تدور كلمات الامام المحقق صدر الشريعة في التوضيح والعلامة
الشمس الفناري في الفصول البدائع وتبعه العلامة قاسم تلميذ المحقق
ابن الهمام في تعليقاته على المسايرة وغيرهم رحمهم الله تعالى وهم مع
تنوع منازعهم يرجعون الى ذلك الحرف الواحد لا لم ار احدا منهم يرضى
بتخصيص العمومات اللهم الا ما حكي عن الامام ابي المعالي على الاضطراب
فيه فتارة يثبته وتارة ينفيه كما في اليواقيت عن الشيخ ابي طاهر
القزويني بل الكلام في ثبوته عنه كما سيأتي والمنقول عن الحنفيه في
كتب المتاخرين هو هذا القدر اعني ان للقدرة الحادثة اثرا في القصد
اما انه خلق وايجاد والنصوص مخصصة فكلا لا يوجد هذا الا للمحقق وقد
قال الامام صدر الشريعة في التوضيح بعد ما استفرغ وسعه في التوضيح و
التنقيح فالحاصل ان مشايخنا رحمهم الله تعالى ينفقون عن العبد قدرة
الايجاد والتكوين فلا خالق ولا مكوّن الا الله تعالى لكن يقولون ان للعبد قدرة
ما على وجه لا يلزم منه وجود امر حقيقي لم يكن بل انما يختلف بقدرته
النسب والاضافات فقط كتعيين احد المتساويين وترجيحه اه فهذا
نص صريح في ان مذهب الحنفية على خلاف ما بحث المحقق ولولا نسبحه

الکلام علی منوال الالتزام لقلت انه ابداً لا نقضاً علی القدریة اللئام بانه لو سلم ان الحاجة الی تصحیح التکلیف انه والجزاء تؤدی الی ذالک ولابد فهی تندفع لشیٔ واحد وهو القصد فلم قلتم فی جمیع الافعال بخالقیة العبد ولعمری هذا قاطع لهم لا یمکنهم الخروج عنه. هذا وقال الامام محمد السنوسی رحمه الله تعالی فی شرح ام البراهین مقدمته فی التوحید و بالجملة فیعلم ان الکائنات کلها یستحیل منها الاختراع لاثر ما بل جمیعها مخلوق لمولٰنا جل وعز ومفتقر الیه اشد الافتقار ابتداءً ودواماً بلا واسطة فبهذا شهد البرهان العقلی ودل علیه الکتاب والسنة واجماع السلف الصالح قبل ظهور البدع ولا تصم باذنیک لما ینقله بعض من اولع بنقل الغث والسمین عن مذهب بعض اهل السنة مما یخالف ما ذکرناه لک فشد یدک علی ما ذکرناه فهو الحق الذی لا شک فیه ولا یصح غیره واقطع تشوفک الی سماع الباطل تعش سعیداً وتمت ان شاء الله تعالی طیباً رشیداً والله المستعان اه قال محشیه الفاضل محمد الدسوقی اشار بهذا الثلثة اقوال نقلت عن اهل السنة قول القاضی بتاثیر قدرة العبد فی حال الفعل وقول الاستاذ الاسفرائنی تؤثر فی اعتبار لان الاستاذ لا یقول بالاحوال و قول امام الحرمین فی ذات الفعل علی وفق مشیئة الرب وهذه الاقوال غیر صحیحة لمخالفتها لاجماع السلف الصالح فان قلت کیف یصح من هؤلاء الائمة مخالفة الاجماع قلت قال فی شرح الکبریٰ لا یصح نسبتها لهم بل هی مکذوبة عنهم ولئن صحت فانما قالوه فی مناظرة مع المعتزلة جر الیها الجدل اه ملخصاً

اقول اما مخالفة ما نقل عن ابی المعالی للاجماع فظاهر وقد صح عنه خلافه کما ستسمع اما قول امام اهل السنة الباقلانی والاستاذ الامام ابی اسحٰق علی ما نقل ههنا فلیس فیه رائحة خلاف ما استمر علیه الاجماع والاتفاق لما علمت انه لیس فی شیٔ من الایجاد والتکوین علی الاطلاق وقال العلامة فی

شرح المقاصد المشهور فیما بین القوم والمذکور فی کتبهم ان مذهب امام الحرمین ان فعل العبد واقع بقدرته وارادته کما هو رای الحکماء وهذا خلاف ما صرح به الامام فیما وقع الینا من کتبه قال فی الارشاد اتفق ائمة السلف قبل ظهور البدع والاهواء علی ان الخالق هو الله ولا خالق سواه و ان الحوادث کلها حدثت بقدرة الله تعالیٰ من غیر فرق بین ما یتعلق قدرة العباد به وبین ما لا یتعلق فان تعلق الصفة بشیٔ لا یستلزم تاثیرها فیه کالعلم بالمعلوم والارادة[له] بفعل الغیر فالقدرة الحادثة لا تؤثر فی مقدورها اصلا

[له] اقول ارادة فعل الغیر وان لم تکن من الارادة المبحوث عنها اعنی صفة من شانها تخصیص احد المقدورین کما لا یخفی بل بمعنی المحبة والهویٰ لکنه یرید الاستیضاح بصفات اخر الاتری انه ذکر العلم ثم التقیید بفعل الغیر لیکون اوضح واظهر والا فارادة فعل نفسه ایضاً غیر مؤثرة فی الفعل انما شانها التخصیص والتاثیر شان القدرة کما نص علیه فی المسایرة غیر انه یتجه لهم الجواب بان الکلام فی القدرة ولیس من شانها الا التاثیر عند تعلق الارادة اما العلم والارادة فبمعزل عن التاثیر وکانه لهذا عدل عنه الامام حجة الاسلام فی قواعد العقائد فاستند بنفس القدرة اذ یقول ولیس من ضرورة تعلق القدرة بالمقدور ان یکون باختراع فقط اذ قدرة الله تعالیٰ متعلقة فی الازل بالعالم ولم یحصل الاختراع بها اذ ذاک وعند الاختراع تتعلق به نوعاً اٰخر من التعلق فبطل ان القدرة تختص بایجاد المقدور اه فانت تعلم ان القدرة انما تؤثر علی وفق الارادة وانما تعلقت الارادة فی الازل ان توجد الکائنات فی اوقاتها المخصوصة فیما لا یزال فلا نسلم ان القدرة تعلقت مع العراء عن الاختراع بل اثرت واخترعت علی وفق الارادة اما ههنا فتعلق بلا تاثیر اصلاً فلم تکن الا اسماً بلا مسمی ولفظاً بلا معنی وهذا حاصل ما ناقشه به فی (باقی ص۱۶۵ پر)

واتفقت المعتزلة ومن تابعهم من اهل الزيغ على ان العباد موجدون لافعالهم مخترعون لها بقدرتهم ثم المتقدمون منهم كانوا يمنعون من تسمية العبد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴) المسايرة اقول ولاارى هذه العقدة تنفك الا باحد امرين الاول ليست القدرة ماتؤثر حتما ولو مع الارادة ولا محيد عنه للمعتزلة ايضا الا ترى ان الكفرة بذلوا جهدهم فى ايذاء النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وهموا بما لم ينالوا ورد الله الذين كفروا بغيظهم فانما القدرة صفة من شانها التاثير وتؤثر مع الارادة لولا مانع وقد قال فى المسامرة شرح المسايرة اعلم ان الاشعرية لا ينفون عن القدرة الحادثة الا التاثير بالفعل لا بالقوة لان القدرة الحادثة عندهم صفة شانها التاثير والايجاد لكن تخلف اثرها فى افعال العباد لمانع هو تعلق قدرة الله تعالى بايجادها كما حقق فى شرح المقاصد وغيره اه قلت وصرح به الامدى ثم رأيت فى شرح المقاصد من بحث القدرة الحادثة من مقصد الاعراض نسبه له ولم يات بتحقيق يزيد على مامر اقول وفيه حزازة والقلب لا يطمئن به ولا يسكن اليه والا لكان كل انسان بل كل حيوان ولو اخس مايكون واضعفه قادرا على الخلق والايجاد وان لم يتفق له ذالك لعروض مانع وهو سبقة الخلق الالهى وماذا تفعل الاشاعرة الاقدمون حيث يسلم ان لو قدر العبد على فعله لقدر على خلق الاجسام والجواهر اذ لا مصحح سوى الحدوث والامكان وهما مشتركان افتراهم قائلين ان كل انسان وحيوان حتى الخناس والديدان يقدر على خلق السموٰت والارض وان لم يقع لهم لسبقة خلق الله تعالى وقد نص الاشعرية ان ليس للعبد من الفعل الا المحلية فتدبروا انصف والثانى ان الحادثة تحدث ولا تخلق وكفى به تاثيرا وهذا هو الذى حمل الحنفية والقاضى والاستاذ وجمعا من المحققين على القول بان للحادثة تاثيرا فيما دون الوجود والحق ان العقل لا يستقل بادراك تلك الحقائق فنؤمن بما اتى به القرآن وشهدت به الضرورة وادى اليه البرهان (باقی صفحہ ۱۶۶ پر)

خالقا لقرب عهدهم باجماع السلف على انه لا خالق الا الله تعالى واجترأ المتأخرون فسموا العبد خالقا على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة الاصحاب واجاب عن شبه المعتزلة وبالغ فى الرد عليهم وعلى الجبرية واثبت للعبد كسبا وقدرة مقارنة للفعل غير مؤثرة فيه اھ فهذا اصرح نص على ان معتقده رحمه الله تعالى هو معتقد اهل السنة سواء بسواء فلم يبق احد تسايره المسايرة **اقول** ولكن العجب كل العجب من العلامة بحر العلوم اللكنوى عفا الله تعالى عنا وعنه جنح فى الفواتح الى مافى المسايرة مع تصريحه فيها قبله باسطر بما نصه (وما فهموا اى المعتزلة بل هؤلاء الجهلة ايضا ان الامكان ليس من شانه افاضة الوجود فان من هو فى نفسه باطل الذات محتاج فى الواقعية الى الغير وكل[1] على مولاه كيف يقدر على ايجاد الافعال من غير اختلال بالنظام الاجود وهذا ظاهر لمن له ادنى حدس من اصحاب العناية الالهى[2] لكن من لم يجعل الله له نورا فماله من نور (و عند اهل الحق) اصحاب العناية الذين هم اهل السنة الباذلون انفسهم فى سبيل الله بالجهاد الاكبر (له قدرة كاسبة) فقط لا خالقة الخ فكيف رضى مع هذا بان جعل الممكن الباطل الذات خالقا للعزائم مع ان قول التاثير فى امر اعتبارى كان برائى عينيه وقد كان بينه هو بنفسه على وجه كان و لم يتعقبه فان كان مختارا ولا بد فكان اختيار ما عليه جمع من المحققين وليس فيه مخالفة نص ولا اجماع اولى واحرى ولكن الله يفعل مايريد هذا وتلميذ

[1] استعمله بمعنى المحتاج وانما هو بمعنى التقبل والله متعال ان يكون احد كلا عليه ۱۲ منه

[2] لعله من خطاء الناسخ والوجه الالهية ۱۲ منه رضى الله عنه

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۵) ان الفرق بين الانسان والحجر وبين حركتى البطش والارتعاش والصعود والهبوط و الوثبة والسقوط بديهى وان ليس للانسان الا ماسعى وان لا خالق لشئ الا العلى الاعلى وان لا مشيئة للانسان الا بمشيئة الله تعالى ولا نزيد على هذا ولا نقتحم بحر الانقدر على سباحته والله الهادى ۱۲ منه رضى الله عنه

المحقق العلامة الكمال بن ابى شريف وان سايرهما شيخه رحمهما الله تعالى لكنه اشار
بعده الى ان هذا خلاف ما عليه اهل السنة حيث قال فى المسامرة عند قول
المصنف قدمنا ان للمكلف اختيارا او عزما يصمم ما نصه (اختيارا) على ما عليه
اهل السنة (او عزما) على ما اختاره المصنف اه وتلميذه الآخر العلامة الزين
بن قطلوبغا فى تعليقه على المسايرة لم يرض به من اول الامر وقال الطريق الذى سلكه
المصنف انه المرضى عنده الرافع للجبر ولم يندفع به كما سأنبه عليه ثم اورد
طريقا اختاره العلامة الفنارى فى الفصول واقره ومحصله هو التاثير فى
الاعتبارى ولولا غرابة المقام لاوردته مع ما يرد عليه **اقول** وبما ذكرنا
ظهر ان الفرق بين ما ساره فى المسايرة وقضى به القاضى كالفرق بين الغرب
والشرق فما قال فى المسامرة ان حاصل كلام المصنف رحمه الله تعالى تعويل على
مذهب القاضى الباقلانى الخ وتبعه على القارى فى منح الروض الازهر فقال
ما اختاره هو الباقلانى من ائمة اهل السنة الخ فما لا وجه له نعم انما وافقه فى
لفظ وهو انه يكون منسوبا اليه تعالى من حيث هو حركة والى العبد من
حيث هو نحو ونحوه وقال القاضى قدرة الله تعالى تتعلق باصل الفعل وقدرة
العبد بوصفه من كونه طاعة او معصية فمتعلق تاثير القدرتين مختلف
كما فى لطم اليتيم تاديبا وايذاء فذات اللطم واقعة بقدرة الله تعالى وتاثيره
وكونه طاعة على الاول ومعصية على الثانى بقدرة العبد وتاثيره لتعلق ذلك
بعزمه المصمم اه فانما الاشتراك فى نسبة صفة الفعل الى تاثير قدرة العبد
واين ما ادعى المحقق من خلقه عزمه **اقول** ما ذكر من ان الصفة اثر قدرة
العبد حق بلا مرية لكن لا على الوجه الذى قرره المصنف بل الامر ان المولى تعالى
اجرى سنته بان العبد اذا اراد فعلا يخلقه الله تعالى فيه فالارادة بخلق
الله تعالى والفعل بخلق الله تعالى وليس للعبد من الخلق شئ لكن كون الفعل
اراديا يتوقف على ارادة العبد توقفا عقليا قطعيا اذ لو خلق الله فيه الفعل

من دون ان يخلق فيه ارادة له لكان كحركة الحجر بالتحريك فلم يكن اراديا والفعل
لا يكون طاعة ولا معصية الا اذا كان اراديا فهذه الصفة للفعل لا تحصل الا
بارادتنا اى بكونه مصحوبا بالارادة خلق الله تعالى فينا ولولا ذلك لم يكن طاعة
ولا معصية قطعا ثم انى رأيت المحقق ذكر فى التحرير اما الحنفية فالكسب صرف
القدرة المخلوقة الى القصد المصمم فاثرها فى القصد ويخلق سبحنه الفعل عنده
بالعادة فان كان القصد حالا غير موجود ولا معدوم فليس بخلق وعليه جمع من
المحققين وعلى نفيه فكذلك (اى ليس الكسب بخلق ايضا) على ما قيل (اى قول
صدر الشريعة) الخلق يقع به المقدور لا فى محل القدرة ويصح انفراد القادر
بايجاد المقدور والكسب يقع به فى محلها ولا صح انفراده بايجاده ولو بطلت
هذه التفرقة (بين الخلق والكسب) على تقديره (اى بطلانها) وجب
تخصيص القصد المصمم من عموم الخلق بالعقل اه باختصار مزيد اما بين
الهلالين من شرحه التقرير والتحبير لتلميذه المحقق ابن امير حاج رحمهما
الله تعالى فقد ابان البون البين بين ما بحثه فى المسايرة وبين ما ذهب اليه
الامام القاضى وظهرت بحمد الله تعالى منه على فائدة نفيسة وهو انى كنت
كتبت على المسايرة قبل هذا بنحو اربع سنين ما نصه نرجوان المصنف رحمه
الله تعالى رجع عنه اذ لم يذكره فى فذلكة ما يعتقده الا ما عليه اهل السنة
كما سيأتى ونرجوان المولى سبحنه وتعالى جعل هذه الزلة الواحدة وان
عظمت مغمورة فيما اولاه من بحار الحسنات الجميلة ونسال الله الثبات على
الحق وهداية الصواب فى كل باب وصلى الله تعالى على سيدنا محمد واله و
سلم ابدا أمين اه فبحمد الله تعالى قد حقق الله رجائى وظهر رجوع المحقق
عن اختيار ما بحثه اذ علقه ههنا على تعذر التفرقة بين الخلق والكسب
وصرح ببطلان التعذر فاذا بطل المبنى وجب تهدم البناء ولله الحمد و
تصنيف التحرير متاخر عن تاليف المسايرة كما لا يخفى على من طالعه وذلك

قوله تعالیٰ یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی
الاٰخرۃ والحمد للّٰہ رب العٰلمین **اما** ما اورد الشیخ القزوینی علی
الامام ابی بکر الباقلانی کما نقله فی الیواقیت الامام الشعرانی مقرا علیه
انه یقال له هذه الحال مقدورۃ للّٰہ تعالیٰ ام لا علی الثانی لا محالة
تکون مقدورۃ للعبد وهو مذهب المعتزلة بعینه و علی الاول
لم یکن للعبد شیئ البتة وذالک هو مذهب الجبریة بعینه فلا
فائدۃ للتمسک بالحال اھ باختصار **اقول** وتلک شکاۃ ظاهر عنک
عارها : لا لما بینا اٰنفا ظاهر ان هذا سوال عام الورود لا محیص عنه
لشیئ من الاقوال فان من اثبت للقدرۃ الحادثة تاثیرا ما فی شیئ
من عین او حال فیقال له کما قلتم فان قال ان ذالک الشیئ لیس مقدور
للّٰہ تعالیٰ فهو الاعتزال او قال مقدور له لم یبق للعبد شیئ وهو الجبر
ومن لم یثبت کسادتنا الاشعریة فقد افصح بالشق الاخیر من الاول
فیقال اذن لا شیئ للعبد البتة فهو الجبر بعینه وذالک لانه انما یرید
انکم لجأتم الی هٰذا نفیا للجبر فاذا اعترفتم انه واقع بقدرۃ اللّٰہ تعالیٰ
لا بقدرۃ العبد لاستحالة اجتماع مؤثرین علی اثر فقد انتفی الملجأ
ولزم الفرار علی ما منه الفرار فالمعنی هو الجبر بعینه عندکم بل لما
اقول یختار انه مقدور اللّٰہ تعالیٰ بل ومرادہ ایضا لکن اراد ان
یرید العبد فیکون فلا جبرا ولا اعتزال والی منحی هٰذا ینحو ما فی
المسایرۃ غایة ما فیه انه تعالیٰ اقدرہ علی بعض مقدوراته تعالیٰ
کما انه اعلمنا بعض معلوماته سبحٰنه تفضلا الخ وبالجملة لا تنافی
بین کونه مقدور اللّٰہ تعالیٰ ومقدور العبد باقدارہ حتی
یقال لم یکن للعبد شیئ **وایضا** لا یلزم من کونها مقدورۃ للعبد
الاعتزال لانهم یقولون بخالقیة العبد والخلق افاضة الوجود

والحال غیر موجود هٰذا ولیعلم انی لا ارید بالدفاع عن هٰذا القول
ان قول به انما اقول انی لا اعلم ما یردہ لا من نص او اجماع وتدرا وان
هٰهنا ثلثه اشیاء حال بین عینین ارادۃ العبد وفعله وتعلقها به
فان لم یکن للعبد مدخل فی شیئ من ذالک خرج من البین قطعا و
هو الجبر حقا کما الزم به الحنفیة الاشعریة بل قد نصت الاشعرۃ
القسم فی بحث عقلیة الحسن والقبح ان فعل العبد اضطراری غیر
اختیاری فوجب ان لا یوصف بحسن ولا قبح عقلا ونص
الامام ابو الحسن الاشعری ان العبد محل
الفعل فحسب وصرح کبراء الاشاعرۃ
کالامام الفخر والعلامة
سعد فی اٰخرین
ان
المآل هو الجبر

کوثر بک

۳۸۰۰ سے زائد سوالات کے جواب

اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا

علامہ سراج احمد سراج القادری

نوری کتب خانہ۔ لاہور